

11.0432

جلد اول
حصہ اول

اصول شرع محمدی

متعلقہ سنت جماعت

یعنی
تالیف مشرکات و مسائل وراثت اہل سنت جماعت سے

ابتدائی بیان
بالحاق

مرتبہ اسے شرع محمدی - قرآن - حدیث - سنت - اجماع اور قیاس
حالات امام ابو حنیفہ - امام مالک - امام شافعی - امام حنبل اور قواعد
استخراج سهام بقاعدہ عربی و انگریزی بایزادی نقش ہے
ذوی الفروض و ذوی الارحام

مؤلفہ

ابو مہتاب کاکل مالک مغربی و شمالی ساکن دہلی

محمد بطالع دہلی بن بام شمسینہ زرا عالمی گیلانی
اتمام حقوق محفوظ ہیں

بجناب

فیض شش قدردان علم و ہنر حکم دادگر ناظم عدل
پرور آبروے گوہر عز و تفاخر کر نل جی جی سینگ

صاحب بہادر کشن دہلی

جنگو

عزتہا پنجاب میں ترقی انصاف اور دھایا پروری کی لمحوں خاطر

یہ کتاب

انکی کریمانہ اجازت اور قدردانی سے بطور نشانی تعظیم
اور احسان ہندی کے از جانب مولف بنام نامی

منون کی جاتی ہے

ہناب

26 '64 1105
m-1

To
THE MOST RESPECTABLE
COLONEL G. GORDEN YOUNG,
COMMISSIONER & SUPERINTENDENT

D E I I I.

WHO TAKES A DEEP INTEREST IN THE IMPROVEMENT TO THE ADMINISTRATION
OF JUSTICE IN THIS COUNTRY,

THIS WORK

IS,

WITH HIS KIND PERMISSION,

DEDICATED,

AS A TOKEN OF RESPECT AND GRATITUDE

BY

THE COMPILER.

دیباچہ

۱۹۰

شرح محمدی کے اصول اور قواعد جو اس کتاب میں لکھے گئے ہیں وہ صرف جناب قدردان علم و ہنر کرنل جی جی ٹیکٹ صاحب بہادر کمشنر کی قدر شناسی اور کریمانہ اجازت کا باعث ہیں۔ اس کتاب کا کل مضمون کتب مستندہ انگریزی و عربی مثل سراجی شریفی۔ ضو السراج وغیرہ شروح سے جو اس علم میں نہایت اعلیٰ اور مستند سمجھی جاتی ہیں اخذ کیا گیا ہے۔ لیکن اس کتاب کو زیادہ دلچسپ اور شرح بنانے کو درالمختار۔ فتاویٰ عالمگیری۔ قدوری اور ہدایہ سے اور انگریزی میں گریڈی۔ بیلی۔ اور ہوسٹنر سے اور ابتدائی بیان کے لکھنے میں خاصکر ٹیگورالکچرز سے مدد لی گئی ہے۔ لیکن ان کتابوں کے لایق مضافوں نے حرف بحرف عربی کتابوں کی تقلید کر کے قواعد منسوخہ شرعیہ کے طول طویل بیان کر نیسے کتاب کو بہت ہی بڑھا دیا ہے۔ نظر برآں اس کتاب میں شرح کے ان اصولوں کو جو قانون انگریزی سے منسوخ ہو گئے ہیں خیال طوطا متروک رکھا۔ یہ کتاب دو جلدوں میں منقسم ہے۔ اول جلد میں اصول وراثت اور طریق استخراج سهام وراثا مع ابتدائی بیان کے جبین

شرح محمد بن اسلم کے مرتبہ فی قرآن سمیت سنت اجماع اور
 قیاس کے اختلاف کی وجہ - ۲ - فرقے - چاروں
 بڑی فرقوں کے علم - امام مالک - امام شافعی - امام حنبل کے حالات
 مدد دیکر امور ضروریہ کے بطور ایک تاریخی حال کے ابتدائے کتاب میں
 قریب ۴۲ صفحوں کے لکھے ہیں -

ضروری اور نہایت مشکل امور جنکا غور کرنا مسائل وراثت کی
 واقفیت کی واسطے لازمی ہے یہ چار امور ہیں -

- (۱) مختلف قسم کے ورثا کا جاننا -
- (۲) مختلف حصہ دار جو جائیداد کا گناہ طریقوں میں مختلف حصہ کے مستحق
 ہوتے ہیں -
- (۳) قواعد تقسیم ترکہ جس میں مختلف ورثا کو انکا جدا گانہ حصہ با شمال دیگر قسم
 کے ورثا کے دیا جاتا ہے -
- (۴) حجب و محرومیت ورثا -

ان کل امور کو اس پہلی جلد میں بہت واضح طور سے بیان کیا ہے
 تقسیم ترکہ کے قواعد عربی میں بہت ہی پیچیدہ طور پر بیان ہوئے ہیں -
 اور انگریزی میں بھی آج تک جس قدر کتابیں موجود ہیں ان میں بھی انہیں
 قواعد کی تقلید کی گئی ہے - لیکن ہم نے ان قواعد کو عربی اور
 انگریزی قواعد کے مطابق بہت واضح طور پر پہلے پہل اختلاف بیان
 کر دیا ہے تاکہ شائقین کو اس پیچیدہ مضمون کے سمجھنے میں آسانی ہو -

انگریزی قواعد حساب کے لئے میں نے اس کتاب صاحب کے
 قاعدہ سے مدد لی گئی ہے لیکن محض اسی قاعدہ سے وراثت کے مختلف
 قسم کے مسائل حل نہیں ہو سکتے تھے۔ اس واسطے اس میں حساب کے چار
 واسطے بھی جدا جدا قاعدہ اور مثالیں جمع کر لی گئیں۔ مسائل رد و عمل
 اور مناسخہ کی پیدا صورتوں کو عربی و انگریزی قواعد کے موافق حل کر کر
 دکھایا ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ جو شخص انگریزی حساب سے واقف ہو
 اُس کو اس کتاب کے سمجھنے میں بہت ہی کم وقت صرف کرنا پڑے گا۔ اور
 وہ بلا استمداد غیرے ان مسائل پر اپنے ہی مطالعہ سے حاوی ہو جاوے گا۔
 اس مضمون کے زیادہ آسان کرنے کے واسطے اس کتاب کے آخر
 میں دو نقشے لگائے گئے ہیں۔

(۱) اول نقشہ میں ذوی الفروض اور دوسری قسم کے وراثہ یعنی عصباء
 و ذوی الارحام وغیرہ) شامل ہیں۔ اور ہر ایک کا حصہ اور حجب
 و محرومیت کا حال ایک دوسرے وارث کے مقابلہ کر نیسے بہت واضح
 طور پر معلوم ہو سکتا ہے۔

(۲) دوسرے نقشہ میں امیطرح صرف ذوی الارحام کے چاروں
 حصوں کے وارث بترتیب لکھے گئے ہیں۔ اور انہیں ایک دوسرے
 وارث کا مقابلہ کرنے سے ہر ایک کا حصہ اور حجب اور محرومیت و
 ترتیب وغیرہ کا حال باسانی معلوم ہو سکتا ہے۔
 الغرض پہلی جلد میں مسائل وراثت کو بہت ہی وضاحت

سے لکھا ہے۔ اور آئندہ دوسری جلد میں سایل نکاح۔ مہر و طلاق
 ہبہ۔ وصیت۔ نایاب النبی وغیرہ کے سایل بحوالہ نظائر جلد ہائی کورٹ
 و قانون انگریزی مفصل بیان کئے گئے ہیں۔ اور شیعوں کے سایل
 بھی آخر کتاب میں بطور ضمیمہ اسکے ہمراہ مندرج ہیں۔ دوسری جلد کی
 تیاری میں کسی قدر عرصہ باقی ہے۔ امید ہے کہ بشرط قدروانی
 شایقین وہ بھی بہت جلد چھپ کر مفید نام ہو۔

مہتاب

دہلی۔ جی۔ پی۔ ۱۹۸۳ء

فہرست ابواب شرح محمدی

جلد اول

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۲	شیاطین اجماع	۱	تہذیب
۲۲ تا ۲۵	قیاس	۲ تا ۸	شرح نباشہ کی نسبت گزشتہ کی را
۳۶	مسلمانوں کی شرح کی کتابیں	۸	شرح محمدی کی اصل محمد صا کا حال
۲۶	چارون فرقے	۹-۱۰	سنت و حدیث
۳۶	فرقہ خفی	۸-۱۶	خلافت کا بیان
۳۷	ابو یوسف و امام محمد	۱۶	۳۷ فرقے
۳۸	فرقہ مالکی و فرقہ شافعی	۱۸ و ۱۹	شعبہ یسینوں کو اختلاف کئی
۳۹ و ۴۰	فرقہ حنبلی	۲۰	فرقہ ناری و جبریہ
۴۱	دہابی	۲۱	فرقہ مرجہ معتزلہ خوارج و فسطاط
۴۱	کتب فرائض	۲۲	مسلمانوں میں ذات کی کچھ تمیز نہیں
۴۲	کتب بزرگ امام شافعی و ابو حنیفہ	۲۳	کتب خفی و مالکی و شافعی و حنبلیہ
		۲۴	کتب احادیث
		۲۶ و ۲۷	صحاح ستہ
		۲۶ تا ۲۸	کتب ستہ صحیحین
		۳۰	شروعات
		۳۱	اجملع

صفحہ	درجہ	مضمون	صفحہ	باب	مضمون	درجہ	صفحہ
۱۹	۱۶	حر یعنی آزاد۔	۳	فہرست ابواب شریعی			
۲۰	۱۷	سلبی بیٹی۔	۴	باب اول			
۲۱-۲۰	۱۸	پوتی۔	۵	اہل وراثت			
۲۲-۲۱		مسئلہ تشییب۔	۶	باب	مضمون	درجہ	صفحہ
۲۷	۲۰	حقیقی بہن۔	۱	۱	اہل رحم کی جائداد پر ورثہ پہنچتا ہے	۱	۱
۲۸	۲۱	علاقائی بہن۔	۲	۲	حقوق مارا بہ متعلقہ جائداد	۲	۲-۱
۲۹-۲۸	۲۲	سقوط بہائی و بہن۔	۳	۳	ورثہ کی ترتیب	۳	۳-۸
۳۱	۲۳	مان۔	۴	باب دوم			
۳۲	۲۵	جدہ میسر۔	۵	اسباب افت اور مانع وراثت کے بیان میں			
۳۳-۳۲	۲۶	پدی جراث۔	۶	۲	اسباب امش تین امور میں	۲	۹
۳۴	۲۷	مادری جدہ۔	۷	۵	محدودی ترکہ	۵	۱۲-۹
۳۵	۲۸	قدّم جراث۔	۸	۶	مشتے قاعدہ سابق	۶	۱۳-۱۲
۳۶	۲۹	جدہ قریبہ۔	۹	باب سوم			
۳۷	۳۰	جدہ ذوقرابت۔	۱۰	ذوی الفروض اور ان کے مختلف حصص			
باب ۴				۱۱	۸	ذوی الفروض	۱۳
عصبات				۱۲	۹	یاب تین طریقوں سے وراثت	۱۴
۳۹	۳۱	عصبات کی قسم۔	۱۳	۱۰	ہوتا ہے۔	۱۰	۱۶-۱۵
۴۰	۳۲	عصبات نسبیہ۔	۱۴	۱۱	دارالحدیث	۱۱	۱۷-۱۶
۴۱	۳۳	عصبتہ بنفسہ۔	۱۵	۱۲	اخیانی بہائی بہن۔	۱۲	۱۸-۱۷
۴۲	۳۴	عصبات بنفسہ کی قسمیں	۱۶	۱۳	شوہر۔	۱۳	۱۹-۱۸
۴۳	۳۵	قاعدہ وراثت عصبات	۱۷	۱۴	زوجہ۔	۱۴	۲۰-۱۹

صفحہ	ردیف	مضمون	صفحہ	ردیف	مضمون
۵۳	۶۴	حکف مبین محل	۳۸	۳۸	شوقی کی اصلاح
		باب ۵	۳۸	۳۸	امول شوقی
		اعداد متماثل و متداخل	۳۹	۳۸	حقیقی ہوائی
۵۵	۷۱	اعداد متماثل	۴۰	۳۹	عمم حقیقی
۵۵	۷۲	اعداد متداخل		۴۰	دادا کے اعمام
۵۵	۷۳	اعداد متوافقی	۴۱	۴۱	پردادا کے اعمام
		باب ۹	۴۱	۴۲	عصبات بغیرہ
		توضیح سبیل	۴۲-۴۲	۴۳	عصبات مع غیرہ
۶۸-۵۸	۸۲	۹ تقسیم کے سات قاعدہ			باب ۵
		باب ۱۰			غیب کے بیان میں
		ہر فرق کے حصص دریافت کر لین			فصل اول محب نقصان
۶۹	۸۳	۱۰ ہر فرق کا حصہ	۴۳	۴۴	۵ حجب نقصان
		باب ۱۱			فصل دوم محب قربان
		ہر وارث کا حصہ دریافت کر لین	۴۴	۴۵	۶ حجب حرمان
۷۱	۸۴	۱۱ حصہ ہر وارث	۴۵	۴۶	۷ شخص محسوم
		باب ۱۲	۴۸	۵۱	۸ شخص محبوب الارث
		تقسیم ترکہ			باب ۶
۷۲	۸۵	۱۲ دریافت تعلقہ ترکہ جو ہر وارث			مخارج فروض کے بیان میں
۷۳	۸۶	لومنی چاہیے	۵۲	۵۳	۹ چھ حصہ اور مختلف صورتیں
		باب ۱۳	۵۳	۵۴	۱۰ ان کے اشتراک کی
۷۵	۹۰	۱۳ کسر ترکہ			باب ۷
					غزل کے بیان میں

صفحہ	دفعہ	مضمون	باب	صفحہ	دفعہ	مضمون	باب
		باب ۲۱				باب ۱۴	
۱۲۶ ۱۳۷	۱۳۰	منفوقہ کا بیان	۲۱	۷۵	۹۱	تقسیم ترکہ بابت فرخواستوں	۱۴
		باب ۲۲				باب ۱۵	
		مرگ مغاجات کے بیان میں		۹۳	۷۸-۷۹	تخارج ورثہ	۱۵
۱۳۸	۱۳۱	مرگ مغاجات	۲۲			باب ۱۶	
		باب ۲۳				رد کے بیان میں	
		خشتہ کا بیان		۹۲ ۹۸	۸۲-۷۸	رد	۱۶
۱۲۹ ۱۳۶	۱۳۲ ۱۳۳	طریق وراثت خشتہ	۲۳			باب ۱۷	
		باب ۲۴				مناسخہ	
		حل کے بیان میں		۹۹	۸۵-۹۰	طریق مناسخہ لکھنے اور	۱۷
				۱۰۲		دریافت حصص کا۔	۱۷
۱۴۲ ۱۴۸	۱۴۴ ۱۴۰	میراث حل وطریق استخراج حصہ حل	۲۴			باب ۱۸	
						فرائض لکھنے کا قیمی طریقہ	
				۱۰۳	۹۵-۹۱	طریق تحریر فرائض بقاعدہ	۱۸
						باب ۱۹	
						قواعد استخراج سهام بقاعدہ انگیزی	
				۱۰۶	۹۶-۱۱۴	قواعد تقسیم ترکہ	۱۹
						باب ۲۰	
				۱۲۹ ۱۱۴	۱۲۵	ذوی الارحام	۲۰

شرح محمدی

جلد اول

ابتدائی بیان

شرح اور شاستری نسبت گورنمنٹ کی رائے شرح محمدی کی اصل اور اس کو
مترجم بنے۔ قرآن۔ حدیث۔ سنت۔ اجماع۔ اور قیاس۔
شرع کی کتابیں اور ان کے مصنفوں کے حالات ۳۴ فرقے۔ شیعہ اور
سنیوں کے اختلاف کی وجہ۔ چاروں بڑی قومیں۔ ابو حنیفہ
امام مالک۔ امام شافعی۔ امام حنبلی کے حالات اور
ان کی تصنیفات۔ سنت جماعت کے مختلف فرقوں اور ان کے مختلف
مسائل اور عموماً کتابیں جنہیں ان مسائل کا بیان ہے۔ دراست کی کتابیں اور دیگر

دوسرا چٹ وراثت ہندو کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ جب ڈائریکٹر ان
انٹریل ایسٹ انڈیا کمپنی نے بھارت سے اضلاع اور صوبجات ہند کے اپنے
قبضہ اقتدار میں لے کر لیا تو انہوں نے بنظر دور اندیشی یہ بات مناسب سمجھی
کہ اہل ہند کے قوانین اور مذہب میں جیسا کہ مسلمان بادشاہوں نے
ہندوستان کی فتح کے بعد کیا بالکل غلطی نہ دینا چاہیے۔ مسلمان

بادشاہوں نے ضابطہ دیوانی اہل ہند میں کچھ ہی دخل ندیا البتہ بجائے
 قوانین فوجداری ہندو کے قرآن کو رواج دیا۔ صاحبان انگریز نے ہی
 ہندوستانی بادشاہوں کی طرح حکومت کی۔ انیسویں صدی کے ابتدا
 میں بنگلہ دیگر قوانین کے مسلمانوں کے قانون خاص مسلمانوں سے متعلق ہو
 اور جو قوانین فوجداری کہ مفصلات میں رائج تھے وہ قرآن سے ترمیم کئے
 گئے۔ ہندو اور مسلمان دونوں کے واسطے ان کے بموجب عمل درآمد ہوتا تھا
 علاوہ تفریقات ہندو ضابطہ دیوانی و فوجداری وغیرہ قوانین مجریہ سرکار
 انگریزی کے جو ہندوستانی اسیدواروں کے واسطے مقرر ہیں ان کو مسائل
 دہرم شاستر اور شرع محمدی ہی پڑھنے پڑتے ہیں فی الحقیقت ان طلباء
 کو قوانین سرکار مجریہ ہند میں ایکٹ وغیرہ کے پڑھنے سے خود ہی لیاقت
 ہو جاتی ہے اور قریب ۵۰ برس کے ہوئے کہ امتحان اور تعلیم کے واسطے
 شرع اور دہرم شاستر کا انتخاب ہو کر چند کتابیں چھپی ہیں جن کے پڑھنے سے
 ہندوستانی یونیورسٹی کے طلباء اپنا علم قانونی انہیں کتابوں سے حاصل
 کر لیتے ہیں سگر اس زمانہ میں جدید تالیفات کی سخت ضرورت ہے جس میں
 زمانہ قدیم سے آج تک کے احکام اور قوانین نافذہ شامل ہو کر منسوخ شدہ احکامات
 بالکل متروک کئے جائیں۔ ہندوستان کے افسران سول۔ بیرٹرو
 اور وکلا کو جو قانون میں نہایت مشکل مضمون معلوم ہوتا ہے۔

چونکہ شرع اور شاستر کی کتابیں دو نہایت مشکل زبانوں یعنی سنسکرت اور عربی میں
 ہیں اور بہت ہی کم انگریزان علوم کو بوجہ وقت کے پڑھتے ہیں۔ کیونکہ ان کا عربی اور سنسکرت
 سے کچھ دینی فائدہ تصور نہیں ہے۔ زیادہ تر یہ ہی وجہ ہے کہ شرع اور شاستر مشکل معلوم
 ہوتا ہو اور ہر روز بوجہ تنسیخ اور ترمیم مختلف احکامات کے زیادہ وقت بڑھتی جاتی ہے۔

وہ شرع محمدی اور ہرم شاستر ہے جنہیں سے ہرم شاستر کو مولف نے ایک
 علیحدہ رسالہ میں بخوبی بیان کر دیا اور شدہ امین بسرستی مسٹر روجب
 جج مطالبہ خفیفہ دہلی شلیع ہو گیا۔ مگر اب جو کتاب کہ میں ناظرین کی خدمت
 میں پیش کرتا ہوں اس سے یہ منشا ہے کہ شرع محمدی کے مسائل کو بیان کرنے
 شرع اور شاستر کی نسبت گو غنٹ کی رہے

قانون ۲۱ باب ۱۰ سال جلوس جارج سوم کا جو کہ جارج سوم کے
 عہد میں نافذ ہوا تھا یہ منشا ہو کہ وراثت اور حق جانشینی متعلقہ زمین
 لگان۔ اور مال۔ تمام امور متعلقہ معاہدات جو یا بعد گریہ ہوں مسلمان
 اور ہندوستان کے دیگر باشندوں کی نسبت ان کے ہی قانون اور
 رواج کے مطابق فیصلہ ہو کرین۔ ریگولیشن ۱۴ دفعہ ۵۱ بابت
 شدہ اکا ہی ہی منشا تھا کہ مقدمات جانشینی۔ وراثت۔ شادی
 ذات اور تمام مذہبی دستور اور رواج میں مسلمانوں کا قانون مسلمانوں
 سے اور ہندوؤں کا قانون ہندوؤں سے متعلق رہے۔ اسی سبب سے
 مقدمات جانشینی۔ وراثت۔ شادی۔ نوات۔ ہندوؤں اور
 مسلمانوں کے تمام مذہبی رواج۔ ہندوستان میں ان کے ہی شرع
 اور شاستر کے مطابق تصفیہ پائے ہیں۔

(۱) معلوم ہوتا ہے کہ یہ ریگولیشن اور قانون ۲۱ سرورلیہ چوئٹر صاحب کی درخواست

ایکٹ ۱۸۵۸ ایکٹ عدالتہائے شمالی مغربی بنگال کی دفعہ ۲۲ ایکٹ ۱۸۵۸
 ایکٹ عدالتہائے ہندوئی سندھ کی دفعہ ۱۱۰ ایکٹ ۱۸۵۸ ایکٹ عدالتہائے برہما کے
 دفعہ ۱۱ میں ملحق ہیں قاعدہ قانون ٹیپیرا گیا ہے۔

+ ہذا اطلاقی کا اگرچہ ملحق ذکر ان قوانین میں نہیں ہو لیکن وہ اغلباً متعلق

منظور ہوتی ہیں۔ مسلمین جو منتر نے اپنی چٹھی موسومہ چیف گورنمنٹ آف انڈیا میں
 شرع اور دہرم شاستر پر عمل کر چکی بڑی زبردست اور قوی سفارش کی تھی۔
 ستمبر ۱۸۵۷ء میں وارن ہیسٹنگز صاحب بہادر گورنر جنرل ہند نے بابت انصاف
 اور مقدمات کے جوڈا بیرل اپنے قاعدہ ۲۳ میں لکھی تھی وہ یہی تھی کہ ہندوستانیوں
 کے واسطے ان کے قوانین پر عمل کرنا چاہئے اور جب پارلیمنٹ نے گورنر جنرل اور کونسل
 کو قاعدہ ۲۳ اور دفعہ ۲۷ کے بموجب عمل کرنا کہ ان کے اختیارات دیئے تو ستمبر ۱۸۵۷ء میں جو
 نیا انتظام ہوا ان میں یہی قاعدہ جاری کیا گیا کہ تمام مقدمات - وراثت - شادی
 ذات وغیرہ میں اور نیز دیگر مذہبی رواج میں مسلمانوں کے واسطے ان کی شرع پر عمل کرنا
 چاہئے۔ جب آئندہ اس قاعدہ پر نظر ثانی ہوئی تو اس دفعہ میں لفظ جانشینی
 اور بٹریا گیا۔ واضعان قانون نے یہی سوائے ایک صورت کے ہندوستان کے
 تمام مذہبی معاملات میں دخل دینے سے گریز کیا وہ خاص صورت یہ تھی کہ جب کوئی
 شخص اپنا مذہب چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کر لے تو اس کا حق وراثت اس کے
 اصلی خاندان سے منقطع نہ ہوگا۔ گریڈی۔

متعلق شادی قرار دیئے جاسکتے ہیں اور الفاظ مذہبی رسم و رواج میں تو ضرور ہی
 داخل ہونگے اس واسطے مقدمات متعلق ان کے بھی حسب شرع محمدی تجویز کئے جاتے ہیں
 بشرطیکہ متعلق کی قدر زیادہ وقت معلوم ہوتی ہے لیکن جلد قوانین مذکورہ بالا پر
 ہدایت ہو کہ جب کوئی خاص قانون متعلق کسی امر کے نہ ہو تو تصفیہ حسب انصاف
 کیا جائے اور یہ قریباً انصاف قرار دیا گیا ہے کہ مقدمات مہدیین اہل اسلام حسب
 شرع محمدی تجویز کئے جائیں۔ علاوہ دیگر مقدمات کے مقدمہ سماء شمس النساء
 بنام سماء ظہری بی شامی مغربی ہائی کورٹ رپورٹ ۱۸۵۷ء صفحہ ۲ میں یہی قرار پایا تھا
 بیان کوئی خاص قانون متعلق شفع نفاذ نہیں پایا جو وہاں مقدمات متعلق شفع پر

تصفیہ بامین اہل اسلام حسب شرع محمدی قرین انصاف تھا دیا گیا ہو۔ ویکہ ہو مقدمہ
 سماء چند و بنام حکیم علیم الدین ہای کورٹ شمالی مغربی رپورٹ ۱۷ صفحہ ۲۸-۱۷
 ہای کورٹ کلکتہ نے ۱۷ صفحہ ۱۷ میں عام طور پر تجویز کیا تھا کہ جن مقدمات کی حسب نصا
 تجویز کئے جانے کی ہدایت ہو انکا دستور اہل اسلام ہونے ذیقین کے حسب شرع محمدی
 تجویز ہونا قرین انصاف ہے مقدمہ ظہور الدین بنام بہار لٹریچر رپورٹ ۱۷ صفحہ ۱۷
 صفحہ ۱۸- ایکٹ عدالتہاے سندھ اس میں رواج کا بھی ذکر ہے لیکن ظاہر رواج
 کا ذکر بعد ذکر شرع محمدی کے کیا گیا ہو۔ ایکٹ ۷۷ تو این پنجاب وادودہ و ضلع
 متوسطہ میں رواج کا ذکر شرع محمدی کے ذکر سے پیشتر کیا گیا ہو لیکن بصورت نہ ہونے
 رواج خاص کے یہ صراحتاً ہدایت کی گئی ہے کہ ستری دین نسبت طلاق مہریت
 ولایت - نا بالغی - ولد احرامی - تعلقات خاندانی - وصیت - ہبہ - تقسیم میں
 فیصلہ بصورت اہل اسلام ہونے ذیقین کے حسب شرع محمدی ہوگا دیکھو ایکٹ ۱۸
 ۱۷ صفحہ ۳- ایکٹ ۱۷ دفعہ ۷ حسب ترمیم ایکٹ ۱۷ صفحہ ۱۷ ایکٹ ۲۰ صفحہ ۱۷
 دفعہ ۷- اغلب ہو کہ حسب قوانین متعلق شمالی مغربی بنگال و سندھ اس جمعی کی ترمیم
 کی دوسرے پانچ لگی تو اسی شرع کے ساتھ پابندی شرع محمدی کی ہدایت ان میں ہی ہو
 معاہدات لگان وغیرہ کے متعلق مقدمات کا تصفیہ اب حسب شرع محمدی نہیں
 کیا جاتا۔ ہای کورٹ شمالی مغربی الہ آباد کو اختیارات معمولی دیوانی محال نہیں اور
 جو مقدمات بروئے اختیارات غیر معمولی تجویز کئے جاتے ہیں وہ انہیں قوانین کے
 موافق فیصلہ ہوتے ہیں جو ان مقدمات کے بصورت کسی عدالت مقامی میں
 تجویز پانے کے متعلق ہوتے (دفعہ ۱۳ لیٹریٹینٹ لیفٹ احکام تقرری عدالت
 ہای کورٹ شمالی مغربی) دیگر ہای کورٹوں کی نسبت احکام تقرری میں ہدایت
 ہتی کہ وہ فیصلہ جات اپنے اسی قواعد کے موافق کریں کہ جنکی سپریم کورٹ پانچویں

اور عدالتہائے سپریم کورٹ سے قانون مجریہ عہدِ حلیج سوم متعلق تھے اس واسطے
 ہائی کورٹ بھی مقدمات لگان و مال و دیگر امور متعلق معاہدات باہمی اٹالیاں اٹالیاں
 حسبِ شرع محمدی تجویز کرتے تھے۔ قانون مجریہ عہدِ حلیج سوم کو ایکٹ ۱۹۳۵ء
 نے منسوخ نہیں کیا لیکن ہائی کورٹ ہائی بلاڈ پریزیڈنسی پابندی اس قانون کی
 صرف بوجہ احکام لیٹریٹینٹ لینے احکام تحریری کے کرتی تھیں اور اذن احکام کی تبدیلی
 اختیار قانونی کونسل ہند کو اذن احکام ہی کی رو سے حاصل تھا دیکھو فقرات ۴۴
 اور اس وجہ سے اب یہ تجویز پا گیا ہے کہ ہائی کورٹ بلاڈ پریزیڈنسی بھی تجویز مقدمات
 بیع و دیگر معاہدات کی حسبِ قانون معاہدہ کر نیگی نہ حسبِ قوانین ذاتی۔ عدالتہائے
 خفیہ واقع بلاڈ پریزیڈنسی کی بابت عام طور سے کہا جاسکتا ہے کہ وہ اسی قانون
 کی متابعت کرتی ہیں کہ جنکی پابندی ہائی کورٹ ہائے مین کیجاتی ہے اور جو سوہ
 قانون کا متعلق عدالتہائے خفیہ مذکور کے آجکل پیش کونسل و اصنامان قانون
 ہے آہیں ہی صاف ہی ہدایت کئے جانے کی تجویز ہے اس واسطے یہ کہا جاسکتا ہے
 کہ عدالتہائے خفیہ بھی تجویز مقدمات معاہدہ وغیرہ حسبِ قوانین ذاتی نمکونگی
 بلکہ حسبِ قانون معاہدہ وغیرہ۔

سابق میں چونکہ شرع اور شاستر کی کتابیں انگریزی میں ترجمہ اور
 تالیف نہیں ہوئی تھیں اس واسطے مولوی اور پٹنڈت عدالتوں میں
 مقرر تھے اور انکی رائے سے ہندؤں اور مسلمانوں کے مذہبی مقدمات
 (مثل وراثت - شادی - ذات - حق جانشینی وغیرہ) فیصلہ ہوا کرتے
 تھے۔ شاید مولویوں اور پٹنڈتوں کے سچلے عہدے اس خیال سے موقوف
 کئے گئے کہ انگریزی کتب (ان مضامین پر) جو آج تک چھپی ہیں اور نیز
 مقدمات جو آج تک فیصلہ ہوئے ہیں جج کی آگاہی اور اس بات کے

لائق کرنے کے واسطے کہ وہ صحیح صحیح تجویز کر سکیں کافی ہیں لیکن اکثر ہندوستانی
 مقتنون کی یہ رائے ہے کہ شرع اور شاستر کی کتابیں ایسی کافی نہیں ہیں
 کنج اذکی اوداسے شرع یا شاستر کے مقدمہ کو باصابطہ اور صحیح صحیح مفصل
 کر سکے۔ پس جن کتابوں کی بموجب پنڈت اور مولوی رائے دیتے تھے
 اودھکا انگریزی اور اردو میں ترجمہ ہونا اور جو احکام کہ کسی سرکلر کے
 بموجب منسوخ ہوئے ہیں اودھکو متروک کرنا پڑ ضرور ہے۔ جو ڈشیل حکام
 جنہر ایسے مقدمات کی تجویز کا بہرہ و سہ کیا گیا ہے اودھکو بھی مثل پنڈتوں اور
 مولویوں کے ان قوانین میں بذات خود واقفیت حاصل کرنی چاہئے
 کہ بغیر اسکے ہر ایک حاکم کے واسطے یہ امر بہت مشکل ہے کہ باقاعدہ نتیجہ
 کسی واقعہ متعلقہ پر لگا کر صحیح طور پر مقدمہ کو فیصلہ کریں۔ تا وقتیکہ اودھکو
 بذات خاص واقفیت نہ ہو یہ بات عمدہ اور مناسب نہیں ہے کہ اوج کے
 ہاتھوں میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے مقدمات ڈالے جاویں مبادا کہ
 وہ فیصلہ کریں رعایا کو ظلم کا پابند کریں۔ سرفرائسٹر میگنٹن صاحب
 نے نہایت دانشمندی سے کہا ہے کہ ”اودھکو کوئی اور قانون نہ دو بلکہ انکا
 قانون دو تا ہم یہ بہانہ اسکے استعمال کی ہکون نہیں چاہئے کہ لوگوں کو
 ظلم کا مطیع کریں ہندوستانی رعایا اپنی گورنمنٹ کی نہایت مداح اور
 ممنون ہے کہ گورنمنٹ نے شرع اور شاستر دونوں اعلیٰ مضامین کو داخل
 امتحان کر دیا لیکن ساتھ ہی اسکے اودھکو یہ بھی افسوس ہے کہ طلباء کی تعلیم
 کے واسطے ایسے عمدہ وسائل کام میں نہیں لائے جاتے جس سے وہ
 ان قوانین میں کمالیت کے ساتھ واقفیت پیدا کریں۔ اس واسطے یہ
 نہایت یقین اور عاجزی کے ساتھ امید کی جاتی ہے کہ ہماری دانا گورنمنٹ

اپنی بخشش اور فیصلہ دہی کو کام فرما کر طالب علموں کو ان قوانین کی نہایت عمدہ تربیت دیگی اور قانونی و مذہبی کتابیں کے مثل شرع و ستار کے ترجمہ اور اشاعت میں محنت کا بڑا خیال رکھیگی۔

شرع محمدی کی اصل

اس موقع پر یہ بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مختصر شرع محمدی کی اصل کیا ہے ذکر کیا جاوے۔

مصنف فاضل ٹیگور لال کچھار صاحب اپنی کتاب شرع محمدی کے ابتدائی بیان میں تحریر فرماتے ہیں کہ محمد صاحب کے پیغمبر ہونے سے پہلے اس شرع کا کچھ بھی وجود نہ تھا تاہم اس سے معلوم ہوا کہ محمد صاحب سنہ ۶ میں بمقام مکہ میں پیدا ہوئے اور وہ اپنی عمر کے چالیسویں برس پیغمبر ہوئے۔ اوس وقت سے اوہوں نے تمام اپنے ملک والوں کو بت پرست دیکھ کر اپنی تمام مدت انکی اصلاح میں صرف کی۔ انکے زمانہ سے پہلے کوئی عام قانون نہ تھا جس پر خیرہ نامے عرب کی قوانین کا رہند ہوئیں ہر فرقہ اپنے خاص قانون کا مطیع تھا۔ اس وقت تازہ سرداروں کی رائے سے فیصل ہوا کرتے تھے۔

اس شرع کی اصل قرآن ہے اور اہل اسلام کا یہ اعتقاد ہے کہ قرآن ازل سے موجود ہے۔ اہل اسلام کا قانون وحی پر مبنی ہے۔ خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان ہے کہ مختلف اوقات میں جبریل فرشتہ کی معرفت وہ مجھ پر ہر وقت

+ قرآن - قرآن سے جیکے معنی پڑھنے اور جمع کر نیکے ہیں بظاہر اسکی خاص مراد ہے سے ہے یا جکو ضروری پڑنا چاہے اسی نام سے مسلمان نہ صرف کل قرآن سے مراد تو ہیں بلکہ ایک سپارہ اور ایک آیت سے ہی انکی مراد ہوتی ہے۔

حقون میں ظاہر کیا گیا یا نازل ہوا۔ اہل اسلام اسکے مضمون کو لازماً جانتے ہیں کیونکہ وہ خدا کا کلام ہے جو انسان کے پاس اسکے پیغمبر کی معرفت پہنچا گیا۔ علاوہ اسکے کہ قرآن میں تصوف اور مذہبی امور کا ذکر ہے اور میں بہت سی ایسی آیات بھی ہیں جو عدالت کے متعلق ہیں اور شرع کا اصل اصول انہیں سے قائم ہوتا ہے۔ مسلمانوں کی مذہبی ملکی۔ جنگی قوانین میں قرآن ہی اصل سرچشمہ ہے جب کبھی کسی خاص معاملہ سے قرآن کا حکم مستنبط نہیں ہو سکتا تو اس کی پورا کرنے کے واسطے سنتؐ (یعنی وہ جو کچھ کہ پیغمبر صاحب نے کیا کہا یا اوپر سکوت کیا تھا) یعنی ان چیزوں کی طرف جو کچھ کہ پیغمبر صاحب نے کی تھیں۔ کہی تھی۔ یا کنایتاً اجازت ہی تھی اور نیز حدیث کی طرف (یعنی محمد صاحب کے اقوال یا روایتیں جو انہوں نے کی یا کہیں تھیں یا اوپر سکوت کیا تھا) رجوع کی گئی تھی۔

سنتؐ۔ سنت دو قسم ہے ۱۔ مواظبت (دراپی) یا موکدہ (مجبوری) اور دوسری زایدہ (اسی سبب سے اختیاری ہے) سنت موکدہ وہ امور ہیں جگہ و خود حضرت اکثر کیا کرتے تھے اور چہر عمل کرنا اہل اسلام پر ضروری ہے لیکن سنت زایدہ پر عمل کرنا اختیاری ہے کیونکہ آنحضرت نے بطور مداومت اور پھر عمل نہیں کیا تھا۔ مصنف کیدانی سنت کی دو قسم بڑھ چکر لکھتا ہے۔

۱۔ سنت ہدیٰ - ۲۔ سنت زوائد۔ سنت ہدیٰ وہ ہے جب حضرت نے باوجود ایک بار یا دو بار چھوڑنے کی مداومت کی ہو۔

۳۔ سنت طریقیہ مسلوکتہ فی الدین یعنی سنت وہ طریقہ ہو جسے دسید سے دین پر چلتے ہیں پس صرف محمد صاحب کے اقوال یا روایتوں پر جو خود انہوں نے کی تھیں۔ کہی تھیں یا ان پر سکوت کیا تھا) چلنے کو سنت کہتے ہیں اور اقوال و افعال اور تقریر کو حدیث۔

مولوی محمد یعقوب علی صاحب دہلوی۔

سنت زواید وہ امور ہیں جنکو آنحضرت نے کبھی کیا اور کبھی چھوڑ دیا اور صحابہ نے اوسپر عمل کرنا اچھا جانا۔ خلاصہ کیدانی صفحہ ۳۔

حدیث کی خصوصاً دو قسمیں ہیں ۱۔ الہی یا قدسی - ۲۔ بنوی۔ پیغمبرؐ نے فرمایا تھا کہ حدیث الہی الہام ربانی ہے اور حدیث بنوی ایسی نہیں ہے۔

حدیث بنوی پہر تین قسم ہے - ۱ حدیث قولی (یعنی اقوال اور صحبتیں صحابہ کی) - ۲ حدیث فعلی (اونکے افعال) - ۳۔ حدیث تقریری*۔ ان سب کو ملنا

لوگ قرآن کا ضمیمہ اور قریب کر دوسرے درجہ پر سمجھتے ہیں۔ کشف الاصطلاحات الفوائد مترجم مشکوٰۃ فی حدیث کی تشریف اور اقسام حسب ذیل لکھی ہیں۔

حدیث - محدثین کی اصطلاح میں - قول - فعل - سیرت - حال اور تقریر آنحضرت کو حدیث کہتے ہیں۔ حدیث کی بہت سی قسمیں ہیں۔ بوجہ طوالت کے مختصرًا چند کا بیان کیا جاتا ہے۔ ۱۔ حدیث مرفوع۔

۲۔ حدیث موقوف - حدیث مقطوع (اخیر کی دونوں حدیث کو اثر کہتے ہیں) حدیث متصل - حدیث منقطع - حدیث معضل - حدیث سعلق -

حدیث مُرسل - حدیث باعتبار سند کے تین قسم پر منقسم ہے۔ ۱۔ صحیح ۲۔ حسن - ۳ ضعیف پہر حدیث صحیح دو قسم ہے۔ ۱۔ صحیح لذاتہ -

۲۔ صحیح لغيرہ۔ پہر حدیث کی تین قسمیں اور ہیں۔ ۱۔ غریب۔ ۲۔ غریزہ۔ ۳۔ شتفیفر متواتر۔ شاذ۔ مُنکر۔ ہی اقسام حدیث ہیں*۔ ترجمہ مشکوٰۃ صفحہ ۱۶۔

* تقریری - لغوی کے معنی ہیں کسی شخص نے حضرت کے روپر واک کام کیا یا ایک بات کہی اور حضرت اوس سے مطلع ہو کر منع کیا اور نہ انکار کیا اور سکوت کیا۔ اوسکو تقریر کہتے ہیں یہی مدخل حدیث ہے حضرت کی تقریر کو کجحت ہوتی ہے نہ اور کسی تقریر پر۔ لیکن بعضوں کے نزدیک قول اور فعل اور تقریر صحابہ اور تابعین کو بھی حدیث کہتے ہیں۔ ترجمہ مشکوٰۃ۔

* البتہ ہزاروں احادیث اور ہزاروں مسلمان عالموں نے نہ صرف حضرتؐ کے اقوال و افعال کی بابت بلکہ اُنکے صحابہ کے اقوال و افعال کی بابت بھی ہیں لیکن صحابہ کی احادیث کو وہ وقعت نہیں ہے جو غرضت پیغمبرؐ کی احادیث کو ہے لیکن تاہم حکم قرآن یا سنت سے کوئی حکم کسی معاملہ کی نسبت انہیں پایا جاتا تو وہ حکم کی تفصیلات میں غور و فکر سے آدھرتی ہیں۔ ویسا چہ ہدایہ - حدیث کو روایت ہی کہتے ہیں۔

عرب کے فاضلون نے اور اونکے زمانہ میں سنت اور حدیث
کبھی ضبط تحریر میں نہیں آئی تھیں محمد صاحب کی وفات کے وقت
سنت اور قرآن بلکہ ایک مجموعہ قرآن ہو گیا۔ محمد صاحب نے فرمایا کہ
میں تمہارے واسطے دو چیز چھوڑتا ہوں جو کہ تمکو جب تک کہ تم ان کے
موافق عمل کرتے رہو گے غلطی سے بچا میں گی۔ وہ خدا کی کتاب اور
میری سنت ہے۔

پیغمبر صاحب کی وفات کے بعد بہت سے دعویٰ خلافت پیدا
ہو گئے جنہوں نے خلافت کا دعویٰ کیا اور بوجہ مخالفت اور ہجری
کے اس وقت میں لوگوں کے بہت سے فریق ہو گئے لیکن باوجود اسکے
سنت اور حدیث محدثین کی سینہ بسینہ چلی آئی۔ بہت سے شکوک کو
دینی اور دنیوی معاملات سے شعلت تھے قرآن ہی سے حل کیا۔

پیغمبر صاحب کی وفات کے بعد خلافت کے باب میں بڑا ہبہاری
جھگڑا ہوا۔ لیکن بہت سے جھگڑوں کے بعد وہاں کے رسول نے (اور نیز صحابہ نے)
محمد صاحب کے خسر حضرت ابوبکر کو منتخب کیا اور رعایا نے انکو بھی اپنے پیغمبر کا قاتل
اور خلیفہ الرسول مان لیا لیکن ان کے خلیفہ ہونیکے دو برس بعد ان پر ایک
سخت حملہ ہوا جس میں وہ قتل ہو گئے حضرت عمر ان کے جانشین ہوئے اور خلافت
عہدہ پایا اور امیر المومنین کا خطاب ہی اختیار کر لیا دس برس سے زیادہ کا ایسا
کے ساتھ خلافت کر کے ایک پارسى غلام فیروز نام کے ہاتھ سے ایک کاری زخم کھا کر

۲ خلیفہ یا خلافت کے معنی جانشین۔ نایب۔ بادشاہ۔ شانزہ۔ ماکم کے ہیں
یہ خطاب ممانوں کے بادشاہوں یا محمد صاحب کے جانشینوں کو دیا جاتا تھا۔ اول ہی اول حضرت ابوبکر کو
یہ خطاب دیا گیا یہ اعلیٰ خطاب مجلہ شانزہ اور ان کا ۱۳۶ ہجری میں تک دیا جاتا رہا۔

سنت

خلافت کا

حان بحق ہوئے۔ حضرت عمر کی وفات پر حضرت عثمان کو خلافت پہنچی اور حضرت عثمان پیغمبر صاحب کے جانشین اور مسلمانوں کے بادشاہ ہوئے تھوڑے عرصہ بعد ملکی فادیون نے اوکو بھی قتل کر ڈالا اور حضرت علی کو خلافت نذر کی لیکن حضرت علی نے اپنے عین ایک سخت طوفانی سمندر میں پایا اور یہ طوفان اوکی زندگی کے ساتھ فرو ہوا۔ اوکی وفات کے وقت امام حسن حضرت علی کے پسر جو محمد صاحب کی بیٹی فاطمہ کے بطن سے تھے خلیفہ بنائی گئے لیکن معاویہ جو کہ نبی امین سے تھا امام حسن کی خلافت سے معترض ہوا۔ اب ایک نئی مہم سہی پیدا ہو گئی

خلافت کے باب میں سنی اور شیعوں میں بڑا اختلاف ہے شیعہ لوگ کہتے ہیں کہ صرف حضرت علی خلافت اور امامت کے حقدار نہ تھے اور اوکی اولاد کو جو بی بی فاطمہ کے بطن سے تھی یہ حق پہنچتا، حضرت علی نے دشمنوں کے خوف سے بیعت ہی کر لی اور خاموش ہو رہے۔ سنی اور شیعہ بہت سی آیات اور حدیث اپنے اپنے دعویٰ کی تائید میں پیش کرتے ہیں لیکن حق یہ ہے کہ کوئی حدیث یا آیت صریح یا قطعی خلافت کے باب میں کسی کتاب میں نہیں پائی جاتی۔ حضرت ابو بکر کو ترجیح دینے اور خلیفہ بنانے کی دو وجوہ خاص تھیں۔ اول یہ کہ حضرت پیغمبر صاحب نے بیمار ہونے کی حالت میں حضرت ابو بکر کو حکم دیا کہ تم امت کو غازی پڑھوایا کرو (اور ایک دفعہ پستہ ہی انہوں نے غازی پڑھوایا تھی اور غوث محمد صاحب اونکے پیچھے آکر غازی میں شریک ہو گئے تھے) چنانچہ اور وقت سے حضرت ابو بکر نے ایسا ہی کیا۔ دوم یہ کہ لوگوں نے اسی خیال سے اوکو خلیفہ بنانا چاہا اور کہا کہ جب تم کو ہی پیغمبر صاحب نے یہ حکم دیا تھا اور کسی صحابہ کو نہیں دیا پس تم ہی حق خلافت کے ہو۔ جہود صحابہ اوکی خلافت پر راضی ہو گئے لیکن۔ حضرت علی ابن طالب سے عباس ابن المطلب طلحہ۔ زبیر۔ مقداد بن الاسود نے (جو کہ بزرگ صحابہ تھے) اونکے ہاتھ پر بیعت نہ کی بدین یہ صحابہ ہی اوکی اطاعت کرنے لگے۔ حضرت علی کی نسبت بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے بقول بعض چہرہ پیٹے اور بقول مشہور اسی روز یا دوسرے روز بیعت کر لی۔ سنی لوگ حضرت علی کے

اس واسطے امام حسن نے معاویہ کو خلافت دیکر یہ فتنہ فرو کیا۔ اس طرح خلافت کا درجہ ہاشم کے خاندان سے عثمان کے خاندان میں پہنچا۔ امام حسن خلافت کو چھوڑ کر مدینہ کوچے گئے اور وہاں تنہائی کی حالت میں ۹۴ ہجری تک رہا۔ وہاں موجود ہونے کے اور نیز اس توقف کے یہ وجہ کہتے ہیں کہ وہ حضرت پیغمبر کی تجسیم تکفین میں مصروف تھا اور بسبب فرط غم و الم آنحضرت کے خلوت میں رہنے لگے خلوت میں بٹھکر قرآن کے حج کے فی میں مشغول رہتے تھے اور پھر انہوں نے ہی حضرت ابوبکر کے ہاتھ بیعت کر لی اور مدت العراد کے ساتھ نماز میں رہے اور ہر طرح ادنیٰ اطاعت اور ابداری کی۔ فی الحقیقت اگر حضرت علی کو (جیسا کہ شیعہ لوگوں کا بیان ہے) پیغمبر صاحب بنی زبان سے اپنا جانشین فرمادیتے تو ہرگز حضرت علی اس قدر عرصہ تک خاموش نہ رہتے اور نہ تینوں خلیفہ کے ہاتھ بیعت کرتے۔ حضرت علی خود طرے شجاع اور صاحب دہدہ تھے۔ فاطمہ انکی زوجہ (محمد صاحب کے بیٹے اور محبوب خلائق) اور ان کے بیٹے ان کے ساتھی۔ عباس بن عبد المطلب (عم پیغمبر صاحب) اور زبیر (پیغمبر صاحب کی عہد کا بیٹا) اور نبو ہاشم ان کے بہائی وغیرہ جو اس وقت میں نہایت قوی اور صاحب ثروت اور با اقتدار تھے سب ان کے حامی اور طرفدار تھے۔ ہر کوئی وجہ مانع تھی کہ وہ اپنے حق کو چھوڑ کر خاموش رہتے اور اعدا کا خوف کرتے۔ علاوہ ازیں یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ حضرت علی نے اپنے عہد خلافت میں اجلاس کے وقت خاص اپنی زبان سے علانیہ حضرت ابوبکر۔ عمر۔ عثمان کی مدح اور تعریف کی۔ ذہبی نے انہی سے زیادہ آدمیوں کی اسناد سے اس قول کو ثابت کیا ہے۔ صحیح بخاری میں (جو کہ بڑی مستند کتاب ہے) آیا ہے کہ حضرت علی نے فرمایا کہ خیر الناس بعدی ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ایک شخص نامی محمد بن حنیفہ نے ان سے اس وقت کہا کہ تم اہل بیت کے بعد تم ہو حضرت علی نے فرمایا کہ میں ہی مسلمانوں میں سے ایک مسلمان ہوں یہ حدیث بخوبی پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے اور اس قسم کی اور حدیثیں ہیں جن سے یہ امر بخوبی

جان بحق ہو کر شیعہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ امیر معاویہ کے بہکانے سے اسکی بیوی
نے زہر دیدیا۔ کیونکہ معاویہ کو اندیشہ تھا کہ امام حسن اپنے دعویٰ خلافت کو پہر
نازہ کریں گے۔ امام حسن کا چھوٹا بھائی امام حسین معاویہ کی وفات پر اس کے بیٹے
نیرید کی خلافت سے منکر ہوا اس واسطے امام حسین کو مجبوراً اپنی جان بچانیکے لئے
مدینہ سے مکہ جانا پڑا۔ وہاں اس کے باپ کے ماننے والوں کی طرف سے کوفہ
میں چلے آئی کا پیغام آیا۔ نیرید نے یہ بات سمجھ کر کہ امام حسین نے اس کے پیغام کو

ثابت ہوتا ہی شیعہ لوگ بحواب اسکے یہ کہتے ہیں کہ یہ سب امور خوف اور تلقید کی وجہ سے تھے
اور حضرت ابوبکر۔ عمر۔ عثمان کی موج دشمنوں کے خوف اور اپنی جان کے اندیشہ سے تھی
بجز اسکے اور کسی اثر ثابت نہیں ہوتا کہ یہ خلافت کی ترتیب اجاع اور صحابہ کی اتفاق سے
ہوئی سب اجاع۔ سنت جماعت کی مشروع کا ایک تیسرا مرتبہ ہے اگر اجاع سے انکار کیا جاوے
تو اکل مذہب میں ہی غلطی آجاتا ہے۔

شرح زاید

حضرت ابوبکر نے اپنے مرنے کے وقت حضرت عمر کے نام ایک عہد نامہ لکھ دیا اور ان کو
خلیفہ بنایا تا مئی صحابہ نے اور نیز حضرت علی نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔

جب حضرت عمر رحلت کرنے لگے اس وقت انہوں نے حضرت عثمان۔ علی۔ عبدالرحمن
بن عوف۔ طلحہ۔ زبیر۔ سعد بن ابی وقاص کو یہ کام سپرد کیا اور کہا کہ تم کو اختیار ہے
سکو تم مناسب سمجھو خلیفہ بنا دو ان سب نے عبدالرحمن بن عوف کی رائے پر حصر کیا
عبدالرحمن نے حضرت عثمان کو منتخب کیا پہر سب صحابوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت
کی اس کے قتل ہونے کے بعد حضرت علی کو خلافت پہنچی۔ مبعاد خلافت میں (جو کہ تیس
برس کا زمانہ ہے) صرف چھ مہینے باقی رہے تھے۔ اس مبعاد میں امام حسن نے
خلافت کر کے معاویہ کو خلافت دیدی اور فتنہ کو فرو کیا۔ تکیل الایمان۔ مصنف
شیخ عبدالحق محدث۔

قبول کر لیا اور کوفہ کو روانہ ہو گئے ہیں اپنے سپہ سالاروں میں سے ایک سپہ سالار عبید اللہ کو ان کے گرفتار کرنے کو واسطے روانہ کیا۔ عبید اللہ نے پیغمبر صاحب کے نواسہ امام حسین کو جو صرف ۳۷-۴۰ آدمی نوکر اور گہر کے لوگوں کے ہمراہ کر بلا کے میدان سے گزرتے قتل کر ڈالا اور قریب کر ان کے ہمراہیوں کو مار ڈالا اس قتل عام میں علی کے آٹھ چار بیٹے عبداللہ - عباس - عثمان اور جعفر ایک ایک دو دو لوگوں سمیت کام آئے۔ باقی ماندہ لوگ امام حسین کے خاندان کے یزید کے روبرو لائے گئے۔ یزید نے ان اسیروں کو سزت کے ساتھ رہا کر کے ان کے گھر پہنچا دیا۔ ٹیگور لاکھ۔

آنحضرت کی وفات کے بعد سنت اور حدیث کو احاطہ تحریر میں نہیں لای گئی تھیں لیکن وقتاً فوقتاً کے جھگڑوں کی طے کرنے اور لوگوں کو اون غلوں سے جو پیغمبر صاحب نے منع کئے تھے روکنے کے واسطے انکو زندہ صحابوں سے جو اس وقت موجود تھے انتفی لیا جاتا تھا۔ اور سبط کو ایک عرصہ بعد انصاف اور عدالت کا مدار اوس پر ہو گیا۔ ابن خلدون

۱۰ زندہ صحابہ پیغمبر صاحب کے صحابوں میں سے مفصلہ ذیل صحابہ اور درجہ کی نسبت سوز اور اعلیٰ تھی۔ اعجاز بکر - ۲ عمر - ۳ عثمان - ۴ علی - ۵ طلحہ - ۶ زبیر - ۷ سعد - ۸ ابو عبیدہ - ۹ عبدالرحمن - تہذیب الاسماء صحابہ جنہوں نے پیغمبر صاحب کی حیات میں اور نیز ان کے بعد فتویٰ دیئے تھے وہ اللہ علاوہ اور چہ اشخاص مفصلہ ذیل ہیں - ۱ ابو حریرہ - ۲ عبداللہ بن عمر - ۳ جابر - ۴ عبداللہ بن عباس - ۵ انس - ۶ عائشہ - سب سے پہلے نہیں صحابوں نے حدیث اور سنت یا د کی تھیں۔

۱۰ ابن خلدون عرف عبدالرحمن بن محمد ہندی حلب کا قاضی تھا پندرہ ہجری میں فوت ہوا۔

لکھتا ہے کہ شرح کے مسائل یعنی خدا کے اوامر و نہی اور وقت تک لکھتے
 نہیں گئے تھے بلکہ لوگوں کے سینہ میں تھے۔ وہ لوگ یہ جانتے تھے کہ
 ان مسائل کی اصل خدا کی کتاب اور محمد صاحب کے اقوال اور افعال
 ہیں ان حالتوں میں یہ روایتیں بہت جلد اس حد تک بڑھ گئیں کہ
 انکا جمع کرنا اور صحیح روایتوں کو متنبہ روایتوں سے جدا کرنا نہ صرف مصلحتاً
 بلکہ ضروری امر ہو گیا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے عبداللہ بن عباس نے سنت اور
 احادیث اور روایات کو قلباً کر نیکاً قصد کیا تھا۔ الاشبہاء فی تفسیر الصحاح
 کا مصنف لکھتا ہے کہ عبداللہ بن علی ابورافع سے یہ روایت کرتے ہیں کہ
 عبداللہ ابن عباس ابورافع کے پاس آیا کرتے تھے اور وہ عبداللہ ابن
 عباس سے اون امور کو جو پیغمبر صاحب نے خاص دنوں میں کئے تھے
 روایت کے طور پر بیان کیا کرتے تھے اور ابن عباس ابورافع کے فرمانے
 کے موافق ایک کتاب میں (جو انکے ساتھ رہتے تھے) لکھ لیا کرتے تھے
 عبداللہ ابن عباس نے قرآن کی بھی ایک مختصر تفسیر لکھی تھی۔

اس وقت سے لیکر ابو حنیفہ کے زمانہ تک (شمہ ہجری میں پیدا ہوا
 اور شہدہ میں وفات پائی) عروہ بن زبیر - شعبی - عمرو بن حبیل
 میمون بن محمد - زہری - محمد بن سلم - حاتم بن عروہ - بن زبیر
 اور اور عالمون نے احادیث یا روایات کو جمع کیا تھا ان سب نے
 ۹۴ھ سے ۱۲۴ھ کے درمیان ترقی اور شہرت پائی کسی کتاب سے یہ

۴ ابورافع حضرت کاچا تھا عبداللہ ابن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمناط

پیغمبر صاحب کا عزاوہ تھا ۴۲ برس کا ہو کر شہدہ میں وفات پائی۔

نہیں معلوم ہوتا کہ یہ ذخیرہ ان عالموں نے جمع کیا تھا اور تفاسیر اور
تأویلات جو اس وقت میں کی گئی تھیں وہ کبھی گئیں یا نہیں^۱۔
اگرچہ تمام مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ قرآن خدا کا کلام ہے تاہم مختلف
مفسرون نے نفس آیات کے بہترے معنی لئے ہیں۔ علمائے اصول
کی نسبت اختلاف رائے ہے۔ بعض عالم خاص احادیث کی اسناد
لیتے ہیں اور بعض اسی سے انکار کرتے ہیں۔ اور نیز خاص آدمیوں
کے امام ماننے میں بھی اختلاف ہے۔ ان سب باتوں نے مختلف
قسم کے مسائل پیدا کر دیئے اور ہر ایک ان مسائل کے ماننے والوں
کا خاص فرقہ بن گیا جو فرقے کہ اس طرح بن گئے ہیں وہ شہابین
ہیں۔

عقیدۃ الطالبعین میں ان سب میں دس فرقے بڑے اور انیس
بیان کئے گئے ہیں۔ یعنی ۱۔ سنی^۲۔ ۲۔ خارجی۔

۱۔ سنی عالم ستر جم قرآن کا بیان کرتا ہے کہ سنی عام نام اون لوگوں کا ہے
جو کہ محدث ہیں کیونکہ وہ سنت کی اسناد کو مانتے ہیں جو کہ قرآن کا ایک ضمیمہ
ہے اون چیزوں کا قاعدہ جو قرآن سے معام نہیں ہوتا سنت سے معلوم
ہو جاتا ہے مسلمان لوگ بیان کرتے ہیں کہ یہ تفریق اون میں پیغمبر صاحب کی
لیکن مسٹر مولیٰ صاحب لکھتے ہیں کہ پہلے اس قسم کا ارادہ ابن شہاب الزہری نے
عہد خلافت عمر بن عبدالعزیز میں کہا تھا۔ مگر اسماء الرجال اور دیگر کتب متذکرہ سے
یہ معلوم ہوتا ہے کہ عروہ اشجعی اور میمون نے جو زہری سے پیشہ پیدا سوچا اور پہلے ہی کہے
تھے زہری سے پیشہ احادیث کو جمع کیا تھا اور عبداللہ ابن عباس نے اسکو جمع کیا اور ان
سب سے پیشہ لکھا۔

۲۔ زہری۔ محمد بن مسلم کا خاندانی نام تھا جو کہ عبداللہ بن عبداللہ بن شہاب الزہری کا بیٹا تھا۔

نہرۃ

۳۔ شیعہ۔ ۴۔ معتزلہ۔ ۵۔ جریہ۔ ۶۔ مشبہ۔ ۷۔ جمہیہ۔ ۸۔ ضاریہ۔ ۹۔ نجاریہ۔
 ۱۰۔ کلابیہ۔ ان سب میں صرف سینوں کا بڑا فرقہ ہے۔ خارجیوں کے
 پندرہ۔ معتزلہ کے چھ۔ مرجیہ کے بارہ۔ شیعہ کے بتیس۔ جمہیہ
 نجاریہ۔ ضاریہ اور کلابیہ کا ایک ایک فریق۔

پیشین گوئی کے پورا کر نیکے واسطے پیدا ہوگی حضرت نے کہا تھا کہ اسرائیل کی اولاد
 ۱۔ فرقوں میں تقسیم ہوئی تھی اور ان میں سوائے ایک کے سب ناری ہن میری
 اُمت ہی میرے بعد ۳۷ فرقوں میں منقسم ہوگی سب فرقے سوائے ایک فرقہ کے
 ناری ہونگے جب ان سے دریافت کیا گیا کہ وہ کون فرقہ ہے تو ان حضرت نے جواب
 دیا کہ وہ فرقہ وہ ہے جسکا یقین اور کام میرے اور میرے یاروں کا سلسلہ ہے۔

(۱) شیعہ قرآن کی تعبیرات اور حدیث کے ماننے اور انکار میں سینوں سے مختلف
 ہن سنی لوگ چاروں یاروں کو یکساں مانتے ہن اور شیعہ لوگ صرف حضرت
 علی کو پیغمبر کا حقدار جانشین اور اوسیکو تنہا امیر المؤمنین مانتے ہن اور کہتے ہن
 کہ یہ حق صرف حضرت علی اور اوسکی اولاد کو پہنچتا تھا۔

* سنی اور شیعہ فرقوں کی وجہ تسمیہ ہر ایک کا فاضل مترجم اس طرح لکھتا ہے کہ ”ابو جعفر
 شیعوں کے سبیل میں تعلیم پائی تھی۔ انہوں نے علم فقہ کی تعلیم ابو جعفر سے جو کہ شیعہ فرقہ کا
 ایک فاضل اہل تھا بتمام بغداد پائی۔ ابو عبد اللہ ابن المبارک سے احادیث و آیات کو
 اکثر سنا تھا اور انہیں دونوں کی اسناد کا حوالہ وہ اکثر دیتے ہن تحصیل سے فارغ ہوئے
 اور بغداد میں شہرت حاصل کہ نیکے بعد وہ کوڑہ کو چلے گئے۔ اپنی اسناد ابو جعفر سے علیحدہ ہوئے
 اور فقہ کے تعلیم بخراسان و اہل اہل کے کرنے سے جو ان کو ابو جعفر نے پڑھائی تھی انہوں نے
 اپنی شہرت پیدا کی۔

* شیعہ لوگ بیان کرتے ہن کہ ابو جعفر کی ریاضت۔ علم۔ اور تقویٰ کے باعث اوسکی

شیعہ اور سینوں کے
 اختلاف کی وجہ

سینون اور
کے اختلاف

سینی اور شیمہ کے علاوہ چند فرقے اور ہی موجود ہیں جو لوگ قوم بہرا سے تعلق
ہیں وہ اسمعیلی فرقہ کے ہیں وے اکثر بمبئی میں رہتے ہیں اور بمبئی سے بعض مکملہ
میں آگئے ہیں آغا خان اونکا امام ہے جو کہ ناصر الدین شاہ پر شیا کی بہن سے
بیاہا گیا ہے مستط کے لوگ مع اپنے بادشاہ کے خارجی فرقے سے تعلق ہیں۔

ہجرت سے پہلے ہو گئے تھے اوکلی مشہرت کی ترقی پانے سے خلیفہ وقت تہفہ ہوا
خلیفہ نے ابو جعفر کے اعتبار کے ضائع کر نیکی واسطے ابو حنیفہ کو یہ وعدہ کر کے پہلا لیا کہ
میں تمام اختیارات حکومت سے تمہاری مدد کر ونگا اور تمہاری رے اور فتون کی جو تم
ابو جعفر کے برخلاف دد گے تا ئید کر ونگا ابو حنیفہ بہکانے میں آگئے اور اپنے ہستاد کو چڑھو دیا
اور اسکے مقابلہ میں ایک مدرسہ قائم کیا یہ امر اس باب میں خواہ درست ہو یا نہیں لیکن
یہ بات تحقیق ہے کہ ان دونوں زبردست فاضلوں میں جدائی پیدا ہونے سے سنی اور سینون
کے سبیل فقر میں اختلاف پیدا ہو گیا اور یہ ہی اصل وجہ پائی جاتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ کمال
شیدوں کی کتاب سے لیا گیا ہے۔

۴۔ خارجی وہ لوگ ہیں جو عام لوگوں کے منظور کئے ہوئے خلیفہ کو نہیں مانتے اسی
سبب سے اونکا نام خارجی جس کے معنی باغی یا سرکش کے ہیں رکھا گیا۔
خارجیوں نے اول سنیہ ہجری میں حضرت علی سے سرکشی کی تھی اسی سبب سے
شیعہ لوگ خارجیوں کے مخالف ہیں۔ شیعہ جن کے عموماً معنی تابعدار یا فرقہ کے
ہیں لیکن یہ لفظ خاص علی کے تابعداروں کے واسطے بولا جاتا ہے۔ کیونکہ شیعہ
لوگ یہ کہتے ہیں کہ صرف علی ہی خلافت کے حقدار تھے اور ان کی اولاد کو جو
فاطمہ کے بطن سے تھی خلافت اور امامت کا حق پہنچتا تھا۔

۴۔ کالیہ - ۵ خطابیہ - ۶ منصوبیہ - ۷ یونیہ - ۸ ہشامیہ -

۹۔ نصیریہ - ۱۰۔ کیالیہ -

۱۱۔ امامیہ کے ۱۱ گروہ ہیں - ۱۔ کیسانیہ - ۲۔ مختاریہ - ۳۔ ہاشمیہ

۴۔ بنانیہ - ۵۔ زرامیہ - ۶۔ جعفریہ - ۷۔ افطیہ - ۸۔ شمشیہ -

۹۔ اسمعیلیہ - ۱۰۔ موسویہ - ۱۱۔ اثنا عشریہ - یہ سب بہتر فرقے ہیں نظر ہو

اگرچہ مسلمانوں کے مختلف فرقے ہیں مگر اوغین (ہندو کی طرح)

نجات کی کچھ تمیز نہیں ہے فی الحقیقت یہ خیال عموماً اور خالص

ہندوستان میں پھیلا ہوا ہے کہ مسلمان چار بڑے فرقوں -

۱۔ شیخ - سید - مغل - پٹھان میں منقسم ہیں - لیکن اس

رے کی کچھ بنیاد نہیں ہے - فقط سید جسکے معنی سردار - مشہورادہ

یا حاکم کے ہیں محمد صاحب کا خطاب تھا -

تعداد اداون کتابوں کی جو مذہبی اور قانونی علوم پر تقریباً تمام

فرقوں کے فاضلون (خاصکر سنی اور شیعہ کے) نے ہر ایک فریق

کے سائل کے موافق لکھے ہیں نہایت بیشمار ہیں اور یہ امر قابل

یقین ہے کہ صرف اداون کے نام شمار کرانے سے ایک کتاب بہر

جاوے گی - چونکہ میں سنی طریقہ کا بیان لکھ رہا ہوں جسکے پیرو

بہت سے مسلمان ہیں اس واسطے میں اس موقع پر صرف کتب

شرعی اور احادیث کا جو علمائے سنت جماعت نے لکھی ہیں بیان

کرنا ہوں - اور کتب تذکرہ کے دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ کس قدر بیشمار کتابیں تذکرہ

کرنے والی ہیں۔

(۱) مذہبی اور قانونی علوم مسلمانو غین سات ہیں - ۱۔ علم القرات - ۲۔ علم التفسیر - ۳۔

علم الحدیث - ۴۔ علم الدرایۃ - ۵۔ علم اصول الدین - ۶۔ علم اصول الفقہ - ۷۔ علم الفقہ - ۸۔ علم

(۲) کتب تذکرہ میں شرعی کتابوں کا مدد اور نیک مصنفوں کے بیان ہی شایان ہیں

نجات کی کچھ تمیز نہیں ہے

اور طبقات الفقہاء میں مشہور فقہاء کا حال درج ہے۔ تہذیب الاسماء اور کشف الظنون
سنت جماعت کے تذکرہ کے رسالوں میں نہایت مشہور کتابیں ہیں۔
تہذیب الاسماء۔ کو ابو ذکریا یحییٰ النودی نے تالیف کیا تھا اور سین بڑے مشہور
آدمیوں کی سوانح عمری کا تذکرہ ہے۔

کتاب دفیعات العیاء مصنفہ ابو خلیل خان ایک عام کتاب تذکرہ ہے
اور اس میں شرعی مصنفوں کا حال مع ان کی تصنیفات کے درج ہے۔
طبقات الفقہاء میں سے بہت مشہور ابو اسحاق اشیرازی کی کتاب ہے جو
۷۷۶ھ میں فوت ہوا۔

سینوں کے فرقے میں نہایت مشہور کتابیں جنہیں حنفیہ فقہاء کا بیان ہے کتب حنفی
یہ ہیں۔ جواہر المصنفہ فی طبقات الحنفیہ ہے جسکو شیخ محی الدین عبدالقادر بن
ابوالوفا المصری نے جو ۷۷۶ھ میں فوت ہو چکا تھا۔ طبقات الحنفیہ
فی تراجم الحنفیہ مولیٰ تقی الدین بیہقی نے جو ۷۷۶ھ میں گزرا ہے بنامی تھی
ان دونوں کتابوں میں بترتیب تہجی علی کا حال لکھا ہوا ہے۔

مالکی فقہاء میں بڑا تذکرہ لکھنے والا برٹان الدین ابراہیم بن علی بن فارہون
ہوا ہے اسکی کتاب کا نام دیہاج المذہب ہے۔ برٹان الدین ۷۷۶ھ
میں فوت ہوا۔

مشہور تذکرہ کی کتابیں جنہیں امام شافعی کے بڑے بڑے پیروں کی زندگی کا حال
لکھا ہے طبقات الشافعیہ کہلاتے ہیں۔ ایک کتاب نہایت مشہور ہے جسکو
قاضی تاج الدین عبدالوہاب بن اسبکی نے تصنیف کی تھی۔ تاج الدین ۷۷۶ھ
میں فوت ہوا۔

طبقات الحنبلیہ میں فرقہ حنبلیہ کے بڑے بڑے عالموں کا ذکر ہے جسکو

قاضی ابوالحسن بن ابوالفتح نے لکھنا شروع کیا تھا اور سلسلہ ۷۰ تک کی مشہور
فتہا کا تذکرہ اوس میں لکھا گیا بعد ازاں اس کتاب کو شیخ زین الدین اور
عبدالرحمن بن احمد نے جو بنام ابن رجب مشہور ہے پھر لکھنا شروع کیا اور
سلسلہ ۷۰ تک کے علما کا تذکرہ اوس نے اور بڑھایا بعد ازاں یوسف بن
حسن المقدسی نے سلسلہ ۷۰ تک کا حال اوس میں اور زیادہ کیا۔ آخر کو یہ کتاب
تقی الدین لکھتا رہا۔

پہلا مصنف سلسلہ ۷۰ مطابق سلسلہ ۶۰ میں اور دوسرا سلسلہ ۷۰ اور تیسرا
سلسلہ ۷۰ میں تہ ترتیب فوت ہوئے۔ کشف الظنون

کتب احادیث جو صحاح ستہ سے پہلے لکھی گئیں تھیں حسب ذیل ہیں
موطا۔ مصنف امام مالک۔ مسند اور سنن مصنف امام شافعی
مسند مصنف حنبل۔ فرقہ سنی میں سب سے بڑی مستند کتابیں
حدیث کے باب میں صحاح ستہ ہیں۔

اول جامع الصحیح ہے۔ اس کتاب کا نام صحیح البخاری ہے کیونکہ اس کا
مصنف ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری تھا اس کے نام پر اس کتاب کا
نام بھی بخاری ہو گیا۔

۱) بخاری جمعہ کے روز ماہ شوال ۲۵۵ھ میں بمقام بخارا پیدا ہوا۔ اس کی قوم جعفی
ہے۔ کیونکہ بغیرہ پر دادا اس عالم کا یاں جعفی کے ہاتھ پر مسلمان ہوا تھا (یاں جعفی
سردار بخارا تھا) بخاری کا حافظ بڑا زبردست تھا ہزاروں احادیث حفظ تھیں
دس برس کی عمر میں حدیثین حفظ کرنی شروع کیں۔ تصنیف کے وقت یہ عالم ہمیشہ
ہر حدیث کے واسطے عمل کر کر اور دو گانہ ادا کر کے حدیث لکھتا تھا۔ سولہ برس کے
عرصہ میں یہ کتاب تیار ہوئی۔ بڑے استاد اس کے یہ لوگ ہیں۔ اسحاق بن راہویہ

علی بن مدینی - احمد بن حنبل - یحییٰ بن معین - مظاہر حق ۷ -

خزنگ کے قصبہ میں جو ضلع سمرقند میں واقع ہے لکھتا ہے کہ میں فوت ہوا اور اسکی تالیف سے ساٹھ ہزار سے زیادہ احادیث ہیں وہ خود لکھتا ہے کہ ۱۶ برس کے عرصہ میں ۶ لاکھ احادیث کے ڈھیر میں سے ان کو منتخب کیا تھا - ٹیگور لال پور -
دوم مسند الصبیح ہے جو زیادہ ترجیح مسلم کے نام سے مشہور ہے ابو حنین مسلم بن الحجاج بن مسلم القریشی ملقب بنیشاپوری نے اسکو تالیف کیا تھا ان دولان کو صحیحین کہتے ہیں - سب سے زیادہ مشہور اور مستند ہیں اگرچہ اکثر اشخاص پہلے کو دوسرے سے زیادہ ترجیح دیتے ہیں مگر خاصکر افریقہ کے فضلا دوسری کتاب کو پہلی پر ترجیح دیتے ہیں الغرض دونوں صحیحین نہایت مستند کتابیں ہیں -

سوم جامع ترمذی - ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی کی بنی ہوئی ہے اس کتاب کو اکثر جامع الترمذی اور سنن ترمذی مصنف ترمذ کے نام سے کہتے ہیں -

۱۱) مسلم نام انکا مسلم بن حجاج ہے کنیت انکی ابو حنین اور قوم انکی قشیری اور وطن انکا نیشاپور ہے سنہ ہجری میں اور بقول بعض سنہ ہجری میں ۲۸۰ جو بلال حرب رحمہ اللہ میں فوت ہوئے - یہ مصنف ہی امام حنبل کا شاگرد تھا یہ ہی وقت میں بخاری کے ہم پایہ شمار کیا جاتا ہے - مسلم کی نسبت بیان کرتے ہیں کہ اسکا ایک کتاب میں ۳ لاکھ احادیث جمع کی ہیں ۵۵ برس کا ہو کر سنہ ہجری میں بمقام نیشاپور فوت ہوا - یہ صحیح مسلم کے اور بھی بہت سی کتابیں اس نے تصنیف کی تھیں - سنہ کبیر - جامع کبیر - کتاب اللہ - کتاب اوام و محذوین - کتاب تمیز - کتاب الاماء - مظاہر حق -

۱۲) ترمذی کنیت انکی ابو عیسیٰ اور نام اسکا محمد بن عیسیٰ بن ورہ بن موسیٰ بن

ضحاک ترمذی ہے۔ ترمذ شہر کا نام ہے۔ سنۃ ۲۷۰ھ میں بمقام ترمذ پیدا ہوا اور
سنۃ ۳۲۰ھ میں فوت ہوا۔ مظاہر حق۔

چہارم سنن ابو داؤد ابو داؤد سلیمان بن اشعث لقب بجمحستانی
کی مصنفہ ہے۔ اس عالم نے چار ہزار آٹھ سو احادیث ۵ لاکھ احادیث
میں سے منتخب کر کے لکھی ہیں۔ سنۃ ۲۷۰ھ میں پیدا ہوا اور سنۃ ۳۲۰ھ میں بمقام
بصرہ فوت ہوا۔

پنجم سنن نسائی جو مجموعۃ الاحادیث کا خلاصہ ہے اور جس کو
ابو عبد الرحمن بن علی بن شعیب نسائی نے تالیف کیا تھا۔

(۱) ابی داؤد سلیمان بن الاشعث سجستانی کفایت اسکی ابو داؤد اور نام عالم
سلیمان بن اشعث ابن حق بن بشیر۔ وطن اسکا سجستان ہے۔ عراق خراسان
شام۔ مصر۔ کے علاقے دیثین سینین۔ بصرہ میں رہا اور وہاں سے بغداد کو گیا
اس کتاب کو بغداد میں تصنیف کیا تھا سنۃ ۲۷۰ھ میں پیدا ہوا اور ۱۶ اشوال سنۃ ۳۲۰ھ
میں فوت ہوا۔ مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ۔

(۲) ابی عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی کفایت اس عالم کی ابی عبد الرحمن اور
نام اسکا احمد بن شعیب بن علی بن سحر بن سنان ہے۔ نسائی منسوب بہ نسائی
خراسان کے شہر کا نام ہے۔ سنۃ ۲۷۰ھ میں اور بقول بعض سنۃ ۲۷۰ھ میں پیدا ہوا
مناسک الحج اسکے مصنفہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ شافعی مذہب کا تھا
صوم داؤدی رکھتا تھا۔ باوجود اسکے چار عورتیں اسکے نکاح میں تھیں اور جن میں
بہت تھیں۔ اس مصنف نے سب سے پہلے احادیث میں بڑی کتاب سنن الکبیر
تصنیف کی تھی لیکن بہت سی حدیثیں جنگ و خوار و اس نے اقرار کیا تھا مشہور
اس واسطے اس نے ایک ایسی درخواست پر اون احادیث کو جو اعلیٰ درجہ کی تھیں

جدا کر کے اسکا نام بھی رکھا نای خراسان کے شہر نسا میں پیدا ہوا اور تین
سنتہ میں وفات پائی۔ بستان الحدیث۔

ششم (یا چٹی صحیح) کتاب السنن ہے جو ابو عبد اللہ محمد بن زید بن
ماجد القزوینی نے تالیف کیا ہے۔ اسکا نام سنن ابن ماجہ بھی ہے۔
عموماً یہ کتاب بین الکتاب التھم فی الاحادیث کے نام سے مشہور ہیں۔
پہلی دونوں کتابوں کو صحیحین کہتے ہیں اور باقی چاروں حدیث کی
کتابوں کو کتب اربعہ کہتے ہیں۔ احادیث کو جو کتب ستہ سولیتے
ہیں اوسمیں مقتون نے یہ تمیز رکھی ہے کہ حدیث جو صحیحین سے لیتے ہیں
اوسکو حدیث صحیح کہتے ہیں اور باقی چار کتابوں کی حدیث کو حدیث
حسن کہتے ہیں۔

ابو عبد اللہ محمد بن زید بن عبد العزیز ابن ماجہ^(۱) - قزوینی^(۲) - ربیع^(۳) ہے
ابو زرعہ اس کتاب کی نسبت لکھتا ہے کہ اس کتاب میں ایسی حدیث میں خلل
یا دھم ہے تیس^(۴) بھی نہیں ہیں اس عالم مصنف نے اس سنن میں ۲۴۰۰ حدیثیں
لکھی ہیں اور اوسمیں ۴۰۰۰ حدیث ہیں اس عالم نے تفسیر قرآن اور کتاب التبیح
لکھی ہے۔ جبارۃ بن المفلس - ابراہیم بن المنذر و ابن نمیر و ہشام بن عمار اور
اور عالمون سے علم حدیث حاصل کیا ہو۔ ۹۰ سنہ ہجری میں پیدا ہوا اور ۲۷ رمضان
دو شنبہ کے روز ۳۰۰ ہجری میں وفات پائی۔

- (۱) مجتبی کا نام مجتبی ہی ہے۔ دونوں کے معنی قریب کرنا ہیں اچنانکہ معنی مجتبیٰ کے ہیں اور
اجتہاد کے معنی قبول کرنے کے۔ سنن ہذی نای کا نام مجتبیٰ ہے۔ اوسمیں ابن نمیر محدث کی
مشہور روایتیں ہیں۔ سنن کبریٰ نای۔ اوسمیں روایت ابن احمد مشہور ہیں اناحر کی ہیں
ان دونوں کو ابو عبد الرحمن نے تصنیف کیا ہو۔ بستان احمدین ص ۱۲۳۔
(۲) ماجہ اس مصنف کی مان کا نام ہے۔
(۳) قزوینی عراق میں ایک مشہور شہر ہے۔ (۴) ربیع قبیلہ کا نام ہے۔

کتب اربعہ کی احادیث مجملہ اور احادیث کی نسبت بدرجہ اتم مستند
مائی جاتی ہیں بعض فقہا - سوطا - اور مجموعہ احادیث کو بجائے
سنن مصنفہ ابن ماجہ کی احادیث ستہ مذکورہ میں شمار کرتے
ہیں - سوطا مصنفہ امام مالک^(۱) اور مجموعہ احادیث مصنفہ ابو محمد
عبدالدارمی^(۲) ہے جو ستہ دھین فوت ہوا مصباح السنن^(۳)
جو کتب ستہ کے بعد نہایت مشہور کتاب ہے اور جو ابو محمد حسین
بن مسعود البغوی نے تصنیف کیا تھا ستہ صحیحہ سے خاص کر اخذ کی گئی ہے
اور اوہمیں تمام صحیح حدیثیں لکھی ہیں - البغوی نے ایک کتاب جمع بین الصحیحین
بھی لکھی ہے ایک اور کتاب جس کا نام جمع بین الصحیحین ہے اور جو
ابو عبد اللہ محمد الحمیدی نے تصنیف کیا تھا اوہمیں بخاری اور مسلم دونوں
داخل ہیں یہ بھی ایک مشہور کتاب ہے - ابو الحسن رزین بن معاویہ
عبد رنجی کی تالیف کا بھی یہی حال ہے - اس کتاب میں بخاری

(۱) مالک بن انس بن مالک ابن ابی عامر بن عمرو بن الحارث بن عثمان بن اشیل ہے عالم
مسئلہ ہجری میں پیدا ہوا - اور ستہ دھین فوت ہو

اس سوطا کے نام نسخہ ہیں مگر سوطا جبر عموماً اطلاق ہوا ہے وہ بھی بن یحییٰ بن یحییٰ مصمودی اندلسی کا نسخہ ہے

(۲) عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی الفضل بن ہرام بن عبد الصمد التیمی الدارمی ہے -

یہ عالم مسئلہ میں پیدا ہوا اور ستہ دھین وفات پائی ۳۰۰ھ میں ہیں - ترجمہ مشکوٰۃ

(۳) مصباح السنن مصنفہ امام محمد بن حنفیہ کی نسبت اس عالم کی ابو محمد اور نام اکا حنین بن مسعود

یوسنین دوز اس عالم کا باپ تھا - بغوی لغتور کی طرف منسوب ہے جو خراسان کی حدود میں لہرت

اور مرد کے درمیان واقع ہے - امین ۴۴۴ھ میں حدیث میں مسئلہ دھین وفات پائی - مظاہر حق

(۴) گنیت اس عالم کی ابو عبد اللہ اور نام اکا محمد بن ابی نصر فتوح بن عبد اللہ بن فتوح بن حنیفہ

۷۰۰ھ میں فوت ہوا - اس عالم کی بہت سی تصنیفات ہیں - بہتان احمدیثین -

(۵) عبد رنجی - قریش کے ایک قبیلہ کا نام ہے ستہ دھین فوت ہوا - ترجمہ مشکوٰۃ -

مسلم۔ موطا۔ جامع ترمذی۔ سنن ابو داود۔ اور نسائی و ابی یوسف
 ابو الحسن علی بن عمر دقاقی اور ابی بکر احمد بن حسین البیہقی کے ذخیرہ
 ہی بڑے مستند ہیں۔ ان سب کے بعد جامع الاصول کا درجہ ہے
 جسکو ابوالسودت بن اسیر انجری نے (جو عموماً ابن اسیر کہلاتا ہو)
 تصنیف کیا تھا۔ نیز بڑی مستند کتاب ہے یہ صنف سنہ ۷۰۰ھ میں فوت
 ہوا۔ اسطرح جامع اسجواسیہ صنفہ مشہور عالم جلال الدین عبدالرحمن
 بن ابوبکر السیوطی کی کتاب ہے۔ فرقہ سنت جماعت میں السیوطی کی
 تمام تصنیفات بڑی قابل وقعت کے شمار کیجاتی ہیں۔ جامع الصغیر سیوطی
 جامع اسجواسیہ کا خلاصہ ہے۔ مشکوٰۃ المصابیح مصنف شیخ ابی الدین
 ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب ہو جس نے اس کتاب کو ۷۳۳ھ
 میں لکھا تھا یہ کتاب نئے اور نہایت ضخیم ہے۔ اس کتاب میں
 زیادہ تر حدیثیں صحیح سستہ کی ہیں اسکا ترجمہ اردو میں ہوا تھا پھر
 مولوی محمد قطب الدین نے مشروح مشکوٰۃ وغیرہ سے اس میں فوائد
 بطور شرح کے زیادہ کر دیئے ہیں اور اسکی چار جلد ہیں۔
 یہ کتاب میرٹھ میں چھپی ہے۔

(۱) کیفیت اس عالم کی ابوالحسن۔ نام اسکا علی بن عمر دقاقی ہے۔ بغداد میں سنہ ۷۰۰ھ میں
 پیدا ہوا اور ربہ کے روز ۲۲ ذی القعدہ ۷۳۳ھ کو وفات پائی۔ دقاق بن بغداد میں ایک
 محلہ ہے وہاں چونکہ رومی کی مثنوی ہی اس واسطے یہ نام رکھا گیا۔ عربی میں فطن رومی کو کہتے ہیں
 (۲) ماہ شبان ۷۳۳ھ میں پیدا ہوا اور بمقام نیشاپور ۷۳۳ھ میں فوت ہوا۔ ترجمہ مشکوٰۃ
 (۳) مصباح کی جمع ہے اسکے معنی چراغ کے ہیں اور مشکوٰۃ کے معنی طاقچہ کے ہیں
 جسطرح کہ چراغ طاقچہ میں رکھا ہوتا ہو اسیطرح اس کتاب میں مصباح موجود ہے۔ مصباح
 میں دو فصل ہیں لیکن تیسری فصل صاحب مشکوٰۃ نے زیادہ کی صاحب مصباح نے اپنی کتاب
 میں صرف حدیث۔ غریب۔ ضعیف۔ شاذ۔ منکر کہی ہیں۔ صاحب مشکوٰۃ ہر ایک کی وجوہات کو بھی لکھا

ایک چھوٹی کتاب موسومہ منتخب بلوغ المرام خلاصہ بلوغ المرام ہے
 اوسمین اسناد کا ذکر جو بلوغ المرام مصنف شہاب الدین ابوالفضل میں
 ہے متروک کر دیا گیا۔ ایک اور چھوٹی کتاب لباب الاحبار ہے
 جہین ۵۴۹ مستند حدیثیں ہیں یہ کتاب سنہ ۱۰۳۰ء میں چھپی تھی۔
 ان سے علاوہ اور بھی بیشمار حدیث کی کتابیں کم یا زیادہ وقعت میں
 ہیں اور جو بموجب وقت اپنے مصنفوں کے قابل اعتبار اور مستند ہیں
 حاجی خلیفہ کشف الظنون میں کہتے ہیں کہ احادیث کی اس قدر بیشمار
 کتابیں ہیں کہ ان کا نام بھی شمار کرنا محال ہے۔

شروع

کتب ستہ اہل اُور احادیث کی کتابیں گو عمدہ اور صاف طور پر
 لکھی ہیں لیکن پھر بھی ان کا طرز عبارت ایسا پیچیدہ ہے کہ وہ شرح
 کی محتاج ہیں۔ اسی سبب سے بہت سے عالموں کو ان کی شرح کہنی
 پڑی اور شروحات جو ان کتابوں پر لکھی گئی ہیں نہایت بیشمار
 اور بچہ ہیں یہاں تک کہ خود حاجی خلیفہ کتب ستہ کی پہلی کتاب
 کی ۸۰ سے زیادہ شرح شمار کرتا ہے۔ اور فرقہ سننی کے پیشواؤں
 کے شاگردوں اور متقدمین کی تصنیفات سے نہایت بے حساب شرح
 بن گئی ہیں۔ قرآن کے ساتھ حدیث اور سنت کے علاوہ
 اجماع اور قیاس بھی تیسرا اور چوتھا سرچشمہ شرع کا ہے۔

اجماع

اجماع ثوہ فیصلہ اور تجویزات ہیں جو پیغمبر صاحب کے صحابہ
 بعض اتفاق کو اجماع کہتے ہیں اور شرع میں چند مجتہدین صالحین کے اتفاق کو

(۱) مجتہد اجتہاد سے نکلا ہو۔ مجتہدین جمع ہے۔ وہ شخص جو کسی چیز کی قبل میں کوشش قرار دیتی
 کرتا ہے اور کو مجتہد کہتے ہیں۔ لیکن شرع میں خاص اور کثیف جو کسی اور تعلق شروع پر اپنی رائے
 نکال کر فیصلہ کرے کہ وہ اہل اجماع اپنی لیاقت صرف کو مجتہد کہیں گے۔ فرقہ سنت جماعت میں سب درجہ اعتبار مجتہدین
 میں سے ہیں۔

اور ان کے شاگردوں اور تابعین (یعنی شاگردوں کے شاگردوں) نے اور نیز اور فاضلون نے کی ہیں۔ ابتداً فاضل لوگوں نے اجماع کو ہی سنت کی طرح حفظ کے ذریعہ سے محفوظ رکھا ہے اور ان کا خاص یہ ہی کام تھا کہ سنت اور اجماع اور قرآن کو پڑھ کر حفظ یاد کرنے سے ان کی محافظت کریں۔ (ایسے لوگ حافظ کہلاتے تھے۔

جب کبھی یہ لوگ اپنے شاگردوں کو یہ روایتیں حفظ کراتے تھے تو (جی) پہلے ان عالموں کا ذکر جن سے انہوں نے اور ان کے استادوں نے متواتر حاصل کیا تھا (یا پڑھا تھا) ضرور کر دیتے تھے۔ اس ذکر کو ^۱ناو یا معن کہتے ہیں۔ اور ان آدمیوں کے اعتماد کے موافق ان روایتوں کی صداقت اور وقعت سمجھی جاتی ہے۔

اتفاق کو جو کسی امر قولی یا فعلی پر ایک زمانہ میں ہوا ہوا جملہ کہتے ہیں۔

اجماع کی دو قسمیں ہیں۔ ۱ غزیت۔ ۲ رخصت۔

پھر غزیت کی دو قسمیں ہیں۔ ۱ قولی۔ ۲ فعلی۔

کُل مجتہدین کے اتفاق کو جو کسی ایک شے پر اس طرح ہو کہ وہ سب کہیں

کہ ہم سب متفق ہیں۔ غزیت قولی کہتے ہیں۔

(۱) حافظ کا لفظ اس زمانہ میں صرف ان لوگوں کے واسطے استعمال کیا جاتا تھا جو قرآن اور کتب سنہ اور احادیث کی اور کتابیں حفظ کر لیتے تھے۔ اور اسناد کو بغلی سمجھ سکتے تھے۔ اس زمانہ میں بعض حافظ قرآن کو حافظ کہتے ہیں۔

(۲) دوسروں کے اختیار کو تسلیم کر لینا اسناد ہے۔

(۳) چھ تین صدی بھری میں اول قسم کے مجتہد بہت تھے لیکن پچھلے زمانہ میں مشرعی جملہ مایل طے ہو گئے اور اپنی رائے کو دخل دینے کی زیادہ ضرورت نہ رہی۔ اس سبب سے یہ لقب بیکار ہو گیا ہے۔

اگر وہ شے فعل سے تعلق رکھتی ہو اور وہ سب یہ کہیں کہ ہم نے متفق ہو کر اس فعل کو کیا تو وہ عزیمت فعلی کہلائے گی۔

چند مجتہد کلام کرین یا کوئی فعل کرین اور بعض مجتہد خاموش رہیں و درانسانیت مالمین رزیکین اسکا نام اجماع سکولتی رخصتی ہے۔

اہل اجماع مجتہد اور صالح ہونے چاہئیں بدعی یا فاسق نہ ہوں۔ صحابہ کا ہونا۔ یا اونکی اولاد میں سے ہونا۔ یا اہل مدینہ کا ہونا۔ یا اون کے زمانہ کا گزر جانا شرط نہیں ہے۔ لیکن مجتہدین معاصرین کا اجتماع ہونا شرط خواہ وہ سب متفق ہوں یا بعض اور سپر سکوت کرین اور رد نہ کرین۔ اگر ایک مجتہد بھی اونکے خلاف عمل کرے لگا تو وہ اجماع ساقط ہو جائیگا۔ اور اگر اکثر انکار کرین تو بھی اجماع نہیں کہلائیگا۔

(۱) مدت مالمین روز رہیں یا مجلس علم (یعنی وقت اطلاع بش طیکہ نزد مجتہدین) اور انکار کرے۔

(۲) اجماع سکولتی بعض فقہا جائز نہیں رکھتے لیکن اکثر اسکو جائز رکھتے ہیں اور اسی پر فتویٰ ہے۔

(۳) مسلمانوں کا قانون دسے بر مخر ہے۔ وحی و قسم ہے۔ مطلوب۔ اور غیر مطلوب مطلوب اسکو کہتے ہیں جو آنحضرت نے خود پڑھ کر سنائی اور وہ ہی قرآن ہے۔ وحی غیر مطلوب وہ ہے جو آنحضرت پر کسی وقت میں نازل ہوئی اور انہوں نے پڑھ کر سنائی وہ سنت ہے اور داخل قرآن نہیں۔

پس ہر ایک امر جبکہ واسطے حکم شرعی مطلوب ہو یا وحی سے شائع ہوگا یا غیر وحی سے اگر وحی سے شائع ہے تو قرآن یا سنت سے شائع ہوگا اور اسکا حکم ان دونوں چیزوں سے ثابت ہو جائیگا اور اگر وہ امر غیر وحی سے شائع ہے تو اجماع اور قیاس اسکا حکم معلوم ہو جائیگا۔ نورا نورا

قیاس ایک چوتھا سرچشمہ فرقہ سنی کی شرع کا ہے جو کہ ایک نسبتی (یا مادی یا محسوس) نتیجہ قرآن - حدیث - اور اجماع کے مقابلہ قیاس سے پیدا ہوتا ہے - جبکہ قرآن - حدیث - اجماع کا یا ان میں سے ایک کا کسی خاص مقدمہ سے مجتمعاً یا منفرداً تعلق نہیں ہو سکتا تو ہی بعض سنت جماعت کے فرقے خواہ کم خواہ زیادہ حد کے ساتھ قیاس کی ہی اجازت دیتے ہیں گو بعض فرقہ بالکلیہ اسکی اجازت نہیں دیتے + اگرچہ قیاس کو جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے مختلف طور سے مختلف فرقوں نے مانا ہے لیکن وہ بہت وضع طور سے ایک روایت سے جو مشکلات المصلح میں ہے صاف ہو گیا ہے کہ خود پیغمبر صاحب نے قیاس کو جائز اور تسلیم کیا تھا قیاس پر عمل کرنے کی نسبت (جبکو سنت جماعت کے بڑے فرقے جائز کہتے ہیں) ابن خلدون کہتا ہے کہ علم فقہ کی دو قسمیں ہو گئی ہیں - جو لوگ قیاس اور قرینہ یا رای کو مانتے تھے اور ان کو اہل الرائے والقیاس کہتے ہیں اور یہ لوگ عراق کے باشندے تھے حدیث یا روایت کے ماننے والے حجاز کے باشندے تھے - عراق کے باشندے صرف تہوڑی سی حدیثیں جانتے تھے اس واسطے ان کو رائے اور قیاس کی طرف رجوع کرنی پڑتی تھی اور اوس میں اونکو بڑا کمال سمجھا اسی سبب سے وہ اہل الرائے والقیاس کہلاتے تھے - امام ابو حنیفہ جو اونکا پیشوا اور اس قاعدہ میں کامل علم رکھتا تھا اس نے اپنے شاگردوں کو اسی کی تعلیم کی تھی - مسٹر مورلی -

امام مالک - امام شافعی اور ابن حنبل نے جو جدا جدا قیاس کو وقعت دی ہے وہ آسانی سے تحقیق نہیں ہو سکتا تاہم انکے شاگرد اہل لہنت کہلاتے ہیں - ابو الفرج کہتا ہے کہ ان تین عالموں نے صریحاً یا کینتاً قیاس کی طرف

مسلمانوں کی
شرع کی بنیاد

اگرچہ قرآن حدیث جہین سنت بھی داخل ہے اجماع اور قیاس
چاروں سرچشموں کی طریقہ کی شرع کی بنیاد ہیں قرآن اور انکی اصل ہے
حدیث قرآن سے درجہ دوم پر اجماع تیسرے درجہ پر اور قیاس
چوتھے درجہ پر ہے۔ اور عموماً ان چاروں سرچشموں کو سنت جماعت
مانتے ہیں لیکن بوجہ اسکے کہ خاص خاص حدیثوں کو بعض فقہانے
جمع کیا ہے اور بعضوں نے نہیں۔ نیز بعض احادیث کو بعض عالموں نے
بطور سند کے مانا اور بعضوں نے ان سے بھی انکار کیا۔ نیز مختلف
طور پر معنی لئے گئے اور مختلف طرز پر تفسیرات کی گئی اور ان کے نتائج
بکالنے میں علما کا بھی ویسا ہی اختلاف۔ نیز جیسا کہ قیاس پر عمل کرنے کی
نسبت ہے۔ پس ان سب باتوں سے مختلف رائے کے فرقے ہو گئے
ہیں (یہ یہ کہو کہ احادیث اور خود قرآن کی آیتوں میں اختلاف ہے)
ہر ایک ان مسائل مذکورہ بالا کے پیڑوں کا ایک علیحدہ فرقہ
بن گیا ہے۔ پس اس طرح جو فرقے بنے ہیں ان میں چار بڑے فرقے
حنیفی۔ مالکی۔ شافعی اور حنبلی ہیں۔

مختلف فرقے

چاروں فرقے

فرقہ حنفیہ۔ ابوحنیفہ لغمان بن ثابت الکوفی۔ فرقہ حنفیہ کا بانی اور ان کا بزرگ ترین
اعلیٰ ترین اور اوّل شمار کیا جاتا ہے۔ ابوحنیفہ مجتہد امام وقت
+ مجتہد اجتہاد سے بھلا ہو مجتہد۔ وہ شخص ہے جو کسی چیز کی تکلیف میں کوئی شخص قرار دے
کرتا ہو اصطلاحاً مجتہد اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی امر متعلقہ شرع پر اپنی رائے کے موافق
فیصلہ کر نیچے واسطے تمام اپنی لیاقت صرف کرتا ہو۔

فرقہ حنفیہ

(۱) فرقہ سنت جماعت میں حسب درجہ اجتہاد مجتہدوں کے چند فرقے ہیں۔ پہلے تین صدی ہجری
اول قسم کے مجتہد بہت تھے لیکن پچھلے زمانہ میں شرعی مسائل طے ہو گئے اور اپنی رائے کو دخل دینے کی
زیادہ ضرورت نہ رہی اب سب سے یہ لقب مدت سے فرقہ سنت جماعت میں بیکار ہو گیا ہے۔ سوئی

امام اعظم تھے یہ فیصلہ کے وقت اوروں کی نسبت قیاس کی طرف زیادہ رجوع کرتے تھے۔ کونہ میں جو عراق کا قدیمی دارالخلافہ تھا شہہ ہجری میں پیدا ہوئے تھے ان کے زمانہ میں چار اور بقول بعض چہلہ صحابہ زندہ تھے۔ ابو حنیفہ کے سبیل اوّل اوّل خاصہ عراق میں پہلے لیکن بعد میں ماوراء النہر۔ افریقہ۔ آسٹریا میں پھیل گئے تھے بالفعل عرب میں کچھ کچھ مانے جاتے ہیں لیکن ترکی اور تاتار میں سب سے زیادہ اور ان کے دو شاگردوں ابو یوسف اور امام محمد کے سبیل کے ساتھ ترکی اور تاتار میں زیادہ تر عمل ہوتا ہے سوائے چند خاص صورتوں کے یہ بھی بڑے سبیل ہیں جن پر سنت جماعت کا کل ہندوستان میں عمل درآمد ہے۔ ابو حنیفہ کی بڑی تصنیفات یہ ہیں۔ مسند۔ فکال العلم۔ معلم۔ فقہ الاکبر۔ مسروری کہتا ہے کہ قانون کے سر شہہ دنیا کے مسلمانوں میں سب جگہ کیوں ہیں ان کے ماننے کو طریقہ میں اور سبیل جو ان سے اخذ کئے گئے ہیں اختلاف ہے اسٹو مختصر بڑے بڑے فرقوں اور شرع کے سرچشموں میں بڑے بڑے وقایق کی نسبت ان کی رائے کا اختلاف بیان کرنا نہایت ضروری امر ہے۔

سنی جو اپنے تینوں کہتے ہیں خلافت حضرت ابو بکر عمر اور عثمان کی ملتے ہیں علی کی اولاد کی حق سرداری سے بالکل منکر ہیں اور ان کا ایک علیہ فرقہ ہو گیا ہے لیکن اس موقع پر ان فرقوں میں صرف چار بڑے فرقے قابل بیان ہیں جو کہ ایک دوسرے سے مذہبی معاملات میں متفق ہیں لیکن کچھ ناز کے طریقہ میں مختلف ہیں اور سب سے زیادہ قیاس کے علمداری میں قرآن کی آیتوں کی تفسیر اور مفسرین ہی کہیں کہیں اختلاف ہے۔ مولیٰ ڈای جسٹ۔ جلد اول

دوسرے فرقہ کا بانی ابو عبد اللہ مالک بن انس تھا جس کے
سائل خصوصاً بارسیر یا اور افریقہ کی شمالی ریاستوں میں مانے جاتے
تھے اور وہ ہندوستان کے کسی حصہ میں نہیں پھیلے ہیں اوس کی
تصنیفات میں صرف کتاب موطا ہے۔

* ابو عبد اللہ مالک بن انس مدینہ میں مسئلہ ہجری مطابق سال ۷۵ میں پیدا ہوا
تھا اسی جگہ رہا اور وہیں اپنی ابتدائی تعلیم مکمل بن سجد سے پای سعد اور سقوت
بن محمد صاحب کے صحابوں میں سے صرف زہد تھا اس نے خود اپنے کان سے اوس کے
سائل کو سنا تھا۔ علم احادیث کے باب میں شخص اوس زمانہ میں نہایت فاضل شمار
کیا جاتا تھا۔ مگر البخاری سے صرف احادیث کے بالکل مختار مانے میں اوس کا ہمتا
احادیث کی نسبت اکثر اوس کی اسناد پر حوالہ دیا جاتا ہے۔ خود اوس نے مرتبہ
بہت سے فیصلوں کی نسبت جبکہ فیصلہ اوس نے صرف اپنی عقل سے کیا تھا اپنے آپ
حقارت کی ہے۔ ۷۵ ہجری میں مدینہ میں مر گیا۔ بارسیر یا اور شمالی افریقہ کے ملکوں
میں اوس کے سائل پر عمل درآمد ہوتا ہے۔ اوس کا شاگرد رشید امام شافعی تھا (جس نے
آخر کو خود ایک فرقہ قائم کر لیا تھا) ابولیت اور عالم ابن میج بھی اوس کے مشہور
شاگرد ہیں۔

تیسرے فرقے کا بانی ابو عبد اللہ محمد بن ادیس اشافعی تھا اور یہ
شخص ابو عبد اللہ المطالب کی اولاد میں ہے جو کہ عبد المناف کا بیٹا اور
محمد صاحب کا داماد تھا امام شافعی کو زیادہ تر عزت اس واسطے ہے کہ وہ
پینمبر کی قوم کا تھا۔ القریشی المطلبی کے نام سے اس وجہ سے مکتب ہے
جزیرہ نماے ہندوستان کے سمندری کنارے کے مسلمان باشندوں میں
امام شافعی کے سائل ایک محدود سلسلہ رکھتے ہیں لیکن مصر اور عرب

فرقہ شافعی

زیادہ تر مانے جاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ شافعی کے سائل۔ ملایا اور مشرقی مجموعہ اجزائے کے مسلمانوں میں ہی شہرت رکھتے تھے ایک زمانہ میں ملک خراسان میں اسکے پیرو بہت تھے لیکن اس زمانہ میں وہاں اور ہندوستان میں سولے بیٹی کے بعض حصوں کے اسکے سائل پر کم عمل ہوتا ہے۔ اسکے اوّل کتاب اصول ہے۔ سنن اور سند دوسری کتاب ہیں۔ سوئین میں اسکی نہایت قدر ہے۔

۱ امام محمد بن ادیس شافعی شہر اسکون میں جو کہ پلٹن میں واقع ہو سجدہ ہجری میں پیدا ہوا تھا۔ اسکے پڑاوا شافعی ابن سہیب کے نام پر اسکا لقب ہی شافعی ہوا۔ عالموں کا بیان ہے کہ تمام محدثوں میں شافعی نہایت صحیح ہوا ہے۔ دس برس کی عمر میں موطا کو اور پندرہ برس کی عمر میں اللعیوم کہ سے مفتی کا عہدہ ملا جس سے نہایت دشوار مقامات کے فیصلوں پر فتویٰ دینے کا اختیار حاصل ہو گیا تھا۔ قاہرہ میں مسئلہ ہجری میں ۴۶ برس کا ہو کر مر گیا۔ یہ فرقہ صرف مصر اور عرب میں محدود ہو گیا ہو اسکے شاگرد رشید حنبل اور ظہری تھے حنبل نے بعد ازاں ایک فرقہ قائم کر لیا اس نے مسلم بن خالد اعلیٰ ترین مفتی مکہ سے علم فقہ کو پڑا اور مصر میں امام مالک سے احادیث کے علم کو تمام کو پہنچایا۔ ہدایہ۔

فرقہ حنبلی

فرقہ سنت جماعت کے چوتھے فرقہ کا بانی مہابی ابو عبد اللہ احمد الشیبانی المرواری تھا جو عموماً ابن حنبل کے نام سے مشہور ہے اسکے سائل کے پیرو گو ایک وقت میں بہت تھے حدود عرب کے باہر اب بہت کم پائے جاتے ہیں۔ سند اسکی تصنیفات سو ہے

حسین تیس ہزار احادیث منتخبہ ۶ لاکھ پچاس ہزار میں سے ہیں
یہ امام بغداد میں سنی ہجری میں پیدا ہوا تھا اور سنی ہجری میں فوت ہوا
امام شافعی کا شاگرد تھا۔ خلیفہ المتعظم اسکے سایل کے خلاف تھا ابن حنبل کے
بوجہ اختلاف رائے بادشاہ کے سخت ازیتیں پہنچائی گئیں۔

فرقہ سنت جماعت کے یہ بھی چار اعلیٰ فریق ہیں جو اپنے اپنے بانی
ابو حنیفہ۔ امام مالک بن انس۔ شافعی اور ابن حنبل کے
نام سے مشہور ہیں۔

ابو عبد اللہ سفیان السوری اور ابو داؤد سلیمان النہری
دو اور سنی فرقوں کے بانی بیان کیے جاتے ہیں گو ان کے پیرو
بہت قلیل ہیں۔ بڑے مشہور تاریخ دان سے ات تبری ساتواں
فرقہ شمار کیا گیا ہے لیکن یہ مذہب بہت دن تک قائم نہ رہا۔
اگرچہ فرقہ سنت جماعت۔ قرآن۔ اجماع۔ حدیث (چند سنت فقہان)

اور قیاس (خواہ کم یا زیادہ پختہ کامل یا ناقص) کے تلج اور پابند ہیں تاہم
کچھ آدمی قیاس اور اجماع کو نہیں مانتے تا وقتیکہ وہ صحابہ یا پیغمبر کے باروں کا نہ ہو
۱۔ سنت جماعت کے ان چار اعلیٰ ترین فرقوں میں امام ابو حنیفہ کے سایل
نہایت عمدہ نرم اور سب میں زیادہ معقول ہیں۔ امام مالک اور ابن حنبل کے سایل
بہت سخت ہیں۔ امام شافعی کے پیرو اس طرح سمجھے جاتے ہیں کہ وہ ایسے سایل
کے پیرو ہیں جو کہ طبع اسلام کے خاص مناسب اور لائق ہے۔

۲۔ فرقہ سنت جماعت کے یہ مختلف فریق جطرح ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اصول میں
مختلف نہیں ہیں اور نہ قرآن کی تفسیر اور تفسیر میں (سوائے بہت تھوڑے حصہ کے) لیکن
جن باتوں میں کہ وہ ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں وہ خاص حدیثوں کا اقرار یا انکار ہے۔
اور اجماع کامل خواہ ناقص ہے یا قیاس پر عمل کرنے اور نتیجہ نکلنے سے انکار کرتے ہیں۔

دہلی

یہ لوگ محدث اور عموماً دہلی اپنے بانی عبدالوہاب کے نام پر جو کہ
اٹھارویں صدی میں تھا کہلاتے ہیں۔ یہ لوگ نجد اور عرب میں رہتے اور
اپنا ہی حاکم رکھتے ہیں۔ جبکہ قرآن یا حدیث سے کوئی حکم متعلق کسی شخص
کے مستنبط نہ ہو دے تو اوسکا حکم ناطق سمجھا جاتا ہے۔

بعض حصہ ہندوستان اور ستھ میں دہلی پائے جاتے ہیں گوہندو
میں وہ خفیہ طور پر رہتے ہیں مشہور ہے کہ یہ فرقہ سنیوں میں سے
نکلے ہے کیونکہ عبدالوہاب و نجد کے باشندے اصل میں سنی تھے اور ان کے سبب
صرف بعض باتوں میں سنی فرقہ سے مختلف ہیں۔ یہ چاروں بڑے بانی فرقے
سنت جماعت کے بہت سی باتوں اور مختلف سبیل میں جو کہ مختلف حدیثوں پر
مبنی ہیں مختلف لے رہے ہیں۔ بعض اوقات ایک ہی حدیث کا مختلف ترجمہ
کرتے ہیں اور قیاس کے کم یا زیادہ استعمال کی نسبت اون میں اختلاف ہے۔

کتب فرائض

ہندوستان میں علم فرائض کی کتابیں پیشلا نہیں ہیں۔ زید بن ثابت
پیغمبر کے انصاروں اور دوستوں میں سے ایک شخص تھا جو کہ مدینہ میں مسلمان
میں فوت ہوا۔ علم فرائض میں سب میں مقدم فوقیت اسی کو حاصل ہو۔ ایک
چھوٹا رسالہ جبکہ نفاذ الیمت کہتے ہیں۔ اوسکا مصنف مولیٰ الدین ابی عبد اللہ محمد

۴ ذفر دہلی کا اول حاکم سعود تھا۔ دوسرا بی دہاب کا شاگرد اور مددگار اور آخر کو دہلی
ہو گیا تھا اوسکے بعد اوسکا بڑا بیٹا عبداللہ اوسکا جانشین ہوا جو کہ ۱۸۰۰ و ۱۸۰۶ کے قریب قتل کیا گیا اور
اوسکا چھوٹا بھائی عبداللہ جانشین ہوا۔

۵ زید بن ثابت کی نسبت مشہور ہے کہ خود صاحب اپنے پیروں سے کہا تھا کہ زید علم فرائض میں
تم سب میں بڑا عالم ہے۔ خلیفہ۔ عمر۔ عثمان۔ زید کو بڑا محاسب اور بے نظیر فتی خیال کرتے ہیں
۶ انصار نامہ کی جمع ہے ناصر اوس شخص کو کہتے ہیں جو پیغمبر اور سوقت ایمان لایا جبکہ پیغمبر کو
چھوڑ کر مدینہ میں گئے۔ وہ شخص جو پیغمبر ایمان لایا اور کہہ کر چھوڑ کر پیغمبر کے ساتھ مدینہ کو چلا گیا مہاجر کہلاتا ہے۔

بن علی الرہبی لقب بہ ابن المتکلمہ ہے اوسین زید بن ثابت کے سائل کے موافق خلاصہ علم فرائض کو بطور نظم کے لکھا ہے۔

امام شافعی کے مذہب کے موافق مفصلہ فیل رسالے مشہور ہیں

فرائض المتولی مصنفہ ابو سعید عبد الرحمن بن مامون المتولی جو ۱۸۰ھ ہجری میں فوت ہوا۔ فرائض المقدسی مصنفہ ابو الفضل عبد الملک بن ابراہیم محمد بن المقدسی اور ابو منصور عبد القادر البغدادی جو ۳۸۰ھ اور ۳۹۰ھ ہجری میں فوت ہوئے۔ الفرائض الفراری مصنفہ برن الدین ابوالسحاق الفراری جو ۵۰۰ھ ابن فرقہ ہی کہلاتا ہے اور ۵۸۰ھ ہجری میں فوت ہوا اور الفرائض الفاروقیہ مصنفہ شمس الدین محمد بن کلای جو ۶۰۰ھ میں فوت ہوا۔

یہ سب رسالے امام شافعی کے مذہب کے موافق علم تورات پر لکھے گئے ہیں سراجی جبکہ فرائض السجادی ہی کہتے ہیں ابو حنیفہ کے مذہب کے موافق ہے مشہور کتاب ہے عموماً ہندوستان میں ہی پر عمل درآمد ہوتا ہے سراج الدین محمد بن عبد اللہ السجادی نے ایسکو تالیف کیا تھا اس کتاب کی شرح بہت سواؤں نے لکھی ہے چنانچہ کشف الظنونین حاجی خلیفہ نے ۴۰۰ سے زیادہ شرح شاکر بن یمن بہت مشہور شری مصنفہ سید شریف علی بن محمد الجعالی ہے جو ۷۸۰ھ ہجری مطابق ۱۳۸۰ء میں فوت ہوا۔ ولایت کے ماہر ابو حنیفہ کے مذہب کے موافق سراجی مع شرح شری کے کل ہندوستان میں جملہ مقدمات ولایت کے وسط جڑی مستند کتاب ہیں ان ہی بہتر اور عمدہ آؤد کوئی کتاب نہیں۔ درالحنارین جو ایک باب ولایت کا ہے اسکو بعض آدمی سراجی سے وجہ دوم پچال کرتے ہیں اور بعض آدمی فتاویٰ سراجیہ اور فتاویٰ عالمگیری کو جتھار کہتے ہیں فرائض کلایان سے دوسرے جتھار کہتے ہیں فرائض الغنائی مصنفہ برن الدین المرغینانی (مصنف ہایہ) جڑی مشہور کتاب ہے۔ الفرائض لافضیہ کا احتمال دکن میں ہوا ہے اسکا مصنف رقصا علی خان تھا اور یہ کتاب تین کتبوں میں ہے۔ فتاویٰ المبررات مشہور ہے نظم الفرائض زبان فارسی میں ہے۔

۴۰۰ سراجی جو تری ہی یہی ہے جو کران دو کتابوں میں بہتر اور کوئی کتاب اس علم میں نہیں ہے۔

امام شافعی کے مذہب کے موافق

ابو حنیفہ کے مذہب کے موافق

جلد اول

اثبات اصول و سرائر

شرح محمد بن عبدی متعلقہ سنت جماعت

م

دو نقشہ وراثت

باب ۱

اصول وراثت

شرع محمدی متعلقہ سنت جماعت

جلد اول

قواعد ابتدائی

دفعہ ۱- شرع کے بموجب ہر قسم کی جایدا پر برابر ورثہ پہنچتا ہے
موروثی یکسو پر مشمولہ میں کچھ فرق نہیں ہے۔

دفعہ ۲- متوفی کی جایدا و متروکہ سے بترتیب ذیل چار حقوق متعلق
(الف) متوفی کی تجہیز اور تکفین بغیر کمی اور بیشی کے کرنی چاہئے۔
(۱) مصنف شریف نے لفظ "کمی و بیشی" کی تعریف کمال شرح و بسط سے کہی ہے۔

اسکی بیشی یا باعتبار کپڑوں کے ہوتی ہے پس اگر مرد کی تکفین تین کپڑوں سے زیادہ
سیچلے اور عورت کی پانچ کپڑوں سے زیادہ تو اسکو بیشی یعنی زیادتی کہتے ہیں اور اگر
تعداد معتد سے کم کپڑے تکفین میں دیئے جاوین تو اسکو کمی کہتے ہیں۔ (تین کپڑے
مرد کے واسطے اور پانچ کپڑے عورت کے واسطے مقرر ہیں) ۲ یا کمی بیشی کا لحاظ باعتبار
قیمت کے ہوتا ہے مثلاً متوفی اپنی حیات میں دس درم کی پوشاک پہنا ہوا اور اسکی
تکفین کم یا زیادہ قیمتی پوشاک سے کیجائے تو یہ بھی کمی و بیشی میں داخل ہے۔

۳- اگر متوفی ایک قسم کی پوشاک عید میں اور دوسری قسم کی پوشاک اپنے
دوستوں کی ملاقات میں اور تیسری قسم کی پوشاک اپنے گھر میں پہنا ہوا تو ایسی
حالت میں دوسری قسم کی پوشاک سے اسکی تکفین کرنی چاہئے کیونکہ قسم اول زیادہ

ہر قسم کی جایدا پر
ورثہ پہنچتا ہے

حقوق المتعلقہ
جایدا و متوفی
تجہیز اور تکفین

کمی و بیشی
کی تعریف

قیمتی ہے اور قسم ثالث نہایت کم قیمت پس دوسری قسم کی متوسط ہے۔

خصاف یعنی ابو بکر احمد بن عمر شیبانی نے اسپرستدلال کیا ہے کہ متوفی کے پاس اگر عمدہ پوشاک ہو تو بغیر اسکے ہی اکتفا ممکن ہے اور قاضی اسکو بچکے قرض ادا کر لیکا اور باقی سے اگر کچھ بچے گا تکفین کیجا بیگی۔

اگر متوفی بالکل مقروض مرے تو اسکو قرض خواہوں کو اختیار ہے کہ اسکی تکفین کفن سنت سے نہونے دین بلکہ کفن کفایہ سے اسکی تکفین کریں۔ مرد کے واسطے دو کپڑے نئے خواہ دھیلے ہوئے۔ عورت کیواسطے تین کپڑے۔ اسکو کفن کفایہ کہتے ہیں۔ شریفی۔

کفن لہنت میں مرد کے واسطے تین کپڑے۔ ازار۔ قمیص۔ لفافہ اور عورت کیواسطے پانچ کپڑے۔ ازار۔ گہرتہ۔ اوڑھنی (جس سے عورت کے بال پیٹے جاتے ہیں) لفافہ۔ اور ایک ٹکڑا (جس سے عورت کی پستان باندھی جاتی ہیں)۔ گورکنی۔ غسل اور دفن کے اخراجات کو تجزیہ کہتے ہیں اور کفن دینے کو تکفین۔ شریفی۔

(ب) باقی ماندہ مال سے متوفی کا قرضہ^(۱) ادا کرنا چاہئے۔

(۱) قرضہ مختلف قسم کا ہوتا ہے بعض قرضہ پہلے ادا کیا جاتا ہے اور بعض پیچھے (باب دین ماحظ طلب ہے)

(ج) قرضہ ادا کرنے کے بعد وصیت ادا کرنی چاہئے۔

گو وصیت مطلقہ ہو۔

شریفی مین لکھا ہے کہ قرض ادا کر نیکے بعد باقی ماندہ ثلث مال سے وصیت ادا کرنی چاہئے۔ وصیت معینہ ہو یا مطلقہ اور اسی رائے پر فتویٰ ہے۔ شریفی صغیر (۲) گو وصیت مطلقہ ہو۔ نہ صرف در المختار میں یہ لکھا ہو بلکہ شریف۔ شامی۔

جو کہ ایک عالم اور لائق مُصَنَّف گذرا ہے یہی رائے ہے۔

مسلمان کی وصیت و ارثون کے کم ہو جانے سے مُلث متروکہ سے زیادہ نہیں ہرے سکتی اور قرض ادا کر نیکے بعد مُلث باقی ماندہ پر موصی کا کل اختیار ہے اور موصی لہ فوراً اوسکو لیو لگا خواہ وصیت کسی شے معین یا نقد و معین روپیہ کی ہو یا اوسکی جائیداد کا کوئی جز و وصیت کیا گیا ہو خواہ مطلق ہو۔

شریف اور امامِ سخری کی یہ رائے ہے۔ شرح ولیم جونز صفحہ ۳۔ پکواہو وصیت شاماچرن سرکار صفحہ ۸۸۔ شریفی۔ صفحہ ۶۔

متوفی کا قرضہ ادا کر نیکے بعد جو کچھ مال باقی ہو اوسکے مُلث سے وصیت ادا کرنی چاہئے۔ سراجی۔

(د) وصیت ادا کر نیکے بعد باقی ماندہ ترکہ و ارثون پر تقسیم کیا جاویگا۔

در المختار میں لکھا ہے کہ مُلث کُل سے وصیت ادا کرنی چاہئے۔ البتہ اوسکی شاید یہ وجہ ہوگی کہ سراجی میں جو کچھ لکھا ہے وہ ایسی صورت کیواسطے لکھا ہے جبکہ متوفی کے وارث ہوں اور بعد موجدگی وراثت کا قرضہ ادا کر نیکے بعد جو کچھ باقی رہے اوسکے کُل سے وصیت ادا کرنی چاہئے۔ سراجی۔

در المختار۔ اور لائق مُصَنَّفون کی یہی رائے ہے۔

گر ٹیدی صاحب مُصَنَّف مشرع محمدی نے اپنی کتاب میں مطابق راجح اسلام خواہ ہر زادہ فقیہ و مالک النہر کے یہ لکھا ہے کہ موصی لہ وارثون پر صرف اوس صورت میں مقدم ہے جبکہ شے معین کی وصیت کی ہو۔ اگر وصیت مطلقہ ہو مثلاً بیع یا مُلث یا ترکہ تو موصی لہ کو ورثہ پر ترجیح نہیں ہے بلکہ اوس صورت میں موصی لہ وراثت کے ساتھ شریک ہے اور متوفی کی جائیداد کی کمی پیشی کے موافق جو بعد وفات

واقع ہو موصیٰ لہ کا حصہ ہی کم و بیش ہو جائیگا۔ مثلاً بروقت وصیت جایداد ہزار روپیہ کی تھی پھر دہزار کی ہو گئی پس موصیٰ لہ ثلث دہزار کا مستحق ہے اور واسطیج اگر پانسو ہجارتین تو کمی کا مستحق ہوگا۔ شریفی و گریڈی صاحب وصیت کی شرائط۔ ۱۔ موصیٰ بالغ اور آزاد ہو۔ ۲۔ صریحاً یا دلائل و ثبوت سے نہ پہرا ہو۔ ۳۔ موصیٰ وصیت کے وقت زندہ ہو۔ ۴۔ موصیٰ کو موصیٰ لہ نے قتل نہ کیا ہو۔ ۵۔ شے موصیٰ بہ موصیٰ کی حیات میں تملیک کے قابل ہو۔ شیخ الاسلام اگر ستونی نے کل مال یا زائد از ثلث سے وصیت کی ہو اور وارث راضی ہوں۔ (کیونکہ غیض شخص کے واسطے ۱۲ سے زیادہ وصیت جایز نہیں ہے اور رشتہ داروں کے واسطے مطلقاً منع ہے مگر باجائز وراثت جائز ہے) تو ثلث سے وصیت ادا کرنی چاہیے اگر کم از ثلث وصیت کے ہو تو بموجب وصیت کے موصیٰ لہ کو دیدیا جائے۔ شرح سراجی مصنفہ محمد امین بن عبد اللہ المؤمن اصابادی۔

مثالی ترتیب

دفعہ ۳۔ وراثت کی ترتیب میں اوّل ذوالفروض حقدار ہیں ۲۔ ان کے بعد عصبات نسبیہ جو ذوالفروض کے حصہ دینے کے بعد کل باقی ماندہ کے مستحق ہوتے ہیں۔ اگر صرف عصبات موجود ہوں تو کل مترکہ کے وہ ہی مستحق ہوں گے۔ سراجی۔

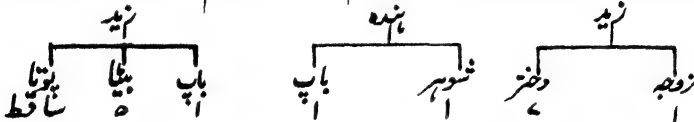
۱۔ وراثت وارث کی جمع ہے وارثوں سے وہ اشخاص مراد ہیں جبکا ذکر قرآن۔ سنت اور اجماع سے ثابت ہوا ہے۔ باپ۔ مان۔ شوہر۔ زوجہ۔ پسر۔ دختر۔ بہائی۔ بہن۔ انکا حصہ قرآن سے ثابت ہے اور دادی۔ نانی۔ انکا حصہ سنت سے ثابت ہے۔ پوتا۔ پوتی اور دوا کا حصہ اجماع امت سے مقرر ہوا ہے۔

ذوالفروض۔ لفظ مذکور کے معنی مالک اور صاحب کے ہیں۔ اور فرض کے معنی حصہ کے ہیں۔ پس ذوالفروض کے معنی مالک حصہ

یا صاحب فرض کے ہیں۔

ذوالفروض
کی مقدار

ذوالفروض تقاریر میں بارہ ہیں اور انکی دو قسم ہیں ۱۔ ذوالفروض نسبیہ۔
۲۔ ذوالفروض سببیہ۔ ذوالفروض کو حصہ معینہ ملتا ہے اور ورثا میں سب پر مقدم
یہی ہیں۔ اول ذوالفروض کو حصہ معینہ دیکر پہر عصبات باقی ماندہ کے متعلق ہوتے
ہیں۔ اگر عصبات نہوں تو ذوالفروض نسبہ پر رد کرنا جائز ہے۔ اگر صرف عصبات
ہی ہوں تو وہ کل مال کے وارث ہونگے۔ ذوالفروض کے حصص کو معین ہیں
لیکن انکے حصہ بموجب تعداد و اقسام وارثوں کے کم و بیش ہو جاتے ہیں۔



انٹہ مال کا مالک ہوگا کیونکہ تنہا یہی وارث ہے۔

شرح زاید چہارم باقی ماندہ ترکہ ایسے وارثوں پر تقسیم کرنا چاہئے جسکی وارثت قرآن
سنت اور اجماع سے ثابت ہوئی ہے۔ سخری نے لکھا ہے کہ چوتھوں نے فرمایا ہے کہ
عقہ ہر ایک وارث کا قرآن کے بموجب دینا چاہئے اور اگر قرآن میں انکا ذکر نہ ہو
تو بموجب سنت کے عمل کرو اور اگر سنت میں ہی ذکر نہ ہو تو اپنی رائے پر کوشش کرو
عصبات نسبہ عصبات عصبہ کی جمع ہے۔ عصبہ بقوتین پی اور پٹہ
کو کہتے ہیں جس سے حس و حرکت بدن کی اور پیوستگی مفاصل کی ہوتی ہے عصب
اور اعصاب اسکی جمع ہے۔

اصطلاح میں بیٹوں اور زینہ قرابت داروں کو جو باپ کی طرف سے ہوتے ہیں
عصبہ کہتے ہیں منتخب۔

سخری نسخہ جو خراسان کا ایک شہر ہے منسوب ہو یہ ایک مشہور عالم گندہ ہے اسکا اصل
نام محمد بن احمد سیسلی ہے سندہ ہجری میں پیدا ہوا تھا اور ۱۱۸۵ ہجری میں مر گیا۔

عصبات کا لفظ مشترک ہے امین عصبات نسبی الکسبی دود داخل ہیں۔
 زمانہ سابق میں یہ دستور تھا کہ اگر عصبات نسبیہ موجود نہ ہوں تو عصبہ سبب وارث
 ہوتا تھا اور اگر عصبہ سبب ہی ہوتا تو اس کے عصبات بنفسہ وارث ہوتے تھے۔ عربی
 میں غلام آزاد کرنے والے کو معتق کہتے ہیں اور آزاد شدہ کو معتق اور عربی میں آزاد
 کنندہ کو مولیٰ عتاقہ ہی کہتے ہیں۔ زمانہ سابق میں جبکہ غلامی کا رواج تھا اندھ
 غلامی ایک جائیداد پر بندیدہ امر تھا اس واسطے مفتنون نے یہ قاعدہ مقرر کیا تھا۔
 کہ بعد م موجودگی احباب ذرایض و عصبات نسبیہ مثل بیٹے۔ پوتے۔ چچا وغیرہ کے
 (جیسا کہ باب عصبات میں انکی تفصیل معلوم ہوگی) مولیٰ عتاقہ یعنی عصبہ سبب وارث
 ہوا کرتا تھا خواہ آزاد کنندہ مرد ہو یا عورت اور پھر بعد م موجودگی مولیٰ عتاقہ کے اس کو
 عصبات مذکور وارث ہوا کرتے تھے پھر ذوالفروض نسبیہ پر دھوا کرتا تھا۔ لیکن چاری
 عادل اور آزاد گروہ منت نے باجراے ایکٹ ۵ س ۱۸۵۷ قطعاً غلامی کو منوع فرمایا۔
 اس واسطے عصبات نسبیہ کا ذکر قلم انداز کیا جاتا ہے۔ شریعی کی ترتیب کے موافق
 رد پنجویں درجہ پر ہوتا تھا کیونکہ عصبات نسبیہ کے بعد ۳۔ عصبات نسبیہ ۴۔ عصبات
 کے عصبات بنفسہ ۵۔ رد۔ ذوالفروض نسبیہ پر۔ چونکہ اس زمانہ میں عصبات نسبیہ
 یعنی مولیٰ عتاقہ کا وجود نامکن ہو گیا اس واسطے اس ترتیب میں سے عصبات نسبیہ
 اور اس کے عصبات بنفسہ کو متزلزل کر کے درجہ ۳ پر رد ذوالفروض نسبیہ بتایا گیا تھا
 ۱۔ رد اگر عصبات نسبیہ نہ ہوں تو باقی ماندہ ترکہ ہی ذوالفروض نسبیہ پر
 عود کر جائیگا (اور اس کو رد کہتے ہیں)
 ۲۔ ذوالفروض نسبیہ کی قرابت کے موافق ان کے حصص علیہ علیہ مقرر
 ہوئے ہیں پس باقی ماندہ ترکہ ہی ان کے حصص کے موافق انہی پر رد کرنا چاہیے کیونکہ
 ذوالفروض نسبیہ کی قرابت حصہ لینے کے بعد ہی قائم رہتی ہے نہ ذوالفروض نسبیہ

ذوالفروض نسبیہ

یعنی شوہر یا زوجہ کی۔ قواعد درمیانہ کرنا چاہئے۔

۴۔ **پہر ذوالارحام**۔ وارث ہوتے ہیں ذوالارحام مستوفی کے وہ رشتہ دار ہیں جو نہ ذوالفروض ہیں اور نہ عصبہ۔ **سراجی**

۵۔ **پہر سولی الموالاة** وارث ہوتا ہے (یعنی بعد م موجودگی ورثا مذکورہ بالا ترکہ اوں اشخاص کو پہنچتا ہے جو از روئے معاہدہ کے وارث قرار دیئے گئے ہیں) خواہ مذکر ہو یا مؤنث بشرطیکہ زوجہ یا شوہر موجود نہ ہو کیونکہ احد الزوجین کی موجودگی میں سولی الموالاة باقی ماندہ کا مستحق ہوتا ہے۔ **نزیض عثمانیہ**

(۱)۔ ذوالارحام کی تفصیل آئندہ درج ہے۔

(۲)۔ وارث جواز روئے معاہدہ کے قرار دیا گیا ہو اور سولی میں سولی الموالاة کہتے ہیں۔ یعنی جبکہ ذوالفروض نسبہ اور عصبات اور ذوالارحام میں سے کوئی بھی وارث زندہ نہ ہو تو مستوفی کا ترکہ ایسے شخص کو دیا جائیگا جو از روئے معاہدہ کے وارث قرار دیا گیا ہو خواہ معاہدہ عورت ہو خواہ مرد۔ اگر مستوفی کی زوجہ یا شوہر جیسی کہ صورت ہو زندہ نہ ہو تو کل ترکہ معاہدہ کو دیا جائیگا اگر شوہر یا زوجہ ہو تو اول انکا حصہ مقرری دیگر باقی ماندہ معاہدہ کو دیا جائیگا۔ **شریفی**۔ **شاہچرن** شریفی میں اسکے واسطے حسب ذیل ایک مثال لکھی ہے۔

عمر ایک مہول النسب شخص زید سے جو کہ معلوم النسب ہو یہ اقرار کرے کہ تو میرا وارث ہے اور بعد میرے تو ہی میرا ذوالارحام ہو کچھ میرے ذمہ واجب ہو اور اگر لگا پس اگر زید اس معاہدہ پر راضی ہو جائے تو یہ عقد جائز ہے اور زید اسکا وارث ہوگا۔ اگر زید بھی مہول النسب ہو اور عمر سے پہلے اقرار کرے تو یہ معاہدہ ناجائز ہے درست ہے اور ہر اہل ایک دوسرے کا وارث ہوگا۔

۸
مقررہ

۶۔ پہر مقررہ وارث ہوتا ہے۔ مقررہ وہ شخص ہے جسکو متوفی نے اپنی حیات میں اپنا قرابت دار بیان کیا ہو اور کسی حالت میں انکار نہ کیا ہو۔

مقررہ وہ شخص ہے جسکو ایک دوسرا شخص اپنا قرابت دار بیان کرے اور اگر کوئی مقررہ کہتے ہیں اور جس سے اقرار کیا جائے اور کو مقررہ کہتے ہیں۔
ترتیب میں مقررہ مولی الموالاة سے موصی اور موصی لہ سے (جسکے واسطے کل مال وصیت کر دیا گیا ہو) مقدم ہے۔ اقارب بالنسب میں چند شرائط ضروری ہیں
۱۔ اقرار نسب غیر پر ہونہ خود اپنی طرف مثلاً زید یہ اقرار کرے کہ عمر میرا بہاوی ہے یا چچا ہے پس زید نے عمر کی نسب کا اقرار اپنے باپ یا دادا سے کیا۔ ۲۔ اس اقرار سے مقررہ کا نسب غیر سے ہی نہ ثابت ہو جائے یعنی زید جسکے وسیلہ سے عمر کو اپنا قرابت دار بیان کرتا ہے وہ خود ہی اقرار نسب اپنی طرف نہ کرے۔ پس اگر مثال مذکورہ بالا میں زید کا باپ یا دادا عمر کو اپنا بیٹا تسلیم کر لگا تو وہ ہی مثل دیگوشا وارث ہوگا اور مقررہ نہ رہے گا۔ ۳ مقررہ اپنے اقرار پر تادم مرگ قائم رہے گا اگر مقررہ معلوم النسب شخص ہوگا تو شرعاً مقررہ کے اقرار کو تسلیم نہ کریں گے۔ پس ضرور ہوگا کہ مقررہ ایک مجهول النسب ہو۔

۷۔ پہر موصی لہ یعنی ایسا شخص جسکو کل مال یا زائد از ثلث وصیت کیا ہو۔

موصی

اشخاص مذکورہ بالا میں سے جب کوئی وارث کسی قسم کا ہی زندہ نہ ہو تو وہ شخص جسکو متوفی نے اپنی حیات میں کل یا جزء مال کی وصیت کی ہو وارث کل مقررہ کہ متوفی کا ہوگا۔ کیونکہ ثلث ترکہ واسطے تحفظ حصہ دیگر ورثا کے مقرر کیا ہے لیکن جب کوئی وارث زندہ یا مستحق ترکہ موجود نہ ہو تو کل مال کا موصی لہ وارث ہوگا۔

۸۔ پہر سب سے آخر بیئت المال ہے۔

۱۱۔ بیت المال۔ جب کوئی وارث کسی درجہ کا بھی زندہ نہ ہو اور نہ متوفی نے وصیت کی ہو تو مال مترکہ بعد اخراجات ضروری بیت المال میں داخل ہو جائیگا۔ بیت المال سے فقرا اور سائیکین اور مریضوں کی پرورش ہوتی ہے چونکہ اس زمانہ میں بیت المال نہیں ہے اس واسطے مترکہ متوفی داخل خزانہ سرکار ہوگا۔

باب ۲

اسباب وراثت اور مانع وراثت کے بیان میں

دفعہ ۴۔ اسباب ارث تین امور ہیں ۱۔ ولاد۔ ۲۔ ولایت۔ ۳۔ نکاح۔ ولاد سے قرابت نسبی مراد ہے مثلاً باپ دادا بیٹا بیٹی۔ نوہ۔ نوہی وغیرہ۔

دفعہ ۵۔ محرومی ترکہ کے شرعاً چار سبب ہیں ۱۔ غلامی۔ ۲۔ قتل۔ ۳۔ اختلاف دین۔ ۴۔ اختلاف دارین۔ ۱۱۔ اس طرح محرومی ترکہ کے بھی شرعاً چار امور ہیں ۱۔ غلامی۔ ۲۔ قتل۔ ۳۔ تبدیل مذہب۔ ۴۔ اختلاف حکومت۔ غلام کی بہت قسمیں ہیں

+ آزاد اور مددگار کہتے ہیں ولا موالات اور ولا مقولہ بھی اسی میں شامل ہیں
+ نکاح ایک عقد ہے جو ایجاب و قبول سے منعقد ہوتا ہے اور مرد و عورت سے بوجہ ایسے عقد کے منع حاصل کر نیکاستحق ہو جاتا ہو۔

۱- غلام مطلق ۲- غلام مکاتب یعنی مشروط ۳- غلام مدبر جو صرف آقا کی حیات تک غلام رہے اور پھر خود آزاد ہو جاتا ہو۔

غلامی باجماع ایک حد قطعاً ممنوع ہو گئی ہے اس واسطے اس کی تفصیل موجب طوالت سمجھی گئی۔ قتل کی بھی مختلف صورتیں ہیں بعض صورتیں ایسی ہیں جنہیں قصاص یا کفارہ لازم آتا ہو اور بعض صورتوں میں لازم نہیں آتا محض تاوان دینا پڑتا ہے پس محدودی ترکہ کے کیواسطے یہ بھی خاص شرط ہے کہ قتل اس قسم کا ہو جسکی پاداش میں قاتل کو سزائے قصاص یا کفارہ کی دیجاوے مثلاً قتل عمد۔ شبہ عمد۔

قتل خطا۔ جاری مجری خطا۔ یہ سب صورتیں مانع ارث ہیں۔ قتل بالتبیب قتل بوجہ قصاص۔ قتل بحالت جنون۔ قتل زمانہ صغیر۔ مانع ارث نہیں ہیں کیونکہ پاداش ایسے قتل کی محض تاوان ہے قصاص یا کفارہ نہیں ہے۔ شیرینی قتل عمد وہ قتل ہے جو قصداً واقع ہو اور الہ قتل بھی ایسی چیز ہو جو انسان کے اعضا کو جدا کر دے مثلاً۔ دھار داپتھر۔ کلڑی۔ شمشیر وغیرہ۔ اس صورت میں قاتل موجب قصاص ہے۔ قتل مشبہ عمد وہ قتل ہے جسکا ارتکاب قصداً ہو لیکن الہ قتل یا وہ شے جس سے قتل واقع ہو مفرق الاجزاء ہو مثلاً تازیانہ یا چوہا پتھر جو عادت معبودہ کے موافق باعث ہلاکت نہیں ہو سکتا۔ قتل خطا جو خطا سے سرزد ہو مثلاً تیرنا نہ خطا کر کے کسی شخص کے جاگے اور وہ مر جاوے۔

قتل جاری مجری خطا وہ ہے جو اراداً واقع نہوا اور بے اختیار کسی شخص سے اسکا ارتکاب ہو جاوے مثلاً۔ ایک شخص سوتا ہو اور دوسرے پر لوٹ جاوے اور وہ اس صدمہ سے مر جاوے یا ایک شخص پتھر لے جاتا ہو اور دوسرے کے سر پر گر پڑے اور وہ ہلاک ہو جاوے یا ایک شخص سوار جاتا ہو اور کوئی شخص اس کے پیچھے آکر مر جاوے پس ان سب صورتوں میں قاتل مستوجب سزائے کفارہ ہے اور وہ ترکہ مقتول سے محدود ہو گا۔

۱۱ قتل بالتسبیب کی یہ صورت ہے کہ کوئی شخص دوسرے کی زمین میں ایک گڑھا
کھودے یا نہر رستہ میں رکھ دے اور کوئی شخص اوس میں گر کر یا ٹھوکر کھا کر مر جاوے
تو مقتول کے ترکہ سے قاتل اگر گزشتہ وار ہے تو وارث ہوگا۔ قتل صغیر سنی و عاتل
جنون میں بھی یہی قاعدہ ہے گو کہ قاتل مستوجب دیتہ یعنی مجرم نہ ہے۔

اگر کوئی شخص تبدیل مذہب کر لے تو شرعاً وہ بھی وارث کے ترکہ سے محروم رہے گا
لیکن اجرائے ایکٹ ۱۸۵۷ء تبدیل مذہب وجہ محرومی ارث نہیں ہے۔ اس ایکٹ کا
اشارہ اگلے زمانہ سے متعلق ہے نہ زمانہ ماقبل سے۔

اگر کوئی مسلمان عیسائی ہو جاوے تو وہ ترکہ مورث مسلمان سے محروم نہ ہوگا لیکن
اوس کا بیٹا مستحق ارث نہیں ہے کیونکہ بعد تبدیل مذہب کے جو اولاد پیدا ہو وہ باپ
کے مورثان سے کیسے حاکم تعلق نہیں رکھتی۔

مرد۔ اوس شخص کو کہتے ہیں جسطریقہ اسلام سے پہر جاوے اور کفر کے کلمات بڑا پیر
لاوے مثلاً پیغمبر کو برا کہنے لگے۔ قرآن کو نہ مانے اور جو امور کہ شرعاً ممنوع ہیں اوسکو
کرے یا کہوے۔ شرع میں یہ قاعدہ مقرر ہے کہ مرد کو تین روز تک فحشاء لیش کرتے ہیں
اگر اوس نے توبہ کی اور پہر دین اسلام اختیار کر لیا تو بہتر ورنہ اوسکو قتل کر ڈالتے ہیں
ایسی عورت کو جس سے ایسے افعال سرزد ہوں جو اوپر بیان کئے گئے ہیں مردہ کہتو
ہیں۔ مردہ کو قتل نہیں کرتے اگر اوس نے توبہ کی یا اوس حالت میں مر گئی تو بہتر ورنہ
وہ ہمیشہ دایم کجس قید میں رہتی ہے۔ مرد اور مردہ اپنے وارثوں کی میراث سے
محروم رہے گا۔ سرکار انگریزی کی عملداری میں کوئی شخص نہ بوجہ تبدیل مذہب یا ارتداد
نہ قتل کیا جاسکتا ہو نہ مورث کے ترکہ سے محروم رہتا ہے۔

بیان قیدی اگر کوئی مسلمان کفار کی قید میں آ جاوے تو بحسب شریعت اوسکا مال اڈر وارثوں کو
ملیگا اور وہ خود بھی اڈر وارثوں کے ترکہ سے میراث پاویگا۔ لیکن اگر قید کی حالت میں

۱۲

نشا ایکٹ ۲۱
مفسدہ

مرد ہو جاوے تو قواعد مذکورہ جو کہ مرتد سے متعلق ہیں اس سے بھی متعلق سمجھنا چاہئیں۔
ایکٹ ۲۱ شدہ کا یہ منشا ہے کہ جب کوئی شخص تبدیل مذہب کر لے یا ربواری سے
خارج ہو جاوے تو جہد احکام کسی قانون کے درباب منطبق حقوق یا جایداد یا کسی نوع
کے استحقاق وراثت پر کسی طرح موثر ہیں وہ اس قانون کی رو سے تمام انڈیا میں بالکل
منسوخ ہونگے۔ لیکن تبدیل مذہب کے بعد جو اسکی اولاد پیدا ہوگی وہ اب بھی اس کے
مسلمان رشتہ داروں سے محروم الارث رہیگی۔ کیونکہ قانون کا اثر اولاد تک نہیں
پہنچتا۔ نوٹ مسٹر جلی صاحب۔

صدر دیوانی عدالت سے بمقام سید ضیاء الدین ولد شیخ لطف علی یہ امر بالکل منشا
ہو گیا ہے کہ شرعاً جب کہ سنی۔ شیعہ کا وارث نہیں ہو سکتا تو سنی جبکہ شیعہ ہو جاوے
تو اس سے ایکٹ ۲۱ بالکل متعلق نہیں ہے۔

اختلاف ۱۔

اختلاف دہلی یعنی اختلاف حکومت۔ صرف کفار کے واسطے مانع ارث ہے نہ مسلمین
کیواسطے مثلاً۔ ایک مسلمان دارالحرب یعنی دشمن کے ملک میں مر جاوے تو اس کا بیٹا
اس کے ترکہ سے جو کہ ملک اسلام میں ہو وارث ہو گا۔

اختلاف حکومت سے یہ غرض ہے کہ جہاد جہاد بادشاہ ہوں اور جہاد جہاد ہر ایک
کی فوج ہو باہم سلوک اور آمد و رفت بالکل منقطع ہو۔ مثلاً بادشاہ ہندوستان
اور بادشاہ روس علیحدہ علیحدہ فوج اور حکومت رکھتے ہوں۔ اتحاد آپس میں بالکل منقطع
ہو یہاں تک کہ ایک دوسرے کا قتل کر ڈالنا جائز کہتے ہوں اگر ایک آدمی ایک سلطنت کا
دوسرے کی قلمرو میں چلا جاوے تو اس کو ہلاک کر ڈالیں پس یہ صورتیں اختلاف
ملک کی ہیں اور اس وجہ سے وراثت سے بھی محروم ہو جاتے ہیں۔

دفعہ ۶۔ خاص یہ ایک ایسی صورت ہے کہ قتل کا تو ارتکاب ہوتا
ہے لیکن قاتل مستوجب سزائے قصاص یا کفارہ نہیں ہوتا۔

مستی قاتل
ساقی۔

باب اگر اپنے فرزند کو ہلاک کر ڈالے تو بموجب شرع صرف وارث سے ۱۳۱
محروم رہے گا مگر سزائے قصاص یا کفارہ کا مستوجب نہیں ہے
لیکن بموجب قانون انگریزی باپ سزا یا ب ہوگا۔

وقفہ ۷۔ اگر قتل برخلاف شرع نہ ہو تو قاتل وارث ہوگا مثلاً
باپ اپنے بیٹے کی سنت کیے اور لڑکا اس صدرہ سے مر جاوے
تو چونکہ یہ قتل عمد نہیں ہے اس واسطے باپ ترکہ سے محروم نہیں ہو سکتا
اگر باپ اپنے بیٹے کو کوڑے مارے اور لڑکا اس صدرہ سے مر جاوے تو البتہ
باپ کو بیٹے کا ترکہ ملیگا۔ لیکن اگر ایک وارث دوسرے کو بحکم حاکم قتل کر ڈالے تو
وہ ہرگز ترکہ مقتول سے محروم نہیں ہو سکتا۔ شریفی۔

باب ۳

ذوالفروض اور انکے مختلف حصص کے بیان میں

وقفہ ۸۔ ذوالفروض اون حصّہ داروں کو کہتے ہیں جنکے واسطے قرآن
سنت یا اجماع سے حصّہ مقرر ہوا ہے۔ قرآن میں چہ حصّہ مقرر ہوئے ہیں
۱/ نصف ۲/ ربع ۳/ ثمن ۴/ دوثلث ۵/ ایک ثلث
بارہ اشخاص ان حصّوں کے مستحق ہیں اول میں سے ۴ ذکر ہوئے ہیں۔ ۱۔ باپ
۲۔ جد صحیح ۳۔ اخیانی بہائی ۴۔ شوہر۔

(۱) جد صحیح وہ ذکر ہے کہ ستونی اور اوسکے درمیان مان یا جد واسطہ دار نہ ہو۔ مثلاً
باپ کا باپ اور اوسکا باپ کو سلسلہ مستقیمہ متصاعده میں کتنا ہی بلند ہو پس دادا
پڑا دادا سکا دادا وغیرہ سب اہمین داخل ہیں۔

۳۔ اناث ہیں۔ ۱۔ زوجہ۔ ۲۔ دختر صلبی۔ ۳۔ دختر لیسہ گو سلسلہ
متزلزلہ میں کہتے ہی بچے ہو۔ ۴۔ حقیقی بہن۔ ۵۔ علاقائی بہن۔ ۶۔ اخیانی بہن
۷۔ مان۔ ۸۔ جدہ صحیحہ^(۲)

مان یا دادی یا نانی کا باپ جد فاسد ہے پس نانا وغیرہ جو بواسطہ مان یا دادی
متوفی کی طرف منسوب ہو سکتی ہیں یہ سب ذوالارحام میں داخل ہیں۔
۔ دختر لیسہ یعنی پوتی سلسلہ مستقیمہ متزلزلہ میں ذکور کی اولاد ہے کہتے ہی بچی ہو
جاوے یہ سب ذوالفروض ہیں مثلاً۔ پٹر پوتی۔ سکا پوتی وغیرہ۔ نواسہ۔ نواسی
چونکہ لڑکیوں کی اولاد ہے اس واسطے نہ وہ ذوالفروض ہیں نہ ان میں داخل ہیں۔
جدہ صحیحہ وہ نسا ہے جو جد فاسد کے وسیلہ سے متوفی کی طرف منسوب نہ ہووے خواہ
صرف اناث کے وسیلہ سے رشتہ دار ہو (مثلاً مان کی مان یعنی نانی وغیرہ) ایسی
جداات کو مادری جداات کہتے ہیں۔ خواہ صرف ذکور کے واسطے سے متوفی کی طرف منسوب
ہو سکے (مثلاً باپ کی مایعہ دادی۔ یا دادا کی مایعہ پردادی) ایسے جداات کو
پدری جداات کہتے ہیں۔ خواہ بواسطہ ذکور و اناث دونوں کے ہو پس یہ جداات بھی
پدری جداات میں شامل ہیں (مثلاً باپ کی مان کی ما۔ دادی کی مان۔ پٹر دادی
کی مان وغیرہ) جدہ صحیحہ گو سلسلہ متصاعدہ میں کہتی ہی بلند ہو ذوالفروض میں داخل ہے
نانا کی مان جدہ فاسدہ ہے کیونکہ جد واسطہ ہے اور ایسے جداات ذوالارحام
میں شمار کیجاتی ہیں۔

دفعہ ۹۔ باپ تین طریقوں سے وارث ہوتا ہے۔

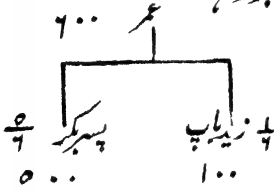
۱۔ محض ذوالفروض ہے جبکہ متوفی کے بیٹے یا پوتے یا پٹر پوتے ہوں

(۱) باپ تین طریقوں سے وارث کا مستحق ہے۔ ۱۔ محض ذوالفروض اور سوت

ہوتا ہے جبکہ متوفی نے اولاد نہ کو کسی درجہ کی چھوڑی ہو کیونکہ اولاد کو رنجینے ملتا۔ پوتا

اس صورت میں باپ کے واسطے صرف ۱/۲ حصہ مقرر ہے۔
۲۔ محض عصبہ ہے اگر متوفی کی کچھ بھی اولاد نہیں ہے تو باپ محض عصبہ بن جاتا ہے۔ ۳۔ ذوالفروض اور عصبہ ہو جاتا ہے۔ اگر متوفی کے سلسلہ اولاد میں محض آنات ہوں یعنی بیٹی یا پوتی وغیرہ تو متوفی کا باپ ذوالفروض اور عصبہ ہو جاتا ہے۔

سکڑ پوتا سب عصاب میں داخل ہیں پس موجودگی عصابات صرف ایک سلسلہ اپنے حصہ معینہ کا مستحق ہے اور باقی ۱/۲ اولاد ذکر کا حق ہے۔ مثلاً عمر چھ سو روپے چھڑ کر مر گیا زید اس کا باپ اور بکر اس کا بیٹا موجود ہے۔
پس زید کو ۱/۲ یعنی ستور سو دینے چاہئیں اور بکر کو باقی ۱/۲ یعنی پانچ سو دینے چاہئیں اور عصبہ کل باقی ماندہ کا مستحق ہوتا ہے۔



اگر اس مثال میں بجائے بکر کے بیٹے کے بکر کا پوتا زندہ ہوتا تو یہی ہی قاعدہ جاری کیا جاتا کیونکہ اولاد ذکر میں بیٹے پوتے۔ سکڑ پوتے سب داخل ہیں صرف قریب تر وارث کو ترجیح حاصل ہے۔ پس بیٹے کی موجودگی میں پوتا وارث نہیں ہو سکتا۔ باب عصاب سائنہ کرو۔

۱۔ محض عصبہ ہو جاتا ہے جبکہ متوفی نے کچھ بھی اولاد نہ چھوڑی ہو۔ اولاد کا لفظ عام ہے اور اس میں بیٹا بیٹی۔ پوتا پوتی۔ پڑپوتا پڑپوتی۔ وغیرہ سب شامل ہیں لیکن لڑکیوں کی اولاد نواسہ یا نواسی ان میں داخل نہیں ہے۔ پس اگر مثال مذکورہ بالا میں عرسو اے اپنے باپ زید کے اور سیکو وارث نہ چھوڑے تو باپ کل مال کا تنہا وارث ہوگا۔

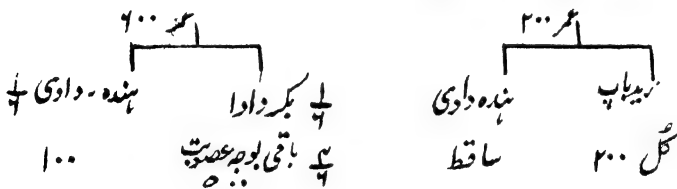
۲۔ ذوالفروض اور عصبہ بن جاتا ہے جبکہ متوفی کی اولاد میں کوئی بھی لڑکی ہو

گو اوسکا درجہ کتنا ہی نیچا ہو مثلاً سکر پوتی وغیرہ مثلاً مثال مذکورہ بالا میں سچا
بکر پر متوفی کے سیدن اوسکی دختر ہو تو اول باپ کو $\frac{1}{4}$ بطور فرض کے دیکر نصف حصہ
سیدن کو دیا جائیگا اور باقی سو پیہ باپ پر رہے گا۔ عمر ۶۰۰ ترک

کیونکہ باپ عصبہ ہی ہے پس جب قدر
باقی رہے گا اوسکا مالک ہی باپ ہوگا $\frac{1}{4}$ زیر باپ $\frac{1}{4}$ = ۳۰۰
اگر سیدن کے ساتھ بکر اوسکا بہاوی موجود $\frac{2}{3}$ = $\frac{4}{6}$ باقی بطور رد
ہو وے تو باپ کو باقی نہیں ملیگا۔ کیونکہ سیدن اور بکر عصبہ ہو جائینگے۔

دفعہ ۱۰۔ جہجیح ہی (سوائے دو صورتوں کے) باپ کی طرح تین
طریقوں سے وارث ہوتا ہے لیکن باپ کی موجودگی میں جہ ساقط ہو جاتا ہے
(۱) وہ دو صورتیں جن میں جہ شل باپ کے وارث نہیں ہوتا یہ ہیں۔

اول۔ اگر متوفی کی دادی اور باپ زندہ ہوں تو دادی بوجہ موجود ہونے اپنے
پس کے ساقط ہو جاتی ہے اگر بجائے باپ کے دادا ہو تو چونکہ دادی دادا کی زوجہ
ہے اس واسطے ساقط نہیں ہو سکتی۔



دوم اگر متوفی اپنی ماں باپ اور احد الزوجین۔ یعنی شوہر یا زوجہ چھوڑ کر
پس بنا بر قاعدہ متوفی کی ماں کو بجا دینے حصہ شوہر یا زوجہ کی باقی کا ثلث
میتا ہے لیکن اگر بجائے باپ کے دادا ہو تو ماں کو ثلث کُل دینا چاہیے۔ مثلاً عمر
یا ہندہ زیر اپنا باپ اور سالمہ اپنی ماں اور زینب اپنی جوڑو یا بکر اپنے شوہر
کو اپنا وارث چھوڑے تو اول زینب یا بکر کو جیسی کہ صورت ہوا انکا حصہ دیکر چھوڑ

باقی رہے اور سالمہ کو پہنچے گا اگر کسی کا دادا اسی کے زید پدر مستوفی کے
ہو تو مان یعنی سالمہ ملت کل ترکہ کی مستحق ہوگی۔

زوجه کو $\frac{1}{4}$ دیکر باقی رہا
روجہ کا $\frac{1}{4} = ۱۰۰$ روپیہ
ماں کا $\frac{1}{4} = ۱۰۰$ روپیہ
باپ کا $\frac{1}{4} = ۲۰۰$ روپیہ

بیکو ایک نصف دیکر باقی $\frac{1}{4}$ ترکہ رہا۔
بکر شوہر زینب یا پ سالمہ $\frac{1}{4} = ۳۰۰$

سالمہ کو $\frac{1}{4}$ کا $\frac{1}{4} = ۱۰۰$ روپیہ دینا چاہیے
زید کو باقی یعنی $\frac{1}{4} = ۲۰۰$ روپیہ کرے

زینب کا $\frac{1}{4} = ۳۰۰$
سالمہ کو $\frac{1}{4} = ۱۰۰$ روپیہ
سالمہ کو $\frac{1}{4} = ۵۰۰$ باقی کیونکہ عصبہ ہوگی
یا یہ کہو کہ سالم کو $\frac{1}{4}$ بطور فرض دیکر
باقی چونکہ وہ عصبہ ہو گیا ہو اسکو
(قواعد تقسیم متعینہ کرنے چاہئیں) دینا چاہیئے۔

$\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{4} = ۳$ و $\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{4} = ۱$

$\frac{1}{4} = ۳۰۰$ بطور عصبہ سالم کو پہنچے

$\frac{1}{4} = ۲۰۰$ بطور فرض کے سالم کو پہنچے

دفعہ ۱۱۔ اختیانی بہای بہن یعنی ماں کی اولاد۔ صرف ایک
اختیانی بہای یا بہن کی واسطے $\frac{1}{4}$ حصہ مقرر ہے دو یا دو سے زیادہ
کیواسطے $\frac{1}{4}$ اور یہ ہی $\frac{1}{4}$ ان میں برابر تقسیم ہو جاتا ہے بشرطیکہ

متوفی نے باپ یا جدِ صحیح یا بیٹا یا بیٹی کی اولاد کو کتنی ہی بچی ہو چھوٹی ہو کیونکہ اگر ان میں سے ایک وارث ہی موجود ہو گا تو اجیانہی بہائی بہن بالکل ساقط ہو جائیگی۔

دفعہ ۱۲۔ اجیانہی بہن میں تذکیر اور تانیث کا کچھ فرق نہیں ہے اور نہ حصّہ میں کمی و بیشی ہوتی ہے مذکورہ تہت برابر کا حصّہ لینگے (اسی واسطے دونوں کا حال ایک ہی جگہ لکھا گیا ہے) و

دفعہ ۱۳۔ شوہر کو اپنی زوجہ کے ترکہ سے پہلے ملتا ہے جبکہ زوجہ متوفیہ کے بطن سے اولاد یا اولاد پس (گو کتنی ہی بچی ہو) موجود ہو اگر اولاد میں کوئی بھی زندہ نہ ہو تو اس کو $\frac{1}{2}$ نصف ترکہ ملیگا۔

اولاد سے ایسی اولاد مراد ہے جو اس شوہر کے نطفہ اور زوجہ متوفیہ کے بطن سے ہو نہ نہ زوجہ کے پہلے شوہر کے نطفہ کی اولاد یا شوہر کی دوسری زوجہ کے بطن کی اولاد مراد ہے مثلاً زید اور ہندہ شوہر و زوجہ ہیں پس جو اولاد کہ ان دونوں سے ہو وہ اولاد صلیبی ہے۔ اور ہندہ کے پہلے شوہر کے نطفہ کی اولاد اگر کوئی ہو اولاد داخل نہیں ہے۔ نہ زید کی دوسری زوجہ کے بطن سے اگر کوئی زوجہ ہو اولاد مراد ہے ایک یا دو شوہر کا حصّہ ہی $\frac{1}{2}$ ہے جبکہ متوفیہ کی صلیبی اولاد ہو اگر اولاد یا اولاد پس میں کوئی بھی زندہ نہ ہو تو شوہر کو خواہ ایک ہو یا زیادہ ہوں وہی $\frac{1}{2}$ بالساوی ملیگا۔ مرد المختار۔

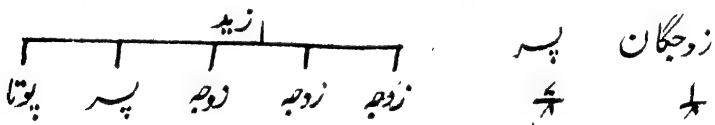
۱۔ زیادہ عمر ہر ماضیہ اقرار کرین کہ ہندہ میری زوجہ ہے و دونوں کی شہادت سے ہی کسی کو ترجیح نہ پائی جاوے لیکن ہندہ زید یا عمرو کے ساتھ ہم بستر نہ ہو ہو اور نہ کسی گھر میں رہی ہو تو زید و عمرو دونوں اس کے خاوند تسلیم کر لیتے جابجائے اور دونوں کو ایک شوہر کا حصّہ یعنی $\frac{1}{2}$ بالساوی دیا جائیگا کیونکہ ان میں سے کسی کو ایک دوسرے پر ترجیح نہیں ہے اگر شہادت سے ہندہ صرف زید کی زوجہ ثابت ہوگی تو عمر کو ترجیح نہیں ملیگا۔ شام چرن سرکار

دفعہ ۱۴۔ زوجہ کو اپنے خاوند کے ترکہ سے ۱/۴ اوسوقت ملتا ہے جبکہ متوفی کی اولاد یا اس کے پسر کی اولاد (گو کہ بھتیجی ہی) نہ ہو۔ اگر متوفی کی اولاد یا اس کے پسر کی اولاد (گو کہ بھتیجی ہی) نہ ہو) زندہ نہ ہو تو زوجہ کو ۱/۴ ترکہ ملیگا۔

دفعہ ۱۵۔ زوجہ کو خواہ ایک ہو خواہ زیادہ ہوں سب کو ۱/۴ بغیر اولاد کے اور ۱/۴ اولاد کے ساتھ ملتا ہے اور وہ کسیس میں بالساوی اسی حصہ میں شریک ہونگی۔

دفعہ ۱۶۔ حریفی آزاد شخص کے واسطے چار نکاح درست ہیں غایہ الا
اگر ایک زوجہ سے اولاد ہو اور دوسری لاولد تو صاحب اولاد کو لاولد بہ
کچھ ترجیح نہیں ہے نہ کچھ حصہ میں فرق آ سکتا ہے۔

بیوہ - منکوحہ - مُطلقہ منکوحہ - باکرہ منکوحہ میں کچھ فرق نہیں ہے سب یکساں وارث ہوتے ہیں اور سب کے یکساں حقوق اور حصہ ہیں - زوجہ کا اطلاق سب سے پہلے باعتبار بکارت یا غیر بکارت کیسے حصہ میں کچھ کمی بیشی نہیں ہو سکتی خواہ شوہر نے ایک بیوہ عورت سے اور دوسری طلاق دی ہو وی عورت سے اور تیسری باکرہ عورت سے نکاح کر لیا ہو یہ سب یکساں ہیں - اگر فاحشہ عورت سے ہی نکاح کر لیا جاوے تو وہ بھی درست ہے اور جملہ حقوق زوجہ کے اس سے مُتعلق ہوں گے -



مین زوجہ کو ۳ = ۱۲ کا حصہ

پسر کو ۱۲ = ۱۲ کل کا حصہ

دفعہ ۱۷- صلبی بیٹی۔ صرف ایک بیٹی ۱۲ ترکہ کی مستحق ہے اور دو یا دو سے زیادہ مجتمعا ۱۲ ترکہ پاؤنگی بشرطیکہ متوفی کے کوی بیٹیا یا بیٹے نہ ہو۔

صلبی بیٹی

اگر ایک یا زیادہ بیٹے ہوں تو بیٹی یا بیٹیاں اپنے حقیقی بہائیوں کے ساتھ عصبہ بن جاتی ہیں اس صورت میں بیٹی کو بیٹے کی نسبت نصف حصہ ملتا ہے۔

دفعہ ۱۸- دختر پسر۔ صرف ایک پوتی کو اپنے متوفی دادا کے ترکہ سے ۱۲ ملتا ہے اور دو یا دو سے زیادہ پوتیوں کو ۱۲ بشرطیکہ متوفی کا بیٹا یا بیٹی یا پوتا زندہ نہ ہو اگر متوفی کا بیٹا زندہ ہو تو پوتیاں بالکل ساقط ہو جائیں گے۔

دختر پسر

اگر صرف ایک بیٹی زندہ ہو تو پوتیوں کو ۱۲ ملتا ہے خواہ ایک پوتی ہو خواہ زیادہ اگر دو صلبی بیٹی زندہ ہوں تو پوتیوں کو کچھ نہیں ملے گا تا وقتیکہ ان کے درجہ مساوی یا فروتر میں کوئی لڑکا نہ ہو۔ کیونکہ لڑکا اپنے ہمدرجہ اور اعلیٰ تر درجہ کی لڑکیوں کو عصبہ بنا دیتا ہے۔ پس ۱۲ ترکہ متوفی کے بیٹوں کو دیکر باقی ۱۲ لڑکا لڑکیوں میں بقاعدہ ہر مرد حصہ دو وزن تقسیم ہو جائیگا اور اس صورت میں پوتیاں عصبہ بن جاؤنگی۔

اگر متوفی کی صرف ایک پوتی اور ایک پوتی زندہ ہو۔ تو یہ ہی دونوں کل ترکہ کی مستحق ہوں گی پوتے کو ۲ حصہ اور پوتی کو ایک

حصہ بطور عصبوت ملیگا۔

جس طرح بیٹیان اپنے ہائیون کے ساتھ عصبہ بن جاتی ہیں اس طرح پوتیان بھی اپنے ہائیون کے ساتھ عصبہ بن جاوینگی۔

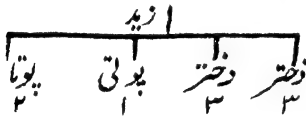
پوتیوں کی توریث کے واسطے چہرہ طریقہ ہیں۔ بیٹوں کی طرح پوتیان بھی دڑا ہوتی ہیں اور ان کے واسطے چہرہ قاعدہ مقرر کئے گئے ہیں۔ ۱۔ ایک پوتی کو ۱/۲ - دو یا دو سے زیادہ کرے۔ ۳ ایک لڑکا انکے سادی یا فرد تدرجہ کا از کو عصبہ بنادیتا ہے۔ ۴۔ متوفی کی صرف ایک بیٹی کے ساتھ جو کہ نصف ۱/۲ کی سق ہے پوتی کو خواہ ایک ہو یا زیادہ ۱/۲ ملتا ہو (لڑکیوں کے واسطے قرآن میں ۱/۲ حصہ مقرر ہے)۔ ۵۔ بیٹیان پوتیان سب شامل ہیں لیکن بیٹی چونکہ وہ زیادہ قریب ہے اسوجہ سے ۱/۲ دیتے ہیں اور باقی ۱/۲ دو ٹلٹ پورا کر نیچے ۱/۲ پوتیوں کو ملیگا۔ ۵۔ اگر دو صلیبی بیٹیان ہونگی تو پوتیان بالکل ساقط ہو جائیگی کیونکہ جب ۱/۲ انکو ملیگا تو پوتیوں کا کیا استحقاق باقی رہا۔ لیکن اگر پوتیوں میں سادی یا فرد تدرجہ کا کوئی لڑکا ہو تو وہ عصبہ بنادینگا اور باقی ترکہ یعنی ۱/۲ نین باقاعدہ تقسیم ہو جاوینگا۔ ۶۔ متوفی کا بیٹا پوتیوں کو بالکل ساقط کردیتا ہے۔ اول تین صورتیں بیٹوں کے ساتھ موافق ہیں۔ آخر کی تین صورت ایک ضعف کی حالت میں ہیں کیونکہ متوفی کے ساتھ دو درجہ کا بچہ ہے۔ سرولیم جو نذر۔

اگر اولاد پسین (یعنی خواہ پوتیوں یا پڑ پوتیوں میں) لڑکا افضل درجہ میں ہو تو قاعدہ یہ ہے کہ پوتیان اس لڑکے کے ساتھ عصبہ بن جائیگی بشرطیکہ پوتیاں ذوالفروض نہ ہوں۔ اگر پوتی یا پوتیان ذوالفروض ہوں تو باقی ترکہ لڑکے

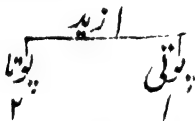
+ لڑکا۔ مصنف شریف نے اپنی شرح میں اس موقع پر غلام کا لفظ استعمال کیا ہے جس سے اس کی مراد بھائی اور چچا کا بیٹا دونوں ہیں یا ان دونوں میں سے کسی کا بیٹا۔ شاہچرن سرکار۔

صرف بطور عصوبت ملیگا۔
 اس مثال میں پوتی و پڑپوتی دو پوتی پوتی
 صاحب فرض ہیں اس واسطے ان کو $\frac{1}{2}$ $\frac{1}{4}$ $\frac{1}{8}$ باقی بطور عصوبت
 ترکہ ملا باقی $\frac{1}{8}$ لڑکی کو بطور عصوبت ملیگا۔

ترکہ ۹ حصوں میں منقسم کرنا چاہئے کیونکہ
 دو دختران کو $\frac{1}{2}$ ترکہ ملیگا اور باقی ایک لڑکی
 پڑپوتی و سکر پوتی کو باقاعدہ دیا جائیگا۔
 اگر پوتیاں ذوالفرض نہ ہوں تو لڑکا خواہ درجہ میں مساوی ہو خواہ نیچے پوتیوں
 عصوبت بنا دیگا اس صورت میں ایک لڑکا دو عورتوں کے برابر ہوتا ہے۔



اگر لڑکا پوتی یا پوتیوں کے ہم درجہ ہو تو گوپوتیاں ذوالفرض ہی ہوں گے
 لڑکی کے ساتھ وہ عصوبت بن جائیگے۔



اگر اولاد پسین لڑکا درجہ میں اعلیٰ ہو تو وہ اپنے سے فروتر درجہ کی پوتیوں کو
 عصوبت نہیں بنا سکتا۔ مثلاً پوتا اور پڑپوتی۔ پس پوتا کل ترکہ کا مالک ہے
 پڑپوتی بالکل ساقط ہو جائیگی۔

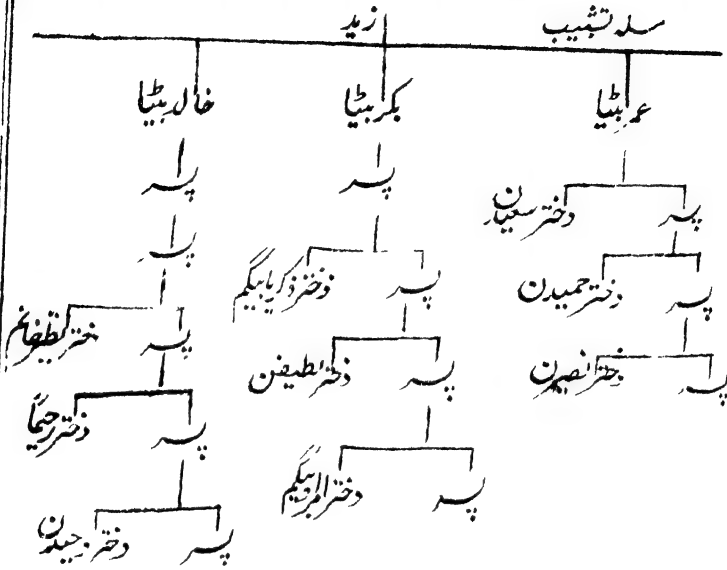
دفعہ ۱۹۔ اگر ایک شخص کے ایک بیٹے کی اولاد سے تین
 پوتیاں بعض اعلیٰ اور بعض اسفل درجہ کی ہوں۔

اور دوسرے بیٹے کی اولاد سے تین پڑپوتیاں بعض اعلیٰ اور
 بعض اسفل ہوں اور تیسرے بیٹے کی اولاد سے تین سکر پوتیاں بعض

۲۳

اعلیٰ اور بعض اسفل درجہ کی تفصیل مسئلہ شیب اسطرح پر ہوں

مسئلہ شیب



اس مسئلہ میں سعیدین زید کی پوتی فریق اول میں سب سے اعلیٰ ہے (کیونکہ سعیدین اور متوفی میں صرف ایک پشت کا فرق ہے یعنی زید کے بیٹے کی بیٹی) دوسرے اور تیسرے فریق میں کوئی لڑکی اسکے مقابل یا ہم درجہ نہیں ہے۔

فریق اول میں وسطی لڑکی حمیدین دوسرے فریق کی اعلیٰ لڑکی زکریا بیگم کے مقابل وہ درجہ ہے۔ (کیونکہ حمیدین اور زکریا بیگم میں دو پشت کا فرق ہے یعنی زید کے پوتے کی بیٹی) فریق اول میں اسفل لڑکی نصیرین دوسرے فریق کی وسطی لڑکی لطیفین اور تیسرے فریق کی اعلیٰ لڑکی نظیر خاتم کی ہمدرجہ ہے (کیونکہ متوفی سے تین پشت کا بعد ہے)

فریق ثانی کی اسفل لڑکی امرا بیگم فریق ثالث کی وسطی لڑکی حیات سے مقابل اور ہمدرجہ ہے (کیونکہ متوفی سے چار پشت کا فرق ہے)

۲۴

مسئله تشبیب

فریق سوم کی اسفل لڑکی وحیدن سب سے پست تر ہے اور اس کے
مقابل یا ہمدرد جو کوی لڑکی نہیں ہے۔ (کیونکہ وحیدن پانچویں پشت میں
ہے اور اس شجرہ میں ایسی کوی لڑکی نہیں ہے جو پانچ پشت کے بعد پہنچے ہو۔)
اب جاننا چاہئے کہ سعیدن سب سے اعلیٰ لڑکی کو ایک نصف

ترکہ ملیگا (کیونکہ بعد موجودگی صلیبی بیٹی کی زید کی پوتی اور اس کے قائم مقام ہوئی)
فریق اوّل کی وسطی لڑکی حمیدن اور فریق ثانی کی اعلیٰ لڑکی ذکیا
بیکم کو پ (یعنی دو ٹولٹ کی تکرار کی واسطے) دینا چاہئے۔

باقی لڑکیوں کو کچھ نہیں ملیگا تا وقتیکہ ان سے نیچے یا ان کے ہمدرد
کا کوی لڑکا نہ ہو جو کہ انکو عصبہ بنا دے۔ اور اس لڑکے سے اسفل لڑکی
ساقط ہو جائیگی۔ (کیونکہ لڑکا صرف اون لڑکیوں کو عصبہ بناتا ہے جو اس کے
ہم درجہ ہوں یا اس سے اعلیٰ ہوں) شریفی۔

فی تشبیب

تشبیب - عربی میں عورتوں کی توصیف اور ایام شباب کے ذکر کو تشبیب کہتے
ہیں چونکہ اس مسئلہ میں بھی عورتوں کا ذکر ہے اس واسطے اسکا نام بھی مسئلہ تشبیب
رکھا گیا۔ دوسری وجہ اکثر شعرا قصیدہ کے شروع میں مشوقہ کی تریف اور حسن کی
نزاکت لکھا کرتے ہیں اور اسکو بھی شعرا کی اصطلاح میں تشبیب کہتے ہیں۔ اور اس
ذکر اور نزاکت کے سننے کے سامعین نہایت مشتاق رہتے ہیں چونکہ علم فرائض
کے شایقین بھی اس مسئلہ کے سمجھنے کی واسطے نہایت مشتاق رہتے ہیں اس واسطے بھی
اسکا نام مسئلہ تشبیب رکھا گیا۔ شریفی۔

وضاحت "بعض اعلیٰ اور بعض اسفل" کی اس طرح ہو سکتی ہے کہ زید مورث
اعلیٰ فوت ہو گیا اور اس کے تین بیٹے - عمر - خالد - بکر - ہی اسکی حیات میں فوت ہو
عمر نے تین لڑکیاں بترتیب ذیل پڑھیں ۱۔ دختر عمر - ۲ دختر بکر - ۳ دختر

۲۵

جل بندہ
تشبیہ

بنیرہ عمر اسکا نام فریق اول رکھا گیا۔

۱۔ دختر پسر بکر۔ ۲۔ دختر بنیرہ بکر۔
۳۔ دختر پسر بنیرہ بکر۔ اسکا نام فریق دوم رکھا گیا۔

۱۔ دختر بنیرہ خالد۔ ۲۔ دختر پسر بنیرہ خالد۔
۳۔ دختر بنیرہ بنیرہ خالد۔ اسکا نام فریق سوم رکھا گیا۔ حاشیہ شریفی۔

اس مسئلہ میں زید کی کوئی صلیبی بیٹی موجود نہیں ہے پس دختر پسر قائم مقام دختر
صلیبی کے ہوئی اور پھر پوتیاں پوتی کی قائم مقام ہوئیں۔ باقی لڑکیوں کو کچھ سہتی
جمل نہیں ہوتا وقتیکہ کوئی لڑکا ان کے ہمدرد یا اسفل درجہ کا اور کو عصبہ زینا و شریفی
الاشی للسفلیات الا ان یکون محرم غلام فیعصبھ منہن من کانت
بحزایہ ومن کانت فوقہ من لم یکن ذات سحم۔

یعنی باقی ماندہ لڑکیوں کو جو شمار میں چہ من کچھ نہیں ملے گا کیونکہ جب دو مثلث جو
حصہ مقرر ہے (پوتی کو ۱/۲ اور ہمدرد پوتیوں کو ۱/۲) ملے گی تو بچے کے درجہ کی لڑکی
ساقط ہو جائیں گی۔ کیونکہ نہ وہ ذوالفرض ہیں نہ عصبہ پس قطعاً ترکہ کے
مستحق نہیں ہو سکتیں +

لیکن اگر ان لڑکیوں کے ساتھ کوئی لڑکا ہو تو وہ لڑکا اپنے ہم درجہ اور اسے

حقیقت میں دختران پسر کا بیان نہایت معلق اور عجیبہ ہے اور اس سے زیادہ تشریح اور
توضیح محال ہے ایک مثال کا ذکر یہاں جس سے یہ بات معلوم ہو دے کہ لڑکا ساری اور اسے
اور اسفل درجہ کارکن صورتوں میں لڑکیوں کو عصبہ بناتا ہے اور کیونکہ وہ متاثر ہے نسبت
خالص قاعدہ بیان کر نیکی اور یہی زیادہ مفید معلوم ہوتا ہے پس ہم اس قطع پر مسئلہ
تشبیہ کا چند صورتوں سے حل کرنا اور اس کے مختلف حالات کا بیان کرنا نہایت مفید نتائج
ہیں اس واسطے باہوشا ماچرن سرکار اور مصنف شریف کی تقلید کرنی بہر ضرور ہے۔

۲۶

حل مسئلہ ثانیہ

لڑکیوں کو عصبہ بنا دیگا۔ اگر کوئی لڑکی صاحب فرض ہو اور اس سے لڑکا درجہ میں پہنچی ہو تو وہ اس لڑکی کو عصبہ نہیں بنا سکتا بلکہ لڑکا صرف اسی لڑکی کو عصبہ بنا دیگا جو نہ صاحب فرض ہو اور نہ عصبہ ہو لیکن اس لڑکے سے ہی پہنچے درجہ میں ہو اگر لڑکا لڑکی ہم درجہ ہوں تو کو لڑکی صاحب فرض ہی ہو مگر عام قاعدہ یہ ہے کہ لڑکی کے ساتھ وہ عصبہ بن جاوے گی۔ شریفی

اس مسئلہ میں سعید بن چونکہ سب سے اعلیٰ اور صاحب فرض ہے اس واسطے وہ ۱/۲ نصف کی مستحق ہے۔ حمید بن اور ذکر یا بیگم ۱/۲ کی مستحق ہیں۔
(اور یہ شرط کہ صاحب فرض عصبہ نہ ہوگی صرف اس لڑکی کی واسطے ہے جو لڑکے سے درجہ میں اعلیٰ ہو جیسے سعید بن۔)

اب فرض کرو کہ فریق اول میں ایک اسفل لڑکا عمر نامی زندہ ہے اور وہ نصیر بن کا جو فریق اول میں اسفل لڑکی ہے حقیقی بہای ہے اور طیف بن اور نظیر خانم کا چچا بن بہای پس باقی ماندہ ترکہ یعنی ۱/۲ پانچ حصوں میں اسطرچہ منقسم ہوگا۔ عمر کو دو حصہ اور نصیر بن۔ طیف بن اور نظیر خانم کو جو اسکی ہر درجہ میں ایک ایک سہام ملیگا تین آخری لڑکیان بالکل ساقط ہو جائیں گی۔

$$\frac{1}{2} \div \frac{1}{2} = 1 \quad \frac{1}{2} \div \frac{1}{2} = 1 \quad \frac{1}{2} \div \frac{1}{2} = 1 \quad \frac{1}{2} \div \frac{1}{2} = 1 \quad \frac{1}{2} \div \frac{1}{2} = 1$$

$$\frac{1}{2} \div \frac{1}{2} = 1 \quad \frac{1}{2} \div \frac{1}{2} = 1 \quad \frac{1}{2} \div \frac{1}{2} = 1 \quad \frac{1}{2} \div \frac{1}{2} = 1 \quad \frac{1}{2} \div \frac{1}{2} = 1$$

$$1 \div 2 = \frac{1}{2} \quad 2 \div 2 = 1 \quad 3 \div 2 = 1 \frac{1}{2} \quad 4 \div 2 = 2 \quad 5 \div 2 = 2 \frac{1}{2}$$

$$\text{حصہ} = \frac{1}{2} \div 40$$

$$40 = 3 \times 2 \times 5 \times 2$$

$$\text{حصہ} = \frac{1}{2} \div 40$$

$$\text{حصہ سعید بن} = \frac{1}{2} \div 40$$

$$\text{حصہ} = \frac{1}{2} \div 40$$

$$\text{حصہ حمید بن} = \frac{1}{2} \div 40$$

$$\text{حصہ عمر} = \frac{1}{2} \div 40$$

$$\text{حصہ ذکر یا بیگم} = \frac{1}{2} \div 40$$

اگر فرض کیا جاوے کہ عمر فریق ثانی کی اسفل لڑکی اور ابیگم کا بہا ہی ہے تو
باقی ترکہ بموجب قاعدہ طورہ ۷ حصوں میں تقسیم کیا جائیگا۔ کیونکہ تین لڑکیاں
نصیرن۔ لطیفن۔ نظیر خاتم۔ عمر سے اعلیٰ درجہ کی ہیں۔ اور دو لڑکیاں ابیگم
اور رچیا عمر کی حقیقی اور چچا زاد بہن ہیں پس یہ پانچوں بوجہ عمر کے عصبہ بن گئیں۔
اور سعیدن۔ حمیدن۔ ذکر یا بیگم۔ بدستور ذوالفروض ہیں۔

جملہ حصص یہ ہیں $\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{4}$ = ۱۲

حصہ سعیدن = $\frac{12}{4}$ = ۳

حصہ حمیدن = $\frac{12}{4}$ = ۳

حصہ ذکر یا بیگم = $\frac{12}{4}$ = ۳

اگر فرض کیا جاوے کہ عمر فریق سوم کی اسفل لڑکی و جیدن کا بہا ہی ہے تو
باقی ترکہ ۸ حصوں میں بقاعدہ مذکورہ تقسیم کرنا چاہئے۔

لیکن اگر فریق اول میں عمر سعیدن کا بہا ہی فرض کیا جاوے تو اس صورت میں
کل ترکہ ۳ حصوں میں منقسم ہوگا باقی لڑکیاں ساقط ہو جائیں گی۔ کیونکہ عصبہ
میں قریب تر وارث کو ترجیح ہے۔ اور اگر عمر فریق اول کی وسطی لڑکی حمیدن کا بہا
فرض کر لیا جاوے تو اس صورت میں سعیدن بدستور صاحب فرض رہے گی اور
۱ کی مستحق ہوگی باقی ۱ ترکہ اون میں بقاعدہ مذکورہ تقسیم کرنا چاہئے۔ چہشم
عم کو اور ایک ایک حصہ حمیدن اور ذکر یا بیگم کو ملیگا۔

اگر فریق ثانی میں ذکر یا بیگم علیا لڑکی کا کوئی حقیقی بہا ہی ہو تب بھی یہی قاعدہ
ہے و قس علی ہذا۔ شریفی۔

دفعہ ۲۰۔ صرف ایک حقیقی بہن ایک نصف ترکہ کی $\frac{1}{2}$
مستحق ہے اور دو یا دو سے زیادہ کو $\frac{1}{3}$ ملتا ہے بشرطیکہ متوفی کا باپ

حقیقی بہن

دادا۔ بیٹا۔ بیٹی۔ پوتا۔ پوتی کو ہی بہی زندہ ہو۔ حقیقی بہائیوں کے ساتھ بہنیں عصبہ بن جاتی ہیں (اس صورت میں ایک مرد و عورتوں کے مساوی ہوتا ہے) مثلاً ایک بہائی اور ایک بہن ہے تو کل ۳ اسمیں شمار کیا جائیگی۔ اور اس صورت میں اون کو حصہ بطور فرض کے نہیں ملتا بلکہ بطریق عصوبت کے باقی ماندہ حصہ جو بیٹوں یا پوتیوں کے دینے کے بعد بچ رہتا ہے اونکو دیا جاتا ہے۔

بہائیوں، بیٹیوں۔ پوتیوں اور بہنوں کو جو مصنف نے جمع کے صیغہ میں کہا ہے اس سے واحد اور جمع دونوں مراد ہیں۔ پس ایک حقیقی بہائی یا ایک بیٹی وغیرہ کے ساتھ ایک یا زیادہ حقیقی بہن عصبہ ہو جائیگی۔

مصنف شریف نے پانچ طریقہ حقیقی بہنوں کے توریث کے بیان کئے ہیں ۱۔ ایک حقیقی بہن کو ۱/۲ دو یا دو سے زیادہ کو مجتہا ۱/۳ دیا جائیگا۔ ۳ بہنیں اپنے بہائیوں کے ساتھ عصبہ بن جاتی ہیں اس صورت میں عام قاعدہ ہے کہ عورت کو مرد کے حصہ سے نصف ملتا ہے۔ ان تین طریقوں میں یہ شرط ہے کہ متوفی کی اولاد یا اسکے پسری اولاد کو کتنی ہی بچی ہوں۔ ۴ بیٹوں اور پوتیوں کے ساتھ بہنیں عصبہ بن جائیں گی اور بیٹوں یا پوتیوں کو جیسی کہ عورت کو حصہ معینہ دیکر جو کچھ باقی رہے گا وہ بہنوں کو ملیگا۔ ۵ باپ یا جد حقیقی کی موجودگی میں بہنیں بالکل ساقط ہو جاتی ہیں اور اس طرح بیٹے یا پوتے وغیرہ کی موجودگی میں ہی بہنیں ساقط ہو جاتی ہیں۔ ۶ بیٹوں اور پوتیوں کے ساتھ بہنیں عصبہ بن جائیں گی اور انکو ترکہ بطریق عصوبت ملیگا۔

دفعہ ۲۱۔ صرف ایک علاقہ میں ترکہ کی مستحق ہے اور دو یا دو سے زیادہ کو ۱/۳ ملتا ہے بشرطیکہ متوفی کا باپ۔ دادا۔ حقیقی بہن

علاقہ میں

بیٹا۔ بیٹی۔ پوتا۔ پوتی۔ کوی بھی نہو۔

ایک حقیقی بہن کے ساتھ علاقائی بہنوں کو ۱۔ دوثلث کی تکملہ کیوں
دیا جائیگا۔ اور حقیقی بہنوں کی موجودگی میں علاقائی بہن بالکل ساقط
ہو جاتی ہیں تا وقتیکہ کوی علاقائی بہاں نہو جو کہ اوکو عصبہ کرے پس
حقیقی بہنوں کو ۲۔ دیگر باقی ماندہ علاقائی بہاں بہنوں کو بقاعدہ مذکورہ
دینا چاہئے۔

اسی طرح علاقائی بہنیں متوفی کی بیٹیوں اور پوتیوں کے بھی عصبہ بن
جاتی ہیں۔

دفعہ ۲۲۔ حقیقی اور علاقائی بہاں بہنیں متوفی کی بیٹی یا پوتے کی
موجودگی میں گو وہ کتنا ہی نیچے درجہ کا ہو اور باپ یا دادا کے ساتھ
گو وہ کتنا ہی اعلیٰ ہو بالکل ساقط اور محروم ہو جاتی ہیں۔

قاعدہ
بہاں بہن
ہوتے

بنو الاعیان والعلات کلھم سلفون بالا بن والا بن وان سفل
وبالاب بالا لخالق والکلی عند الی حنیفہ۔ سراجی۔

علاقائی بہنیں ہی مثل حقیقی بہنوں کے ہیں ان کے واسطے، قاعدہ مقرر ہیں
۱۔ صرف ایک علاقائی بہن ۲۔ نہ کہ کی مستحق ہے۔ ۲۔ دو یا دو سے زیادہ کو ۱۔ ملتا ہے
بش طیکہ حقیقی بہن نہو۔ ۳۔ ایک حقیقی بہن کے ساتھ ۱۔ دوثلث کے پورا
کرنیکہ واسطے دیا جاتا ہے۔ ۴۔ دو حقیقی بہنوں کے ساتھ علاقائی بہنوں کو کچھ
نہیں ملتا (کیونکہ جب پورا حصہ یعنی ۱۔ دوثلث حقیقی بہنوں کو ملیگا تو علاقائی بہنوں
کچھ حق نہ رہا) شریفی۔ ۵۔ تا وقتیکہ ایک ہی علاقائی بہاں انکے ساتھ نہو جو کہ
اوکو عصبہ بناوے اور اس صورت میں باقی ماندہ حصہ حقیقی بہنوں کے دینے کے بعد
علاقائی بہنوں کو بموجب قاعدہ مسطورہ دینا چاہئے۔ ۶۔ متوفی کی بیٹیوں اور

پوتوں کے ساتھ عصبہ بن جاو نیگی۔ ، گل بہای بہن ستونی کے پسرا پوتے کی موجودگی میں گو کتنی ہی بچی ہو بالکل ساقط ہو جاتی ہیں اور اس طرح سے باپ اور جد حقیقی کی موجودگی میں۔

علاتی بہای بہن نہ صرف انکے ہی سامنے ساقط ہوتی ہیں بلکہ حقیقی بہای کے سامنے بھی ساقط ہو جاتی ہیں۔

احیانی بہای بہن ستونی کے بیٹا بیٹی اور اولاد پسری اور باپ اور دادا کے ساتھ بالکل ساقط ہو جاتی ہیں۔ فتادی عالمگیری۔

دفعہ ۲۴۔ علاتی بہای بہن حقیقی بہای کے ساتھ بھی ساقط ہو جاتی ہیں اور جب حقیقی بہن بیٹی یا پوتی کے ساتھ عصبہ بن جاتی ہے تو وہ بھی علاتی بہای بہن کو ساقط کر دیتی ہے۔

عصبہ مع غیرہ وہ عورت ہے جو دوسری عورتوں کے باعث عصبہ بن جاوے مثلاً حقیقی یا علاتی بہن ستونی کی دختر یا دختر پس کے ساتھ عصبہ بن جاتی ہے۔ فرض کرو کہ ایک بیٹی اور ایک حقیقی بہن اور ایک علاتی بہن موجود ہیں پس اس صورت میں نصف ترکری بیٹی کو ملیگا کیونکہ وہ ذوالفرض ہے اور باقی بہن کو کیونکہ وہ بیٹی کے ساتھ عصبہ بن گئی اور علاتی بہای کو کچھ نہیں ملیگا۔

جسطح اولاد پسری پسری کی موجودگی میں ساقط ہوتی ہے اور سطح حقیقی بہای کے سامنے علاتی بہای بھی ساقط ہو جاتا ہے واحد اور جمع یکساں ہیں۔

علاتی بہای بہن حقیقی بہایوں کے ساتھ اور نیز بیٹے پوتے باپ اور صاحب کے ساتھ بالکل ساقط ہو جاتی ہیں۔ در المختار۔ واحد کا اطلاق جمع پر جائز ہے قوت قرابت کو ترجیح ہوتی ہے۔ مثلاً عصبات میں ایک شخص حقیقی مان باپ کا ہو گو وہ عورت ہی ہو۔ جیسے حقیقی بہن دختر کے ساتھ علاتی بہای پر ترجیح رکھتی ہے

۳۱

اور حقیقی بہای علاقہ بہای پر فوقیت رکھتا ہے۔

دفعہ ۴۲۔ مان کو ۱/۲ ملتا ہے جب کہ متوفی کی اولاد یا اولاد پر
موجود ہو۔ اگر دو یا زیادہ بہای بہن کسی قسم کی ہون تب ہی مان کو
وہ ہی ۱/۲ ملیگا اگر اشخاص مذکورہ بالا نہ ہوں تو مان کو کل ترکہ کا ۱/۳ ملیگا
اگر شوہر یا زوجہ اور متوفی کی ماں باپ موجود ہوں تو مان کو باقی ماند
ترکہ کا ۱/۳ ملیگا۔ اگر بچے باپ کے دادا ہو تو ثلث کل ملیگا۔

مان سے حقیقی ان مراد ہے جس سے متوفی پیدا ہوا ہونہ سوتیلی ماں
اور سوتیلی ماں باپ کی زوجہ ہے پس جو حقوق کہ حقیقی ماں کو حاصل ہیں
وہ سوتیلی کو حاصل نہیں ہو سکتی۔

مان کا حصہ ۱/۲ ہے جبکہ بیٹا بیٹی۔ یا پوتا۔ پوتی۔ یا پڑپوتا۔ پڑپوتی وغیرہ
موجود ہوں یا دو یا زیادہ بہای بہن خواہ حقیقی خواہ علاقہ خواہ خیانی کسی قسم
کی موجود ہوں۔ مان کو ثلث باقی ملتا ہے جبکہ متوفی نے شوہر یا زوجہ اور ان
باپ حقیقی چھوڑے ہوں کیونکہ اس صورت میں شوہر ۱/۲ کا حقدار ہے اور زوجہ
۱/۲ کی اگر مان کو ۱/۲ دیا جاوے تو باپ کے واسطے یا ۱/۲ یا ۱/۳ باقی رہتا ہے حالانکہ
عام قاعدہ ہے کہ مذکور کون کی نسبت دو چند حصہ ملتا ہے جبکہ وہ دو نوا رث ہوں
پس خیال نقص قاعدہ مان کا حصہ کم کر دیا گیا یعنی شوہر یا زوجہ کو جیسی کہ صورت
ہو حصہ معینہ دیکر باقی ماندہ کا ۱/۳ مان کو دیا جائیگا اور باپ کو ۱/۳ کیونکہ مان باپ
عصبہ بن گئے پس باپ دو چند حصہ کا مستحق ہے۔ سٹریلی۔

اور سب صورتوں میں مان کو ۱/۳ یعنی ثلث کل ملیگا جبکہ اولاد یا اولاد پر ہی گو
کتنی ہی بیٹے درجہ کی ہو موجود ہوں۔ اگر شوہر یا زوجہ اور ان اور صحیح متوفی
موجود ہو تو ہی مان کو کل ترکہ کا ثلث ملیگا۔

۲۴

جدہ

دفعہ ۲۵ - جدہ صحیحہ ایک دس پہ حصہ کی مستحق ہے اگر دو یا زیادہ ہوں تو پہلی وہ ہی پہ بالمساوی اذکو ملیگا۔ مگر یہ ضرور ہے کہ وہ سب آپس میں ہر جہ ہوں لیکن دونوں قسم کی جدات یعنی پدری و مادری ستونی کی حقیقی مان کی موجودگی میں بالکل ساقط ہو جاتی ہیں

دفعہ ۲۶ - اس طرح پدری جدات ستونی کے باپ اور جد صحیح کے سامنے ہی بالکل ساقط اور محبوب ہو جائینگے سوائے باپ کے مان یعنی دادی کے (اور نیز اعلیٰ ترین درجہ کی) جو کہ بواسطہ جد کے واسطہ دار نہ ہو جد کے ساتھ وارث ہوگی۔

جدہ صحیحہ کی شرط اس واسطے کی گئی کہ جدہ فاسدہ ذوالارحام میں داخل ہے اور جدہ صحیحہ ذوالفروض میں ہے جدہ صحیحہ وہ ہے جو کہ ستونی کے رشتہ کے سلسلہ میں جد فاسدہ واسطہ دار نہ ہو۔ اور جدہ فاسدہ وہ مذکر ہے جو ستونی اور اوس کے درمیان ایک عورت بہ طور وارث ہو۔ مثلاً نانا کی مان یعنی مان کے باپ کی مان چونکہ مان کا باپ جد فاسدہ ہے پس اوسکی مان ہی جدہ فاسدہ ہے اس واسطے ذوالارحام میں شمار کئے جاتے ہیں۔

ہم درجہ کی شرط اس واسطے ہے کہ جدہ قریبہ جدہ بعیدہ کو محروم اور ساقط کر دیتی ہے۔ جدات کی چند قسمیں۔ پدری۔ مادری۔ جدہ فاسدہ اور جدہ دی بختی ہر ایک کی تفصیل اس موقع پر ضروری ہے۔

پدری جدات - دادی - پڑدادی - سکر دادی وغیرہ گو کہتے ہی اعلیٰ ہوتے پدری جدات - دادی کی ما - پڑدادی کی ما - سکر دادی کی ما وغیرہ۔

مثلاً پڑدادا کی ساتھ کیونکہ دادی کا رشتہ دادی کے وسیلہ سے نہیں ہے بلکہ وہ اوسکی بیوی ہے اسی طرح پڑدادی پڑدادا کی بیوی ہے پس وہ اوس کے ساتھ وارث ہوگی۔

۳۳

جہ

قاعدہ

ماورسی جدات - نانی - پڑ نانی - سکر نانی وغیرہ - یہ سب صاحب فرض ہیں -

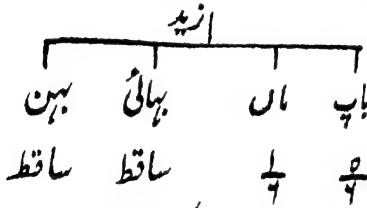
عربی میں جہہ صحیحہ کی شناخت کا ایک آسان قاعدہ یہ لکھا ہے کہ اگر باپ دو عورتوں کے درمیان داخل نہ ہووے تو جہہ صحیحہ ہے ورنہ نہیں مثلاً مان کی باپ کی مان وغیرہ جہہ فاسدہ ہیں کیونکہ باپ کا لفظ درمیان واقع ہے - اور صحیحہ کی شناخت یہ ہے کہ جہہ بواسطہ مونث کے متوفی سے واسطہ نہ رکھتا ہو مثلاً مان کا باپ یا اسکا باپ وغیرہ اجداد فاسد ہیں - دادی کا باپ ہی جہہ فاسد ہے - م قاعدہ ہے کہ واسطہ کی موجودگی میں ذی الوسطہ سختی ترک نہیں ہو سکتا - مثلاً بیٹا اور پوتا پس بیٹی کی موجودگی میں پوتا وارث نہیں ہو سکتا اسی طرح باپ کی موجودگی میں باپ کی مان یعنی دادی وغیرہ بھی ساقط ہو جاتی ہیں - کیونکہ دادی کا رشتہ بوجہ باپ کے ہے - پس باپ کی موجودگی میں دادی کا کچھ حق نہیں ہے اسی طرح دادا کی موجودگی میں دادا کی مان بھی ساقط ہونی چاہئے اور خود دادی دادا کی موجودگی میں اور پڑداد پڑدادی کی موجودگی میں ہوا سطل ساقط نہیں ہو سکتی کہ وہ دادا اور پڑدادا کی جوڑ ہے چونکہ دادی کا رشتہ دادا سے اور پڑدادی کا پڑدادا سے بوسیہ دادا اور پڑدادا کے نہیں ہے بلکہ وہ خود دونوں کی زوجگان ہیں اس واسطہ وہ اون کے ساتھ وارث ہونگے - لیکن دادا کی موجودگی میں پڑدادی ساقط ہو جائیگی کیونکہ دادا کے وسیلہ سے متوفی سے رشتہ رکھتی ہے -

یہ قاعدہ (مسقوط جدات کا) اور صورت میں ہے جبکہ متوفی سے ایک پشت کا فرق ہو - اگر دو پشت کا فرق ہوگا تو دو جدات وارث ہونگی اور اگر تین پشت کا فرق ہوگا تو تین جدات وارث ہونگے -

دادی و نانی چونکہ قریب بین اس واسطے خود تنہا وہ ہی ترکہ کی ستمی ہے پڑنانی کو یا دادی کو مان کا کچھ حق نہیں ہے۔

محبوب کی مثال

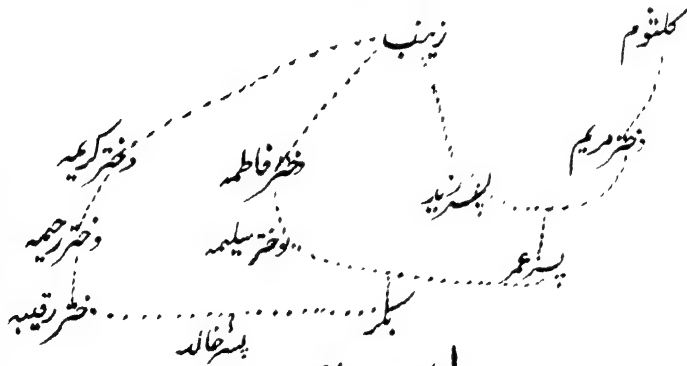
انزید
 باپ دادی پڑنانی
 اس مثال میں گوکہ دادی بوجہ موجود ہونے پرستونی کے محبوب ہے لیکن پڑنانی کو قسط محبوب ساقط اور محبوب کر دے گی کیونکہ پڑنانی اس سے درجہ میں دور ہے۔ کل ترکہ کا وارث صرف باپ ہوگا۔ جسطرح باپ اور دو بہاؤ بہن کی موجودگی میں مان کو $\frac{1}{4}$ ملتا ہے حالانکہ خود بہاؤ بہن باپ کے سامنے ساقط ہو جاتے ہیں سہی طرح اس قاعدہ کو بھی سمجھنا چاہئے۔ اگر بہاؤ بہن ہوتے تو مان کو $\frac{1}{4}$ ملتا۔



دفعہ ۳۰۔ اگر دو یا زیادہ جدات ہوں اور ایک ان میں سے صرف قرابت واحدہ رکھتی ہو جیسی دادی کی ماں اور دوسری دو یا زیادہ رشتہ رکھتی ہو جیسی نانی جو کہ اس مثال میں داد کی ماں ہی ہوتی ہے پس وہ ہی $\frac{1}{4}$ ان دونوں کو بالسا دی دیا جائیگا۔ قرابت کا کچھ لحاظ نہ ہوگا۔



اس مثال میں مسماۃ زینب کی زید اور عمر بیٹے پوتے ہیں اور فاطمہ بیٹی اور سلیمہ
نواسی ہے زینب نے اپنے پوتے عمر کا نکاح سلیمہ سے کر دیا اور بکراوس سے پیدا ہوا
کلثوم کی ایک دختر مریم ہے اور اس کا نکاح زینب کے لڑکے زید سے ہوا اور عمر
اس سے پیدا ہوا پس زینب کے دو قرابت ہیں یعنی بکر کے باپ کے باپ کی مان
ہے اور نیز بکر کی مان کی مان کی مان ہے۔ اور کلثوم صرف ایک رشتہ رکھتی ہے کیونکہ
وہ بکر کے باپ کی مان کی ما ہے پس زینب اور کلثوم کو ۱۶ بالمساوی ملیگا۔
اگر ایک جہ صرف ایک رشتہ رکھتی ہو اور دوسری جہ تین وجوہ سے قرابت
رکھتی ہو تو یہی وہ ہی ۱۶ دونوں کو ملیگا۔ مثلاً۔



باب ۴

عصبات

عصبہ کے لغوی معنی رگ ہے عصب اور پٹہ کے ہیں اور اس سے رشتہ
اور قرابت مراد ہے۔ اصطلاحاً عصبہ کا لفظ اون رشتہ داروں پر حاوی ہے
جو ذوالفروض کے حصہ معینہ دینے کے بعد باقی ماندہ کے مستحق ہوتے ہیں۔ اور وہ
ذوالفروض ایسے ہوں جو عصبہ نہیں بن سکتے مثلاً جرو۔ خاوند۔ مان۔ جدیج
اخیا فی بہای بہن اگر ذوالفروض نہ ہوں تو عصبات کل ترکہ کے مستحق ہوتے ہیں
دفعہ ۱۴۔ عصبات کی دو قسم ہیں۔ اعصبہ نسبہ۔

۲- عصبہ سببیہ (۱)

دفعہ ۳۲ - عصبات سببیہ کی تین اقسام ہیں۔ ۱- عصبہ

۲- عصبہ بغیرہ۔ ۳- عصبہ مع غیرہ۔

دفعہ ۳۳ - عصبہ نفسی وہ مذکر سببی ہوتا ہے جو متوفی سے

بذات خود یا بواسطہ کسی مرد کے رشتہ رکھتا ہو۔ شرح فرائض الجمع

۱- عصبہ سببیہ کا پہلے بیان ہو چکا ہے دفعہ ۳۱ معاینہ کرنی چاہئے۔

دفعہ ۳۴ - عصبات نفسہ کی چار قسمیں ہیں۔ ۱- اجزئیت یعنی

متوفی کی اولاد کو۔ ۲- اصل صیئت یعنی متوفی کی آباد و اجداد کو

سلسلہ متصاعدہ میں کتنی ہی بلند ہوں۔ ۳- جزئیہ یعنی متوفی کے

بہای اور ان کی اولاد کو سلسلہ متزلزلہ میں کتنی ہی پست ہو۔

۴- جزجودہ - یعنی جب کی اولاد کو وہ جد کتنا ہی بلند ہو۔

دفعہ ۳۵ - عصبات میں اول زیادہ ترقیب وارث ہوتا ہے

اور پھر اس سے قریب۔۔

عصبہ نفسہ وہ مرد ہے کہ متوفی کی طرف منسوب کر نہیں عورت داخل نہو اور وہ کسی مرد

کے باعث عصبہ نہیں ہوتا بلکہ بذات اور نفس خود عصبہ ہوتا ہے ایسوج سے اس کو

عصبہ نفسہ کہتے ہیں۔ شریفی۔

مذکر کی شرط اس واسطے ہے کہ عورتیں عصبہ بغیرہ اور عصبہ مع غیرہ ہوتی ہیں نفسہ

نہیں ہوتی۔

جب مرد کے رشتہ کے سلسلہ میں عورت واسطہ دار ہوگی تو وہ مرد عصبہ نہیں ہو سکتا

شدًا مان کی اولاد یعنی اخیانی بہای بہن کہ یہ ذوالفروض میں عصبہ نہیں ہو سکتے کیونکہ

مان واسطہ دار ہے۔ مان کا باپ اور لڑکی کا بیٹا ذوالاوام میں داخل ہیں عصبہ نہیں

۳۸

قاعدہ
بیٹے۔ پوتے

دفعہ ۳۶- متوفی کی اولاد ذکور میں زیادہ تر قریب بیٹا سب
قسم کے عصبات پر مقدم ہے پہراو کے بعد اسکا بیٹا گو کتنا ہی سلسلہ
متزلزلہ میں فروتر ہو۔

ان اقسام اور درجوں میں جو کہ عصبات میں شمار کئے گئے ہیں اول وہ وارث
مستحق ہے جو کہ سب میں زیادہ تر قریب ہے پہر وہ وارث جو اس سے قریب
وارث ہوگا۔ یعنی بموجب قرب درجہ کے وارث کو مقدم ترجیح حاصل ہے اس سے بری
مراد فروع متوفی سے ہے یعنی متوفی کے بیٹے سب وارثین مرجح حق تو ریث رکھتے ہیں پہر
اونکے بیٹے گو سلسلہ متزلزلہ میں کتنی ہی نیچے ہو جائیں۔ سراجی

عصبات میں سب میں مقدم اور زیادہ تر قریب متوفی کا بیٹا ہے پہر پوتا پہر
سکڑ پوتا۔ گو کتنا ہی فروتر ہو۔ فتاویٰ عالمگیری۔

✱ - چاروں اقسام میں فروع متوفی یعنی اولاد ذکور متوفی حسین بیٹا پوتا پڑ پوتا۔
سکڑ پتا وغیرہ داخل ہیں۔ عصبات میں سب پر مقدم ہیں بہر ان میں جو کوئی زیادہ تر قریب
ہوگا اول وہی مستحق ہوگا مثلاً بیٹا زیادہ تر قریب ہے پس اول وہی مستحق ہوگا اور اسکی
موجودگی میں پوتے اور سکڑ پوتے کا کچھ حق نہیں ہے۔ سیطرح پوتے کی موجودگی میں پڑ پوتے کا
کچھ حق نہیں ہے۔ پس علیٰ ہذا۔ عصبات میں ہمیشہ پہلے ترتیب کا خیال رکھنا چاہئے پہر قرب و
بعد کا اور بہر حق قرابت کا لحاظ ہونا چاہئے یہی تین طرے اصول تقسیم ترکہ کے ہیں۔

دفعہ ۳۷ - پہر اصول متوفی یعنی باپ پہر جد صحیح (گو سلسلہ
بہم اصلہ ای الا اب ثم الجد ای اب الا اب والاب علی۔

سر ولیم جونز نے اپنی کتاب میں لفظ ای جو اقبل اب الا اب کے ہی جوڑ دیا جس سے
اوس کے معنی بالکل غلط ہو گئے ہیں۔ یعنی پہراو کی اصل یا اسکا باپ پہراو کا دادا اور اوکی
اصداد گو کتنی ہی اعلیٰ ہوں۔ اس فقرہ میں انکے کا لفظ نہ کہنا چاہئے تھا کیونکہ سراجی میں لفظ نہ

۴۰
قسم سوم

داخل ہیں اور حقیقی اور علاقائی عصبات میں شمار کی گئی ہیں۔ پس حقیقی بہائی اور علاقائی بہائی اور حقیقی بہائی کی اولاد ذکر اور پھر علاقائی بہائی کی اولاد ذکر سوم قسم کی عصبات میں داخل ہے۔ ان سب میں اول قرب درجہ پھر قوت قربت کا لحاظ رکھنا چاہئے۔ قاعدہ یہ ہے کہ اگر درجہ مساوی الدرہ کے ہوں تو اولین قوت قربت کا لحاظ ہوگا۔ مثلاً حقیقی اور علاقائی بہائی دونوں مساوی الدرہ ہیں لیکن قربت میں کمی و بیشی ہے یعنی حقیقی کو قوت ہے کیونکہ وہ ایک ہے اور باپ سے ہے اور علاقائی ایک ہی باپ سے ہے لیکن ماں دوسری ہے اس واسطے حقیقی بہائی کو ترجیح حاصل ہے اگر مساوی الدرہ نہ ہوں تو قرب درجہ کا لحاظ رکھنا چاہئے مثلاً علاقائی بہائی اور حقیقی بہائی کا لڑکا۔ پس علاقائی بہائی چونکہ زیادہ تر قریب ہے اس واسطے اس کو ترجیح ہے اور حقیقی بہائی کا لڑکا چونکہ اس سے دور ہے اس واسطے وہ ساقط ہوگا۔

دفعہ ۳۹۔ پھر عم حقیقی۔ پھر عم علاقائی۔ پھر عم حقیقی کے بیٹے پھر عم علاقائی کے بیٹے بترتیب صدر۔ پھر ان کے بیٹے اسی ترتیب سے پھر متوفی کے باپ کے اعمام حقیقی پھر علاقائی پھر اسی ترتیب سے انہی اولاد۔ فتاویٰ سر اجیہ۔

فتاویٰ کے اعمام
راہن کے بیٹے
پہلے کے اعمام
دراویج کے بیٹے

✚ پھر متوفی کے دادا کی اولاد یعنی متوفی کے باپ کی حقیقی بہائی پھر علاقائی بہائی پھر باپ کے حقیقی بہائے کے بیٹے پھر باپ کے علاقائی بہائی کے بیٹے گو کہ یہی فرد متوفی کے پھر متوفی کے لڑکا کی اولاد یعنی متوفی کے باپ کا عم پھر اس کا بیٹا۔ در المختار

متوفی کے اعمام در اولت بعد متوفی کے باپ کے اعمام در پھر متوفی کے دادا کے اعمام میں یہ ہی قاعدہ ملحوظ رکھنا چاہئے یعنی اول قرب درجہ پھر قوت قربت کا اعتبار کرنا چاہئے پس متوفی کا عم باپ کے عم اور باپ کا عم دادا کے عم پہلو بہ قرب درجہ کے مقدم ہوا یہی قاعدہ ان تمام کی اولاد میں مرعی رہے گا نیز لکھی

۴۱

دفعہ ۴۰ - پیردادا کے اعمام پیراونکی اولاد بترتیب مذکورہ گوکتنی ہی فردتر ہو۔ درالمختار

قاعدہ
دادا کے اعمام
اور اونکی بیٹے

اشخاص مذکورہ کے ساتھ درنلے ذیل ہی متعلق سمجھ چاہئیں

دفعہ ۴۱ - پیرپڑدادا کے باپ کی اولاد پیرسکڑدادا کے باپ کی اولاد - اور سیطیح بترتیب صدر -

قاعدہ
پڑدادا کے
اعمام اور
سکڑدادا کے
اعمام -

شرح محمدی کے بموجب ایسے شخص کے (جو بلا وصیت فوت ہوا ہو) متوفی کے پڑدادا کی اولاد ذکر و دخل عصبات ہے اور وہ لبسقوط متوفی کی حقیقی بہن کی اولاد کے بشرطیکہ وصیت اس کے حق میں نہ ہو وارث ہوگی۔

عصبات میں نہایت ہی قریب بیٹا ہے پیرپوتا پیراوس سے فردتر گوکتے ہی بیچے ہو۔ پیرباپ - پیردادا - گوکتنا ہی اعلیٰ ہو۔ پیرحقیقی بہائی - پیرعلاتی بہائی پیرحقیقی بہائی کا لڑکا - پیرعلاتی بہائی کا لڑکا - پیرحقیقی عم - پیرعلاتی عم - پیرحقیقی عم کا بیٹا - پیرعلاتی عم کا بیٹا - پیرباپ کا حقیقی عم - پیرباپ کا علاتی عم - پیرباپ کے حقیقی عم کا بیٹا - پیرباپ کے علاتی عم کا بیٹا - پیردادا کا عم - پیراوس کا بیٹا گوکتنا ہی فردتر ہو۔ فتاویٰ عالمگیری -

شریفی اور نیز فتاویٰ عالمگیری میں دادا کی اعمام اور اوس کے فروع کا ذکر پیردادا کے اعمام کا کچھ ذکر نہیں ہے لیکن ہمارے ناسل مصنف ابو شاما چرن سرکار نے اپنے لکچر میں دفعہ ام کتاب ہذا کو بطور منیر دفعہ ۴۰ کے لکھا ہے جس سے اُنہی وقت اور نصیح ہوگئی۔ مسٹر بیلی کے صفحہ ۶۹۱ میں دادا کے اعمام اور اوس کی اولاد کا ذکر کیا گیا ہے۔

دفعہ ۴۲ - عصبات بغیر وہ چار عورتیں ہیں کہ جن کا حصہ نصف

عصبات بغیر

۴۲

اور دو ثلث ۳ مقرر ہے۔ یعنی بیٹیان۔ پوتیان۔ حقیقی بہنیں۔
 علاقائی بہنیں۔ انہیں سے ہر ایک اپنے اپنے بہائی کے ساتھ عصبہ بن جاتی ہے
 عصبہ بغیرہ وہ عصبہ ہے جو باعث دوسرے شخص کے عصبہ بن جاوے اور
 وہ شخص خود عصبہ بنفسہ ہو اور یہ ذوالفروض ہو مثلاً بیٹا اور بیٹی۔ پس بیٹا
 عصبہ بنفسہ ہے اور بیٹی ذوالفروض ہے لیکن اپنے بہائی کے ساتھ عصبہ بن گئی
 (لفظ ملی بغیرہ میں الصاق کے واسطے آیا ہے اور الصاق ملصق اور ملصق
 کے درمیان بغیر شرکت کے نہیں ہو سکتا پس ملصق بہ کا عصبہ ہونا ایک لازمی
 امر ہے) حاشیہ شریفی۔

ان میں سے بیٹیان اپنے حقیقی بہائیوں کے ساتھ عصبہ بن جاتی ہیں۔ سیطرح
 پوتیان بھی پوتوں کے ساتھ (گو وہ پوتا فرد تر ہو) عصبہ بن جاوے گی۔
 حقیقی بہنیں اپنے حقیقی بہائیوں کے ساتھ عصبہ بن جاوے گی۔ اور
 سیطرح علاقائی بہنیں بھی اپنے بہائیوں کے ساتھ عصبہ بن جاوے گی۔

(مصنف نے جو بیٹیان پوتیان وغیرہ جمع کے صیغہ میں لکھی ہیں اس سے مراد
 اور جمع دو نومرا ہیں)۔ وہ عورتیں جو ذوالفروض نہیں ہیں وہ ہر گز اپنے
 بہائیوں کے ساتھ عصبہ نہیں بن سکتی۔ مثلاً عمہ اور عم۔ کہ چچا بالکل اوتربہا
 وارث ہوگا اور عمہ اپنے باپ کی بہن کو کچھ نہیں ملیگا۔ سیطرح دختر عم۔
 دختر برادر وغیرہ ذوالفروض نہیں ہیں اور نہ وہ عصبہ بن سکتی ہیں۔ شریفی
 دفعہ ۴۴۔ عصبہ مع غیرہ وہ عورتیں ہیں جو عورتوں کے وسیلہ
 سے عصبہ بن جاتی ہیں۔

عصبات غیر

عصبہ مع غیرہ میں لفظ ”مع“ (جس کا معنی ساتھ کے ہیں) قرآن یعنی
 نزدیکی کی واسطے آیا ہے اور قرابت بغیر مشارکت کے ہو سکتی ہے پس اس قاعدہ سے

یہ ضرور ہوا کہ وہ عورت جسکے وسیلہ سے عصبہ بنی خود عصبہ نہ ہو بلکہ ذوالفرص
ہو مثلاً حقیقی اور علائی بہنیں بیٹی اور پوتی کے ساتھ عصبہ بن جاتی ہیں
اور خود بیٹی اور پوتی عصبہ نہیں ہیں بلکہ ذوالفرص ہیں پس اول بیٹی یا
پوتی کو جیسی کہ صورت ہے انکا حصہ مقرر کر دیکر باقی ماندہ حقیقی بہن یا علائی
بہنوں کو دینا چاہئے کیونکہ عصبہ باقی ماندہ کا مستحق ہوتا ہے۔ واحد کا طلب
جمع پر ہی جائز ہے۔ ۱۔ اشلہ ذیل ملاحظہ کرنی چاہئیں۔

زید کی پوتی موجودگی ہو

مسلہ | زید
دختر دختر دختر لیسر حقیقی بہن علائی بہن دختران ساقط ہو اور
ا ساقط ا ساقط ا ساقط علائی بہن کو حقیقی بہن
کی موجودگی میں کچھ نہیں ملیگا۔ دو نو بیٹیوں کا حصہ $\frac{1}{2}$ ہے اور باقی ماندہ ایک
 $\frac{1}{2}$ حقیقی بہن کو عصبہ بنا ملیگا۔ پس ہایداد کے $\frac{1}{3}$ حصہ کر کے ایک حصہ حقیقی
بہن کو اور ایک ایک حصہ ہر دو دختران کو ملیگا۔

زید				
دختر	دختر لیسر	حقیقی بہن	علائی بہن	علائی بہن یا
$\frac{1}{2} = ۳$	$\frac{1}{4} = ۱$	$\frac{1}{2} = ۲$	ساقط	ساقط

تبانیہ متفق و دلائل متفق و کتاب و تدبر و تدبر المدبر اور ذی رحم کا بیان بوجہ عدم
ضرورت کے متردک کیا گیا۔

باب ۵

عجب کے بیان میں

فصل ۱ عجب نقصان کے بیان میں

دفعہ ۲۴ - عجب نقصان سے یہ مراد ہے کہ جو حصہ کسی وارث کو بوجہ وراثت مل سکتا ہو اس میں بسبب موجود ہونے کسی اور وارث کے کہ یہ قدر نقصان عاید ہو۔

دفعہ ۲۵ - عجب نقصان پانچ اشخاص کے واسطے ہے - شوہر - بیوہ - مادر - دختر - ہمشیرہ - علاتی -

فصل ۲

عجب حرمان کے بیان میں

دفعہ ۲۶ - عجب حرمان اس صورت میں واقع ہوتا ہے جب دار ثلوث میں بخلہ اسباب عدم قابلیت مثل غلامی وغیرہ کوئی سبب موجود ہو یا کوئی ایسا وارث حایل ہو جس کے نہ ہونے کی صورت میں وہ ویدار کو تہہ کہ پہنچ سکتا ہو لیکن وہ اسکے توسط کے باعث ورثہ نہیں پاسکتا -

دفعہ ۲۷ - عجب حرمان میں دو فریق ہیں -

دفعہ ۲۸ - ایک فریق ایسا ہے کہ اسکو کبھی عجب حرمان نہیں ہوتا وہ

* عجب بالفق حائے مہلہ و سکون جیم ہے لغوی معنی اسکے منع کر دینے ہیں اصطلاحی معنی اسکے یہ ہیں کہ کسی وارث کو بوجہ دوسرے وارث کے اسکے حصہ مقررہ سے کٹا یا جزا مانع ہو فی اصطلاح اہل ہذا العلم منع شخص معین عن میراثہ ما کله او بعضہ بل وجود شخص اخر - شرعی

۲۴
عجب نقصان

عجب حرمان

چہہ اشخاص ہیں پس۔ پدر۔ شوہر۔ دختر۔ مادر۔ زوجہ
گو کہ بعض صورتوں میں عجب نقصان ہو جاتا ہے۔

دفعہ ۴۹۔ دوسرا فریق ایسا ہے کہ عجب حیران بعض صورتوں میں
اوسکو عاید ہوتا ہے۔ وہ سوائے ان چہہ اشخاص کے ہیں خواہ عصبیات
ہوں خواہ ذوالفروض کہ یہ اشخاص کبھی وارث ہوتے ہیں اور کبھی مجرب
بجرب حیران ہوتے ہیں۔

اس دفعہ سے دو قاعدہ متعلق ہیں۔ اول یہ کہ اگر کوئی شخص سوائے
اولاد مادر کے بالواسطہ ستونی کی طرف منسوب ہو اور ذی الواسطہ ہی موجود ہو تو یہ
شخص یعنی ذی الواسطہ وارث نہیں ہو سکتا اسکی موجودگی میں (یعنی واسطہ کی
موجودگی میں مثلاً بیٹا اور پوتا ستونی کا موجود ہے پس پوتا موجودگی پس ستونی
کے وارث نہیں ہو سکتا اسطرح ہر ایک جگہ اس قاعدہ پر عمل کرنا چاہئے۔

مسئلہ			مسئلہ		
پڑا	پڑا	پڑا	پڑا	پڑا	پڑا
م	ا	م	م	ا	م

مسئلہ			مسئلہ		
پڑا	پڑا	پڑا	پڑا	پڑا	پڑا
م	ا	م	م	ا	م

وجہ استثنا اولاد ام کی اس قاعدہ سے یہ ہے (اور اولاد ام سے غرض
برادران و ہمیشہ رگان احیائی ہیں) حالانکہ اولاد ام مافیہ میں ترکہ کے
ستنی ہوتی ہے۔ مثلاً۔

مسئلہ		
مادر	برادر	ہمیشہ رگان احیائی
ا	م	ا

کل ترکہ کا مستحق ہوتا ہو تو مدلی کو اس کی موجودگی میں کچھ اسحقاق نہیں ہے مثلاً۔

۴۴
تلاش اول

مثلاً

مثلاً

زوجہ - پسر - بنیرہ - جد پسر پدر - پسر بنیرہ

اگر شخص مدلی بہ کل ترکہ کا مستحق نہ ہو مگر اتحاد سبب پایا جائے (جیسے ما اور نانی یا باپ اور دادا کا بائین اتحاد سبب ہے) پس اس صورت میں بھی مدلی کا کچھ اسحقاق باقی نہیں رہتا۔ مثلاً۔

مثلاً

مثلاً

ما - نانی - پسر باپ - دادا - پسر بنیرہ

اگر اتحاد سبب نہ ہو اور مدلی بہ ہی جمیع ترکہ کا مستحق نہ ہو پس اس صورت میں مدلی بیشک مستحق ترکہ کا ہو گا۔ مثلاً برادران ہم شیرہ لے اخیانی اور مادر متوفی۔

مثلاً ۹

برادر اخیانی برادر اخیانی ہم شیرہ اخیانی - مادر
 $3 = 3 \times 1$ $6 = 3 \times 2$
 ۳ ۲ ۲ ۲
 اس مثال میں متوفی کی ما جمیع ترکہ کی مستحق نہیں ہے اور مدلی بہ ہی اور اولاد مدلی ہے۔ لیکن چونکہ مدلی و مدلی بہ بین اتحاد سبب نہیں ہے اس سبب سے

مدلی صیغہ اسم مفعول کا ادلا سے ہوا اسکے معنی نصاب اور توسل کے ہیں اور مدلی بہ وہ شخص ہے کہ اسکے باعث نصاب حاصل ہو اور مدلی وہ ہے کہ منتسب ہو دے دوسرے شخص کی طرف مثلاً دادا انیت بیثیت کی مدلی ہوا اور باپ جو کہ وسط اور باپس انیت کا ہے مدلی بہ

مدلی کو اتحقاق ارث باقی رہا۔

جو شخص قریب ہے وہ مستحق ہو گا نہ بعید جیسا کہ باب عصبیات میں مذکور ہوا
پس عصبیات میں شخص بعید موجودگی قریب وارث کے محبوب ہو جاتا ہے خواہ
اتحاد سبب ہو یا نہ ہو۔ مثلاً

غیر اتحاد کی مثال

مثال اتحاد سبب کی

سلسلہ

سلسلہ

پدر برادر

دختر دختر دختر پسر

اس طرح ذوالفروض میں ہی جبکہ اتحاد سبب ہو شخص قریب وارث ابعد کو محبوب
کر دیتا ہے مثلاً

سلسلہ

سلسلہ

دختر دختر دختر پسر

مادر دامی پسر

م

م

سلسلہ

سلسلہ

برادر اخیانی پدر جد

ہمشیرہ بی ہمشیرہ بی بی - ہمشیرہ علانی

وقفہ ۵۰۔ شخص محروم دوسرے وارث کو محبوب اور محروم الارث
نہیں کر سکتا ہے۔ مثلاً

سلسلہ

شوہر برادر اخیانی ہمشیرہ اخیانی پسر کافر محروم

دفعہ ۵۱۔ شخص مجرب الارث دوسرے وارث کو مجرب اور محروم کر سکتا ہے۔ مثلاً۔

نانا چونکہ مجرب الارث بسبب
پرستونی کے ہے اس واسطے
اس کے بچے نانی کو مجرب کر دیا

مسئلہ
پدر ۴
نانا ۲
بچہ نانی ۴

باب ۶

مخارجِ فروض کے بیان میں

دفعہ ۵۲۔ نصف۔ ربع۔ ثلث۔ ثلثان۔ ثلث۔ سدس
یہ چھ حصّہ قرآن میں مذکور ہیں *

* مخارج جمع صحیح ہے (مراد اس سے موافق خروج ان فروض مستہ کی ہی اعداد سے)
مخرج اسی عدد کو کہتے ہیں جس سے کوئی کسبی حصّہ مثلاً نصف یا ثلث یا ربع صحیح نکل سکے
* فروض مستہ مذکورہ دو قسم ہیں۔ ۱۔ نصف و ربع و ثلث۔ ۲۔ ثلثان و ثلث
اور سدس بنابر تضعیف و تنصیف کے۔

پس جو وقت کہ ایک ایک ان فروض مستہ میں سے کسی مسئلہ میں آجائے تو اس کے
ہنام کو اس کا مخارج جاننا چاہئے۔ مگر نصف کہ اس کا ہنام دو ہے ربع کا ہنام ربع اور ثلث کا
ہنام ثلث اور سدس کا ہنام ستہ اور ثلثان کا ہنام ثلث و ثلث کا ہنام ثلثان ہو پس اگر
ان فروض میں سے کوئی ایک ایک مسائل میں آئے تو اس صورت میں مخارج فروض اس کا ہنام ہوگا
جیسا کہ مثال سے ظاہر ہوا۔ اور اگر ایک نوع کے فروض مسائل میں شامل ہوں مثلاً ایک ارث ثلث کا
اور دوسرے سدس اور ثلثان کا متعلق ہو ایک شخص ربع کا اور دوسرے ثلثان کا متعلق ہو تو اس صورت میں
کہ مسئلہ بزرگ عدد سے کرنا چاہیے چھوٹے حصّہ کے ہنام کو مخارج فروض جاننا چاہئے مثلاً نصف اور ربع
میں چھوٹا عدد ربع ہو پس جس مسئلہ میں یہ دونوں شامل ہوں تو مسئلہ یا جمع فروض چاہئے کہ ہنام ربع ہو کرنا چاہیے

ہدایت
مخارج
ہنام کے باب
ن سراجی کی
مخارج بعض
میں احباب
سے لکھی ہے
مذہبی رائے
ن ناظرین ہیں
ہام کے اور مخارج
میں کو جہاں
مخارج بعض
باب پر جمع
چندہ مسلک
کہتے ہیں ہر
مخارج و ثلثان
نوع
مخارج ہنام
و حصّہ بین
مذہبی طریقے
میں لکھنے
قاعدہ میں
کہتے ہیں کہ
و یکہ میں ہدایت
مذہب کو
ناظرین و
مخارج ہنام

۱۹

دفعہ ۵۳ - اگر ورثا نصف ترکہ کے مستحق ہوں تو مسئلہ دو

سے کرنا چاہئے۔ مثلاً ^{مسئلہ} ~~شہر~~ ^{بغیر بیٹی} ~~شہر~~ ^{کیونکہ مخج نصف دو}

دفعہ ۵۴ - اگر وارث راجع کا مستحق ہو تو مسئلہ چہار سے ہوگا۔ مثلاً

~~شہر~~ ^{مسئلہ} ~~شہر~~ ^{مخج چہار ہے}

^{مسئلہ ۸}
~~شہر~~ ^{شہر} ^{پسر} ^{پسر کافر} +

$$۶ = ۲ \times ۳ \quad ۲ = ۲ \times ۱$$

مخج چہار ہے اور بعد دینے حصہ شہر کے تین باقی رہے مگر تین دونوں کو بہر

بلا کہ تقسیم نہیں ہو سکتے اس واسطے حسب قاعدہ تصحیح مسئلہ کو (یعنی ۴) اگر دس میں

(یعنی ۲) میں ضرب دیا جاوے ضرب ۸ ہوئے اوس میں راجع یعنی ۲ سہام شہر

کو پہنچے اور ۳ ہر واحد پسر کو ^{مسئلہ}

~~شہر~~ ^{مسئلہ} ~~شہر~~ ^{چہا} ^{زود} ^{نہی} ^{کیونکہ نوالا تمام}

دفعہ ۵۵ - اگر وارث ثمن کا مستحق ہو تو اس صورت میں

مسئلہ آٹھ سے ہوگا۔ مثلاً ^{مسئلہ} ~~شہر~~ ^{زود} ^{مخج آٹھ ہے}

دفعہ ۵۶ - اگر وارث صرف ثلث کا مستحق ہو پس چونکہ ہمنام ثلث

ثلث ہے اس واسطے مخج فروض تین سے ہی ہوگا۔ مثلاً -

~~شہر~~ ^{مسئلہ} ~~شہر~~ ^{بہادر} ^{بہادر} ^{مسئلہ} ~~شہر~~ ^{بہادر} ^{مسئلہ} ~~شہر~~ ^{بہادر}

دفعہ ۵۷ - اگر ورثا ثمنان کے مستحق ہوں تو یہی مسئلہ تین سے

ہوگا۔ مثلاً - ~~شہر~~ ^{مسئلہ} ~~شہر~~ ^{بہادر} ^{بہادر} ^{مسئلہ} ~~شہر~~ ^{بہادر} ^{مسئلہ} ~~شہر~~ ^{بہادر}

اس مثال میں چونکہ پسر کافر ہے اس واسطے حسب شرع اسلام مردم ہے اور ترکہ سے اس کو کچھ نہیں پہنچتا مگر بموجب قانون انگریزی اس کا حال ہم مفصل بیان کر چکے ہیں چونکہ تبدیل مذہب کی وجہ سے وارث ترکہ کو مردم نہیں ہوتا اس واسطے مردم کو گودہ کافر ہی ہو گیا ہے مگر ترکہ کا مستحق ہوگا۔

دفعہ ۵۸ - اگر وارث سدس کا مستحق ہو۔ تو مسئلہ چہ سے ہوگا
دفعہ ۵۹ - اگر وراثت نصف اور ربع کے مستحق ہوں پس مخج فروض
چہ ہوگا۔ مثلاً۔

شوہر ۱
دختر ۲

دفعہ ۶۰ - اگر نصف وراثت کے حقدار ہوں پس اس صورت میں
مخج فروض آٹھ ہوگا مثلاً

زوجہ ۱
دختر ۲

دفعہ ۶۱ - اگر وراثت اور سدس کے مستحق ہوں پس مسئلہ
چہ سے ہوگا۔ مثلاً

مسلکہ ۱
ردالی مسئلہ ۲
مادر ۳
ہمیشہ ۴
ہمیشہ اجافی ۵

دفعہ ۶۲ - اگر دو ثلث اور سدس کے حقدار موجود ہوں پس مسئلہ
۶ سے کرنا چاہئے۔ مثلاً

مسلکہ ۱
ردالی ۵
مادر ۲
ہمیشہ ۳
ہمیشہ عینی ۴

دفعہ ۶۳ - اگر ثلث اور دو ثلث کے حقدار ہوں پس مسئلہ تین سے
کرنا چاہئے مثلاً

مسلکہ ۶
ہمیشہ عینی ۱
ہمیشہ اجافی ۲
ہمیشہ ۳
۱ ۲ ۳ ۴

دفعہ ۶۴ - اگر نصف ثلثین اور ثلث اور سدس کے ساتھ یا بعض ان
فروض کے ساتھ شامل ہو جائے تو اس صورت میں یہی مسئلہ چہ
سے کرنا چاہئے *

* اگر ربع اول کے فروض میں سو نصف دوسرے ربع کے فروض کے ساتھ شامل ہو جائے یعنی حقدار ثلثانے
ہوں کہ ایک کا حصہ نصف ہو اور دوسرے کا سدس یا ثلث خواہ ربع ثانی کے کل یا بعض فروض کے
ساتھ شامل ہو تو اس صورت میں قاعدہ یہ ہو کہ مسئلہ چہ سے کرنا چاہئے۔

سئلہ		مسئلہ		نقول الی ۷	
شوہر	۳	ہمشیرہ عینی	۲	ہمشیرہ عینی	۳
مسئلہ ردالی ۵		مسئلہ نقول الی ۹		شوہر	
۲	مادر	۳	ہمشیرہ عینی	۳	ہمشیرہ عینی
مسئلہ عول ۱۰		شوہر		ہمشیرہ عینی	
۳	شوہر	۳	ہمشیرہ عینی	۳	ہمشیرہ عینی
مسئلہ عول ۸		شوہر		ہمشیرہ عینی	
۳	شوہر	۳	ہمشیرہ عینی	۳	ہمشیرہ عینی
دفعہ ۶۵ - اگر ربیع ثلثین اور ثلث اور سدس سے یا بعض ان		مسئلہ		شوہر	
فروض کے ساتھ شامل ہو جائے پس اس صورت میں مسئلہ سے		۳		۳	
کرنا چاہئے - سئلہ -		۳		۳	
مسئلہ عول ۱۷		زوج		زوج	
۳	مادر	۳	زوج	۳	زوج
مسئلہ ردالی ۵		زوج		زوج	
۳	مادر	۳	زوج	۳	زوج
مسئلہ عول ۱۳		زوج		زوج	
۳	مادر	۳	زوج	۳	زوج
مسئلہ عول ۱۳		زوج		زوج	
۳	مادر	۳	زوج	۳	زوج
دفعہ ۶۶ - اگر ثمن - ثلثین اور ثلث اور سدس ایک		زوج		زوج	
مسئلہ میں جمع ہوں یا بعض ان فروض کے حقدار موجود ہوں		زوج		زوج	
پس اس صورت میں مسئلہ ۲۴ سے کرنا چاہئے - مسئلہ -		زوج		زوج	

[illegible]

درثاکے واسطے سهام کافی نہیں ہیں تو عدد تقسیم میں افزایش کیجاتی ہے اور اس افزایش کو عول کہتے ہیں -

دفعہ ۶۸ - اگر ترکہ کو چہ حصوں میں تقسیم کرنا منظور ہو اور اسطرح تقسیم کرنے سے جایدا حصہ داروں کو بلاکہ نہ پہنچ سکے پس چاہئے کہ بجائے چہ حصوں کے ۷ یا ۸ یا ۹ یا ۱۰ سے جیسی کہ صورت ہو مخیر فروض مقرر کر لیں - ہر ایک صورت کی مثال کا معانیہ کرنا چاہئے) ***

دفعہ ۶۹ - اگر ترکہ کو بارہ حصوں میں تقسیم کرنا منظور ہو اور اسطرح تقسیم کرنے سے جایدا حصہ داروں میں بلاکہ نہ پہنچ سکتی ہو تو بجائے بارہ حصوں کے ۱۳ یا ۱۵ یا ۱۷ ہو سکتے ہیں -

مسئلہ عول ۸	مسئلہ عول ۸
شوہر - ہمشیرہ عینی مادر ۱	شوہر ۳ ہمشیرہ عینی ہمشیرہ خجانی ۳
مسئلہ عول ۹	مسئلہ عول ۹
شوہر ۳ ہمشیرہ عینی ہمشیرہ خجانی ۲	شوہر ۳ ہمشیرہ عینی ہمشیرہ خجانی ۲
مسئلہ عول ۱۰	مسئلہ عول ۱۰
شوہر ۳ ہمشیرہ عینی مادر ۱ ہمشیرہ خجانی ۲	شوہر ۳ ہمشیرہ عینی مادر ۱ ہمشیرہ خجانی ۲
+ لیغہ بارہ کا عول ۱۳ یا ۱۵ یا ۱۷ تک ہو سکتا ہے مثلاً -	
مسئلہ عول ۱۳	مسئلہ عول ۱۳
زوجہ ۳ ہمشیرہ عینی ہمشیرہ خجانی ۲	زوجہ ۳ ہمشیرہ عینی ہمشیرہ خجانی ۲
مسئلہ عول ۱۷	مسئلہ عول ۱۷
زوجہ ۳ ہمشیرہ عینی ہمشیرہ خجانی ۲	زوجہ ۳ ہمشیرہ عینی ہمشیرہ خجانی ۲

دفعہ ۷۰۔ اگر ترکہ کو ۲ حصوں میں تقسیم کرنا منظور ہو اور سطح تقسیم کرنے سے جایداد حصہ داروں کو بلا کر نہ پہنچتی ہو تو بجائے ۲ حصوں کے ۲ تک بٹرا سکتے ہیں مثلاً مسئلہ عدول ۲۷

زوجه دفتر دفتر پدر پدر - مادر
۳ ۸ ۸ ۴ ۴

باب ۸

اعداد متماثل اور متداخل کے بیان میں

دفعہ ۷۱۔ اعداد متماثل اُن دو عددوں سے مراد ہے جو باہم مساوی ہوں مثلاً ۶ و ۶ و ۳ و ۳

دفعہ ۷۲۔ اعداد متداخل اُن دو عددوں سے مراد ہے کہ کثیر عدد قلیل عدد پر پورا تقسیم ہو جائے مثلاً ۲ و ۶ و دو داخل ہے چہ بین اوسط دو کو اعداد متداخل کہتے ہیں۔

✦ نسبت چار قسم ہے۔ تامل۔ تداخل۔ توافق۔ تباین

جب ایک عدد کو دوسرے عدد کے ساتھ نسبت کریں پس اگر وہ عددین عدد منسوب الہم مثلاً تین کو جب تین سے نسبت کریں تو منسوب الیہ عددین منسوب ہی اور منسوبین منسوبین پس اس صورت میں ہر ایک عدد متماثل ایک دوسرے کے ہے اور اس نسبت کو نسبت تامل کہتے ہیں۔

۴ اگر ایک عدد دوسرے عدد کی نسبت عین وہ عدد ہو پس ضرور ہے کہ ایک عدد ان میں سے کم اور دوسرا زیادہ ہو گا پس اگر اقل العدین اکثر عدد کو فنا کرے دو بایا یا زیادہ اور کچھ باقی نہ رہے تو اسکو محاسبین کی اصطلاح میں متداخل اور اس نسبت کو نسبت تداخل کہتے ہیں مثلاً تین اور چھ اور چودہ اور بارہ۔

وقفہ ۳۷۔ اعداد متوافق اور دو عددوں سے مراد ہے جنکی تقسیم عدد ثالث سے ہو سکے مثلاً ۸ و ۲۰ عدد دوم دونوں اعداد کو بلاک تقسیم کر سکتا ہے۔

+ اگر اقل عدد و عدد کثیر کو فنا کر سکے تو اس صورت میں دیکھنا چاہئے کہ اگر سوائے عدد واحد کے اور کوئی عدد عا و دونوں کا ہو سکتا ہو یا نہیں اگر تیسرا عدد دونوں اعداد کا فنا کر نہ لالہ ہو پس اور دونوں کو متوافق کہتے ہیں اور نسبت افنای ثالثی ہر دو عدد کی توافق کہلاتی ہے مثلاً چار چہم کہ عدد و دونوں اعداد کو فنا کرتا ہو یہ دونوں عدد متوافق کہلانگے اور ان کے درمیان جربست ہے اسکو نسبت توافق بالنصف کہیں گے ہیطرح سے آٹھ اور بیس کہ رقم چار دونوں کو فنا کرتی ہے اس توافق کو متوافق ساتھ ایک کسور تسعہ کے کہتے ہیں مثلاً متوافق بالنصف یا بالربع یا بالخمیس یا بالسدس یا بالسبعہ یا بالثمان یا بالتہمہ

۴ توافق و قسم ہے اول اگر عدد ثالث کہ عا ہر دو اعداد ہے منایر اقل العددین کہ ہے پس اسکو توافق حقیقی کہتے ہیں۔ دوم اگر عدد ثالث عا اعم منایر اور متوافق لکھتے ہیں کا لیونین مثلاً چار اور آٹھ کہ آہیں تیسہ اور چار کو عا و دونوں اعداد کا فرض کریں پس چار خایر اور متوافق العددین ہے اس صورت میں ایسے توافق کو توافق بالمعنی لاعلم کہتے ہیں چونکہ اس قسم کے توافق میں تداخل بھی داخل ہے اس سبب سے تداخل سے توافق حکمی بھی ملدیتے ہیں اور اسی سبب سے بصورت ثلث سہام اور کثرت سدس کے علمائے خرافین تداخل کو توافق شمار کر لیتے ہیں اور قلت ر دس اور کثرت سہام کی صورت میں تداخل کو اعداد متماثل میں محوب کر کر تامل حکمی کہتے ہیں۔

اگر توافق میں اعداد عا و دونوں کے یا زیادہ پائے جائیں اس صورت میں اکثر اعداد عا کو اعتبار کرتے ہیں مثلاً ۸ و ۲۰ کہ رقم چار ہے دونوں کی عا ہو سکتی ہے

اور نیز رقم دہوی عادی ہو سکتی ہے مگر رقم چار قابل لحاظ ہے اور سیطرح ۱۲ اور
تفاضل کے دریافت کرنے میں کچھ وقت نہیں ہے لیکن تداخل اور توافق اور
تباہی کی شناخت میں کس قدر تامل پایا جاتا ہو اس سبب سے اسکا بھی قاعدہ
بیان کیا جاتا ہے۔ - قاعدہ -

چاہئے کہ عدداً قلیل کو مقسوم علیہ اور عدد کثیر کو مقسوم قرار دیکر تقسیم کریں اگر تقسیم ہلکے ایکہ فوہین یا کئے مراتب میں ہو جائے پس اوصورت میں دونوں عدداً کو متداخل سمجھنا چاہئے۔

اگر اقل عدد و کثیر کو فنا کر کے بلکہ رقم کثیرہ میں کچھ رقم فوق الواحد باقی رہے
پہر اس باقی کو مقسوم علیہ کر کر اور مقسوم علیہ سابق کو مقسوم بنا کر تقسیم کریں اور
اسی طرح عمل کرتے جائیں جب تک عمل ختم ہو جائے اگر اس طریقہ سے ایک دوسرے کو فنا
کرنا جائے پس اوں میں توافق پایا جائیگا اور عدد آخر کو فنا کرنے والا ہودہ ہی
مخرج دقت ہوگا مثلاً ۸ و ۵

۱۶/۲۱ پس اس مثال میں رقم دو مخمخ نصف ہے کہ
۱۶/۲۱ جزو دفع ۸ اور ۵۲ ہے۔

۲۶۱۳ اگر انتہا ہے علی میں مقدم علیہ ۲ ہو پس اور میں
توافق بالغت ہوگا اگر میں توافق بالثلث اگر چار توافق بالربع اگر پنج ہو توافق
بالخمس اگر چھ ہو توافق بالسدس اگر سات ہو توافق بالاسبہ اگر آٹھ ہو
توافق بالثمان اگر نو ہو توافق بالستہ اگر دس ہو توافق بالعشر اور اگر
گیارہ ہو توافق باحد عشر کہلایکا اور علی ہذا القیاس

اگر امتہائے علی میں اعدادِ دین سے ایک باقی رہے پس اون اعداد میں
تباہی ہے مثلاً ۹۰۰ - - فنادی المیراث و شریعی -

دفعہ ۴۷ - اعداد متباین اور دو عددوں سے مراد ہے
جنکی تقسیم عدد ثالث سے نہو سکے۔ مثلاً ۵ و ۹

باب ۹

تفصیل مسائل کے بیان میں

دفعہ ۴۵ - تقسیم کے واسطے سات قاعدہ معین ہیں منجملہ اُن
کے تین پہلے قاعدوں میں یہ لحاظ کیا جاتا ہے کہ سہام اور دس
میں یعنی وارثوں کے عدد کو تعداد حصص سے کیا نسبت ہے
اور باقی چار قاعدوں میں اس طور پر عمل کیا جاتا ہے کہ پہلے وارثوں
کے ہر فریق کی تعداد اور سہام میں مناسبت دیکھی جاتی ہے اور
پھر ان کی تعداد میں -

دفعہ ۴۶ - اگر بعد مقابلہ حصص اور وارثوں کی
تعداد بالکل مساوی ہو پس اس صورت میں کچھ ضرب کی ضرورت نہیں

* اگر سوائے رقم ایک کے اور کوئی عدد دونوں کی عادی نہو سکتی ہو اور دونوں
عددوں کو متباین اور اس نسبت کو نسبت تباین کہتے ہیں مثلاً - تین و چار -
+ تفصیل حاصل ایسے قلیل عدد سے ہے جس سے کم عدد میں سہام مجتمہ مسئلہ بلا کسر
تقسیم نہو سکتے ہوں اور اسکے واسطے سات قاعدہ مقرر ہیں -

قاعدہ اول یہ ہے کہ در بیان عدد دس اور سہام کے نسبت تامل یا تداخل جبکہ
تامل حکمی کہتے ہیں باقی جائے پس اس صورت میں تقسیم بلا کسر ہو جائیگی اور سہام ہی
دس پر بلا کسر منقسم ہو جائیگا۔ مثال تامل حقیقی کی یہ ہے -
مثال تامل حکمی کہ مراد تداخل ہے

مسئلہ
دس و دس و دس

مسئلہ
دس و دس و دس

مثال عول کی

مسئلہ	عول ۱۵/۳۰		
شوہر	پدر	مادر	دختران ۱۶

۶ ۲ ۲ ۱۶
۱۶ دختران اور ۸ سہام مین توافق حکمی بالمشن ہے پس تقسیم ۳۰ سے ہوگی
کیونکہ ۱۶ کا مشن ۲ ہے اور ۲ کو ۱۵ مین ضرب دیا تو تیس ہوئے۔
مثال توافق حقیقی کی

مسئلہ ۳۰			
پدر	مادر	دختران ۱۰	
$\frac{1}{5}$	$\frac{1}{5}$	$\frac{1}{4}$	

۱۰ دختران مین اور ۸ سہام مین توافق بالنصف ہر پس فقہی ردس دختران ۵ ہے
۵ ضرب ۶ جو کہ اصل مسئلہ ہے $۶ \times ۵ = ۳۰$ حاصل ہوئے ۳۰ سے
تقسیم کر کر ابوبین کو یعنی ہر واحد کو پانچ سہام اور دختران کو ۲۰ ہر واحد کو
۲ سہام پہنچی۔

مثال توافق حقیقی کی جہین کہ عول واقع ہوا

مسئلہ	عول ۱۵/۴۵			
شوہر	پدر	مادر	دختران ۶	
$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{4}$	

شوہر متحق ربع ہے والدین متحق سدس ہیں اور چہم دختران متحق دوثلث کے پس مسئلہ
۱۲ سے کر کر ۱۵ کا عول ہوا اور ۶ دختران کی ردس اور ۸ سہام مین توافق بالنصف
ہے پس $۳ \times ۱۵ = ۴۵$ تقسیم ۴۵ سے کر کر ہر ایک کو حسب قاعدہ سہام ۱۵ کر کے پہنچے

۶۱

دفعہ ۷۸ :- اگر نقد اور ثما اور سهام کے مقابلہ سے یہ بات ظاہر ہو کہ بخلمہ دیگر ورثا کے ایک فریق اپنا حصہ بغیر کسر کے نہیں پاسکتا اور انکی نقد اور سهام میں تباہین کی نسبت پائی جاتی ہے پس اس صورت میں اس فریق کی کل نقد اور جو حصہ کس واقع ہوئی اصل مسئلہ میں ضرب دیکر ہر ایک وارث کو پورا پورا ترکہ دینا چاہئے اور اگر مسئلہ میں غول ہو اور پس غول میں ضرب دینا چاہئے +

+ اگر مابین روس اور سهام ایک فریق کے تباہین پایا جائے پس واسطے تصحیح کے جملہ روس کو اصل مسئلہ میں اگر عاید نہ ہو اور اگر عاید ہو تو غول میں ضرب دینا چاہئے -

مثال مسئلہ غیر عاید کی

مسئلہ / ۱۸

شوہر	عبدہ	خواہران اخینامی ستہ
$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{4}$

تین روس خواہران ۱۸ یا فی پر ۱۸ سهام بلا کسر تقسیم نہیں ہو سکتے اور تین اور مابین تباہین کی نسبت ہے اس واسطے $18 = 6 \times 3$ تصحیح ۱۸ سے کر کے بحجب قاعدہ ہر ایک کو بلا کسر سهام پہنچانے چاہیں -

مثال دوسری مسئلہ غول کی

مسئلہ / ۳۰

مسئلہ / ۱۰

شوہر	خواہران عینہ	پدر	مادر	دختران
$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{4}$

اس مثال سے قاعدہ رد و متعلق ہے گو کہ چھ سے مسئلہ کر کے، کاغذ غول کیا جائے

مسئلہ غول / ۳۵

خواہران عینہ ۵

شوہر

دفعہ ۷۹ - اگر مختلف فریقوں کے مقابلہ کے بعد یہ امر ظاہر ہو کہ ایک یا زیادہ فریقوں کے سہام میں کسر واقع ہوئی ہے پس اول یہ امر دیکھنا چاہئے کہ ہر فریق اور اسکے سہام میں کیا نسبت ہے پھر موافق اسکے اصل مسئلہ میں اگر تباہ ہو تو کُل کو اور اگر کوئی نقص ہو تو وفق کو ضرب دیکر تصحیح کرنی چاہئے۔

* ایک فریق سے زیادہ خواہ دو ہوں یا زیادہ ہوں پس اگر سہام ہر ایک فریق کا ادن میں سے ادن کے روس پر بلا کسر تقسیم نہ ہو سکے تو پھر اگر درمیان اعداد روس ایک فریق اور اعداد روس دوسرے فریق کے تامل کی نسبت پائی جاسے تو اعداد ثنائیہ میں سے ایک کو اصل مسئلہ میں اگر غیر عاید ہے در نہ عول میں اگر عاید ہے ضرب دینی چاہئے۔

تمائل روس درمیان روس دوسرے

اول یہ کہ اعداد روس ہر ایک فریق کے دوسرے کے ہم مثل ہو مثلاً ۳ و ۳
 چار و چار - اسطرح سے چار خواہران عینی مستحق تثلین ترکہ کے ہیں اور چار
 خواہران احیائی مستحق ثلث ترکہ کے ہیں مسئلہ ۱۲

خواہران احیائی ۴ - خواہران عینی ۴

۴

۴

مسئلہ تین سے کر کر تصحیح ۱۲ سے کی کیونکہ روس خواہران میں تامل ہے پس

$$۳ \times ۲ = ۱۲$$

اسطرح سے شوہر مستحق نصف کا ہے اور تین خواہران اعیانی تثلین کی مستحق ہیں

اور تین خواہران احیائی مستحق ایک ثلث ترکہ کی مسئلہ چہ سے کر کر عول ۹

کا ہوا - مثلاً

مسئلہ عل ۲۷/۹

شورہر	خواہراعیانی ۳	خواہران اخیانی ۳
$\frac{۳}{۴}$	$\frac{۳}{۱۲}$	$\frac{۳}{۴}$

$$۲۷ = ۹ \times ۳$$

مثال دوم

اگر اعداد ردس بعینہ اودن فریق کے متماثل نہوں لیکن برعایت تو اعداد مذکورہ دفعہ ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ بعض ردس کہ اپنے سہام سے توافق رکھتے ہیں پس پکا دفق دوسرے فریق کے عین اعداد ردس سے تامل رکھتا ہو مثلاً چہ خواہران عینی اور تین خواہران اخیانی مسئلہ تین سے ہو گا۔

مسئلہ ۳ / ۹

۶ خواہراعیانی	خواہراخیانی ۳
$\frac{۳}{۴}$	$\frac{۳}{۴}$

چہ ادرقین میں گو کہ تداخل ہے لیکن درمیان ردس خواہران سستہ اور ان کے سہام کے توافق حکمی بالنصف ہے اور نصف ردس یعنی ۳ باعین ردس ثلثہ خواہران اخیانی کے تامل رکھتا ہے پس $۹ = ۳ \times ۳$

عول کی مثال

مسئلہ عول ۷ / ۲۱

خواہران عینی ۶	جبات ۳	ہمشیرہ اخیانی ۳
$\frac{۳}{۱۲}$	$\frac{۳}{۴}$	$\frac{۳}{۴}$

خواہران کی تعداد اور سہام میں توافق بالنصف ہے پس ہر فریق میں تامل ہے
اس واسطے $۲۱ = ۷ \times ۳$

وقفہ ۸۰ - اگر دارثون کے مختلف فریقوں کے مقابلہ سے ظاہر ہو کہ ایک یا زیادہ فریقوں کے حصہ میں کس واقع ہے اور وہ سب یا بعض آپس میں متداخل ہیں پس اس صورت میں قیاس یہ ہے کہ کثیر عدد ورثا کو اصل مسئلہ سے ضرب دیکر سب وارثون پر بلاک تقسیم کر دینا چاہئے *

* اگر بعض اعداد دروس متعددہ منکسرہ اسہام اعداد دروس بعض فریقوں نسبت متداخل رکھتے ہوں پس اس صورت میں کثیر عدد ورثا کو اصل مسئلہ میں اگرچہ نہاد اگر عاقلہ ہو تو عمل میں ضرب دیکر تقسیم کرنی چاہئے۔ مثلاً -
مسئلہ ۱۴۴

زوجه	زوجه	زوجه	زوجه	۳ جدہ	۱۲ اعام
$\frac{3}{4}$	$\frac{3}{4}$	$\frac{3}{4}$	$\frac{3}{4}$	$\frac{3}{4}$	$\frac{3}{4}$

اس مثال میں ترکہ کو ۱۲ پر تقسیم کر کر اول ہر فریق کی تعداد اور ان کے اسہام میں مناسبت دیکھنی چاہئے مثلاً چار زوجهگان کا حصہ ایک ربع ہے مگر ۱۲ کا ربع تین ہے اور عدد وارث زوجهگان کی تعداد میں نسبت تباین ہے (اگر تباین نہوتی اور نسبت توافق پائی جاتی تو اول التکادف لیتے) تین جدات کا حصہ ستر ہے مگر ۱۲ کا سدس ۲ ہوتا ہے پس یہاں بھی تباین ہے اور ہیطرح اسہام بارہ اعام پر بلاک تقسیم نہیں ہو سکتے اور دروس اور اسہام میں نسبت تباین کی ہے پس اب فریقوں کی تعداد میں مناسبت دیکھنی چاہئے یعنی یہ دیکھنا چاہئے کہ ایک فریق کی کل تعداد کو دوسرے فریق کی کل تعداد سے کیا نسبت ہے اگر متساوی ہو تو عدد کثیر کو اصل عدد تقسیم کے ساتھ حسب ذیل یعنی $12 \times 12 = 144$ ضرب دیا جائے اور زوجهگان کو ایک ربع ۳۶ یعنی ہر واحد کو ۹ اور جدات کو ۲۴ اور اعام کو

۸۲ یعنی ہر واحد کو، سہام پہنچیں گے یہ بھی واضح رہے کہ عدد ۳ و ۱۲ میں داخل ہے اور ۱۲ سب سے کثیر رقم ہے۔

مثال دوسری عول کی

مسئلہ عول ۱۵/۱۸۰

۴ زوج	۳ خواہران صینی	۱۲ - اخوات حینانی
$\frac{۳}{۴}$	$\frac{۱}{۳}$	$\frac{۱}{۱۲}$

مسئلہ ۱۲ سے کر کے ۱۵ کا عول ہو ۱۲ جو اکثر اعداد ہے اور ۳ و ۱۲ میں داخل ہیں اور سکوعول میں ضرب دیگر ۱۲ × ۱۵ = ۱۸۰ سے تفصیل کی گئی۔

مثال دوسری عول کی

مسئلہ عول ۱۳/۱۵۶

۴ زوج	۳ خواہران صینی	۲۲ جدہ
$\frac{۳}{۴}$	$\frac{۱}{۳}$	$\frac{۱}{۲۲}$

کیونکہ ۲۲ اور ۲ میں توافق بالنصف ہے اس واسطے ۱۲ × ۱۳ = ۱۵۶ عول تفصیل

دفعہ ۸۱ - اگر وارثوں کے مختلف فریقوں کے مقابلہ کرنے سے

یہ امر ظاہر ہو کہ ایک یا زیادہ فریقوں کے حصہ میں کسر واقع ہوئی ہے

اور بعض فریق آپس میں متوافق ہیں اس صورت میں قاعدہ یہ ہے کہ ایک

فریق کے اعداد کا وفق دوسرے فریق کی کل تعداد دس سے ضرب دینا

چاہئے حاصل ضرب کو تیسرے عدد میں اگر متوافق ہوں تو کل میں اور

اگر متوافق ہوں تو وفق میں ضرب دینا چاہئے پھر اس حاصل ضرب

کو چوتھے فریق کے وفق یا کل میں اگر وفق نہیں بن سکتا ہو ضرب دینا

چاہئے اور حاصل ضرب کو اصل مسئلہ میں اگر چار فریق سے زیادہ ہوں تو

حسب قاعدہ عمل کرنا چاہئے۔

اگر بعض اعداد ورس متقدّمہ منکسرہ اسہام بعض فریقوں سے توافق کی نسبت رکھتے ہوں یا زیادہ فریقوں سے توافق کی نسبت رکھتے ہوں اس صورت میں وفق اعداد ورس احد المتوافقین کو اعداد ورس آخر فریق کی کل میں ضرب دیں اور پہرہ حاصل ضرب کو وفق اعداد ورس ثالثہ سے ضرب دیں اگر حاصل ضرب اور فریق ثالث میں توافق ہو اگر توافق نہ ہو حاصل ضرب کو کل اعداد ورس دیگر ثالث میں ضرب دیں اور اسی طرح عمل کرتے جائیں پہرہ اس حاصل ضرب آخر کو اصل مسئلہ میں اگر عایدہ نہ ہو ورنہ مول میں ضرب دیں۔

مثال

مسئلہ / ۴۳۲۰

۴ زوجہ	۱۸ دختران	۱۵ جدات	۶ اعمام
$\frac{۳}{۵۸۰}$	$\frac{۱۸}{۲۸۸۰}$	$\frac{۱۵}{۲۷۰}$	$\frac{۶}{۱۸۰}$

اعداد ورس دختران اسہام میں توافق بالنصف ہوا سو اسطے دختران کا وفق ۹ ہوا۔ چہرہ اور چہرہ عم میں توافق بالنصف ہی پس وفق اعمام کو کہ تین ہیں ۳ میں ضرب دیا $۳ \times ۳ = ۹$ ہوئے اور ۹ میں توافق بالثلث ہی ہوئے $۳ \times ۱۲ = ۳۶$ ہوئے اب ۳۶ اور ۱۵ میں نسبت دیکھی تو اس میں ہی توافق بالثلث سے ۳۶ اور ۱۲ $\frac{۳۶}{۱۲} = ۳$ اور ۱۵ $\frac{۱۵}{۳} = ۵$

اسو اسطے $۱۵ \times ۱۲ = ۱۸۰$ کل بقی کے مقابلہ کے بعد حاصل ہوئے اب اسکو اصل مسئلہ

میں یعنی ۴۳۲۰ میں ضرب دیکر تفصیح کرنی چاہئے $۴۳۲۰ = ۱۲ \times ۱۸۰$

سہام زوجہ مفروب $\frac{۳}{۵۸۰} = ۱۸۰$ حاصل $\frac{۱۵}{۲۷۰}$ سہام دختران $\frac{۱۵}{۲۷۰} = ۱۸۰$

۴ × ۱۸۰ = ۷۲۰ حصہ جدات ۱۸۰ × ۱ = ۱۸۰ حصہ اعام
مثال غول کی

مسئلہ	غول ۱۳	۴۶۸
۴ زوجہ	۶ خواہران عینی	۹ جبرہ
۳۸	۲۸۸	۲۲

ر دس خواہران اور سہام میں توافق بالنصف ہوا واسطے ۳ وفق دختران اور
۹ میں تداخل ہے اس واسطے ۴ × ۹ = ۳۶ = ۱۳ × ۴ = ۵۲ سے
تصحیح مسئلہ ہوئی۔

دفعہ ۸۲ - اگر وارثوں کے مختلف فریقوں کے مقابلہ سے جنین
کہ کسر واقع ہے مبانیۃ پامی جائے پس اس صورت میں قاعدہ یہ ہے
کہ اعداد وارثوں کا مقابلہ باہم کیا جائے در صورت تباین کے کل
کے ساتھ اور بحالت توافق ہونے کے وفق کے ساتھ ضرب دینا چاہی
پھر اسکو تیسرے فریق میں اگر وفق ہوتا ہو تو وفق میں ورنہ کل میں
ضرب دیکر اصل مسئلہ میں ضرب دینی چاہئے۔

اگر درمیان اعداد و دس متعدد منکسرۃ السہام کے خواہ بعض خواہ کل فریقوں
میں ایک دوسرے کا مقابلہ کر نیکی بعد تباین پایا جائے پس اس صورت میں اصل
ہر فریق کے دس اور سہام میں نسبت کا لحاظ کر کے بحسب اسکے تباین کی صورت میں
جلد اعداد و دس اعداد فریق کو دوسرے فریق کے کل میں ضرب کر کر حاصل ضرب کو
تیسرے فریق کے کل اعداد میں سیطح سے وفق کا خیال کر کر ضرب دیتے جائیں
کہ دس ختم ہو جائیں پھر اس حاصل ضرب کو اصل مسئلہ میں اگر عاید ہو اگر عالم
ہو غول میں ضرب دیکر حاصل ضرب کو تصحیح مسئلہ سمجھیں اور ہر فریق کو پورے پورے

سہام معصوم کمریہ چاہئیں مثلاً

مسئلہ مثال مسئلہ غیر عالمیہ

دو زوجہ	۶ جہدہ	۱۰ دختران	۷ اعمام
۳	۴	۱۶	۱

۲ زوجگان اور ۶ جدات اور ۱۰ دختران اور ۷ اعمام ہیں پس اس صورت میں سب قاعدہ ترکہ ۲۴ سے تقسیم ہوگا مگر پہلے یہ ضرور ہے کہ وارثوں اور ان کے سہام کی تعداد میں لحاظ ہر فریق کے مناسبت دیکھی جائے صورت مذکورہ میں دو زوجگان کا حصہ ایکشن یعنی تین سہام ہوتے ہیں اور عدد تین اور ۲ میں نسبت تباین ہے اس واسطے کل عدد یعنی ۲ کو جدات کے وفق میں لینے ۳ کے کٹا ضرب دیا کیونکہ چھ جدات کا حصہ سدس ہے اور ۲ کا سدس ۴ ہے اور ۲ و ۶ میں توافق بالنصف ہے پس اعداد جدات کا وفق ۳ x ۲

عدد زوجگان مساوی ہوے ۲ x ۳ = ۶ - دس دختران کا حصہ دو ٹکٹ ہے یعنی ۱۶ اور ۱۶ و ۱۰ میں توافق بالنصف ہو لہذا نصف دس دختران یعنی ۵ x ۶ = ۳۰ اور ۷ اعمام کے واسطے ایک باقی رہا ہے اور ۷ میں اور ایک میں تباین ہے لہذا کل عدد دس کو یعنی ۷ x ۳۰ = ۲۱۰ - اب اسکو کل عدد تقسیم میں ضرب دینا چاہئے ۲۱۰ x ۲۴ = ۵۰۴۰ پہر کل درشا کو حسب قاعدہ ترکہ تقسیم کر پورا پورا حصہ دینا چاہئے۔

مثال عول کی

مسئلہ عول ۷ / ۷۳۵

۷ خواہران عینی	۵ خواہران اضافی	۳ جہدہ
$\frac{۲۴۰}{۷۳۵}$	$\frac{۲۰}{۷۳۵}$	$\frac{۱}{۱۰۵}$

$$۷۳۵ = ۷۴۱۰۵ \text{ اور } ۱۰۵ = ۳ \times ۵ \times ۷$$

باب ۱۰

ہر فریق کے حصص کے دریافت کرنا

واقعہ ۸۳۔ جب کل تعداد اور حصّوں کی جنہر ترکے کو تقسیم کرنا منظور ہو معلوم ہو جائے تو طریقہ دریافت کرنے حصص وارثوں کے ہر فریق کا یہ ہے کہ جو حصص ان کے واسطے ابتداء قرار پائے ہوں انکو اوس عدد کے ساتھ ضرب دینا چاہئے جس کے ساتھ اصل حصص کی تعداد مجموعی کو ضرب دیا ہو۔

پہلے قاعدہ بشرح و بطن بیان کر کے قاعدہ دریافت ہم ہر فریق کا بیان کیا جائے گا اگر نتیجہ کے بعد یہ امر منظور ہو کہ ہر فریق کا حصّہ نتیجہ سے کس قدر ہوتا ہے پس اس صورت میں یہ قاعدہ ہے کہ جو کچھ کہ ہر فریق کو اصل مسئلہ سے اور عول کی صورت میں عول سے پہنچا ہو اوسکو اوس مضروب میں (جو کہ واسطے نتیجہ مسئلہ کے اصل مسئلہ میں یا عول میں ضرب کیا ہو) ضرب دینا چاہئے حاصل ضرب حصّہ اوس فریق کا ہو گا۔ اس قاعدہ کی واسطے ایک آسان تمثیل لکھی جاتی ہے۔

مسئلہ ۱۸۰

۵ دختران	۳ جدات	۳ عم
$\frac{۱}{۱۰}$	$\frac{۱}{۱۰}$	$\frac{۱}{۱۰}$

اس مثال میں ترکہ چھ حصّوں میں تقسیم کرنا چاہئے منجملہ اوس کے ۴ یعنی دو ٹولٹ

۵ دختران کو دینا چاہئے لیکن ۵۰ میں تباہین ہے اور تین جدات اور ایک سدس میں یعنی ایک سہام میں ہی تباہین ہے اور ۵ دختران کی روس اور تین جدات کی روس میں ہی تباہین ہے لہذا $۵ \times ۳ = ۱۵$ ہوئے۔

اور ۲ اعمام اور ایک سدس میں ہی تباہین ہے اس واسطے ۵ کل نقد اور ۵ دختران کو کل نقد اور جدات میں ضرب دیکر حاصل ضرب کو نقد اور ۵ اعمام میں ضرب دینا چاہئے $۵ \times ۳ \times ۲ = ۳۰$ ۔ اس ضرب سے ۳۰ حاصل ہوئے اب اسکو اصل مسئلہ میں ضرب دیا $۳۰ \times ۶ = ۱۸۰$ تو ۱۸۰ ہوئے اصل مسئلہ سے ۵ دختران کا حصہ ۴ تھا اب ۴ کو ۳۰ میں ضرب دیا $۴ \times ۳۰ = ۱۲۰$ یہ دختران کا حصہ ترکیمین سے بخلہ ۱۸۰ سہام کے ہوا اور تین جدات کو اصل مسئلہ سے ایک ملا تھا اب اسکو ۳۰ میں ضرب دیا تو تیس رہے $۳۰ \times ۱ = ۳۰$ یہ حصہ جدات کا ہے ۲ اعمام کو اصل مسئلہ سے ایک پہنچا تھا جب اسکو ۳۰ میں ضرب دیا تو وہ ۳۰ ہی رہے $۳۰ \times ۱ = ۳۰$ یہ اعمام کا حصہ ہوا۔

پس اس مثال ۳۰ جو بعد ضرب روس ہر فریق کے حاصل ہوا ہے اور اس کو اصل مسئلہ میں ضرب دیکر نتیجہ کی ہے اسکو مضروب اور تقار و مجموعی درنا سے تقیر کی گئی ہے ہر جگہ جب حصہ ایک فریق کا لگانا منظور ہو تو اس کے حصہ کو جو اصل مسئلہ سے یا عدول سے پہنچا اسکو اس کے مضروب سے ضرب دیکر اس کا حصہ دریافت کر لینا چاہئے جیسا کہ اس مثال سے واضح ہوا

باب ۱۱

ہر وارث کے حصہ کے دریافت کرنا

صفحہ ۸۴۔ اگر دریافت کرنا ہر وارث کے حصہ کا بخلہ مختلف فریقوں کے جدا جدا منظور ہو تو یہ دیکھنا چاہئے کہ ہر فریق کی تعداد

۷۱

اوں سہام کی تعداد کے ساتھ جو ہر فریق کے واسطے آخر کار قرار دیا جائیگا
جائین کتنی مرتبہ ضرب دیا جاسکتی ہے مثلاً - مثال گذشتہ میں ۵
دختران کا حصہ ۱۲۰ ہے اور انکی تعداد ۵ ہے جب $۱۲۰ \div ۵ = ۲۴$ ہوگا
ہے تو ہر ایک دختر کا حصہ ۲۴ ہوگا۔

• ہر فریق کی تعداد کو اوں سہام پر جو اوس فریق کے واسطے آخر کار قرار
دیئے جائیں تقسیم کرنے سے جو کچھ کہ حاصل ہوا اسکو حصہ ہر فرد وارث کا سمجھنا
چاہئے۔ $\frac{۲۴}{۱} = \frac{۱۲۰}{۵}$ قاعدہ سوم

یہ بھی قاعدہ ہے کہ کل فریقوں کے روس کو حسب قاعدہ مابقی ضرب دے کر
حاصل ضرب کو ہر فریق کی تعداد پر تقسیم کر دو اور خارج قسمت کو اوس ہی فریق کے
اوس حصہ میں جو اسکو پہلی دفعہ دیا تھا ضرب دیدہ حاصل ضرب اوس فریق کے
ہر ایک فرد وارث کا حصہ ہوگا مثلاً -

۲ زوجہ	۶ عداۃ	۱۰ دختران	۷ عم
$\frac{۲۴}{۱}$	$\frac{۲۴}{۱}$	$\frac{۲۴}{۵}$	$\frac{۲۴}{۱}$

مثلاً ۵۰۲۰
۲ زوجہ ۶ عداۃ ۱۰ دختران ۷ عم
۲۴ ۲۴ ۲۴ ۲۴
۱ ۱ ۵ ۱
یہ تعداد ہر فریق کے ضرب کرنے سے حاصل ہوگی

اب ہر ایک زوجہ کا حصہ دریافت کرنا منظور ہے تو $\frac{۲۴}{۱} = ۲۴$ یا $۲۴ \times ۱ = ۲۴$
۲۴ کو ۲ پر یعنی تعداد روس پر تقسیم کر کر خارج قسمت کو اسی فریق کے یعنی زوجہ
کے اولیٰ حصہ میں جو پہلے دفعہ ملا تھا یعنی ۳ سہام میں ضرب دیا حاصل ضرب یعنی
۷۲ ہر ایک زوجہ کا حصہ ہوا۔

عداۃ کی تعداد یعنی ۶ کو ۲۴ پر تقسیم کیا اور حاصل قسمت یعنی ۴ کو اول حصہ تھا

42

ضرب دیا $\frac{2}{3} \times 20 = 13\frac{1}{3}$ پس ۱۴۰ سهام ہر ایک جبدہ کا حصہ ہے۔ ۱۰ ڈنر
کا حصہ ہی دریافت ہیضط کر لو۔

$\frac{21}{10} = \frac{21}{10} \times 1 = 21$ یہ سہام ہر ایک دفتر کو پانچ۔ اعام کا حصہ ہی سیطح یافتہ
 $\frac{11}{10} = \frac{11}{10} \times 1 = 11$ یہ ہر ایک عم کا حصہ ہے۔

۱۲ — ۱

تقسیم ترکہ کے بیان میں

فصل اول

دفعہ ۸۵۔ جو کچھ کہ اوپر بیان ہوا ہے وہ درباب تنفیج اور حصص کے ہر جو مختلف وارثوں کو ملنی چاہیے لیکن بعد تنفیج تعداد ان سہام کی جنہر ترکہ کو تقسیم کرنا منظور ہو مقدار ترکہ اور تعداد حصصہ داروں میں مطابقت ملنی چاہیے یعنی جب یہ دریافت ہو جائے کہ ترکہ کو چپاس یا ستر حصص تو پہ تقسیم کرنا منظور ہے تو مقدار ترکہ کی مالیت بحجہ مساوی چپاس یا ستر اشرفی یا روپیہ کی ہو پس واسطے دریافت کرنے صحیح مقدار سہام مختلف فریقوں اور وارثوں اور قرضخواہوں کے اور نیز مقدار ترکہ جو ہر ایک شخص کو ترکہ سے ملنی چاہئے قواعد ذیل ضبط کئے جاتے ہیں۔

اگر متوفی اشرفی اور روپیہ یا جائیداد منقولہ غیر منقولہ خواہ موروثی خواہ کمسوبہ
چھوٹے تو بقیہ سلسلہ کے ادین روپیوں کو کیونکر تقسیم کریں لہذا چند قواعد ذیل
میں ضبط کئے جاتے ہیں ادیب ہی وضع ہے کہ جائیداد کا تخمینہ روپیہ سو کر کہ اسکو ہی ایک
مقدار روپیہ کے بقیہ تخمینہ کے مان لین خواہ جائیداد کو فروخت کر کر دارتوں کو دہ روپیہ
جو انکے حصہ کا ہودیدین خواہ جائیداد کے حصہ کر کے ہر ایک وارث کو اسکا ذیل کر اپن

3

دفعہ ۸۶۔ جب تعداد اور ان سہام کی جنہر ترکہ کو تقسیم کرنا ضرور ہو اور نیز ہر فریق کے حصص کی تعداد معلوم ہو جائے تو تعداد سہام کا مقابلہ مقدار ترکہ کے ساتھ کیا جائے اگر ان دونوں میں تماثل ہو تو کچھ ضرب کرنیکی حاجت نہیں ہے۔

اگر مال متروکہ مقام کے ساتھ کہ مسئلہ اس سے تصحیح ہوا ہو) تامل حقیقی یا حکمی کہتا ہو پس اسکی تقسیم اسطرح کرنی چاہئے کہ اگر مال متروکہ ۱۸ روپیہ یا ۳۶ روپے ہوں اور تصحیح بھی ۱۸ سے ہو تو ضرب دینے کی کچھ ضرورت نہیں۔

دفعہ ۸۷۔ اگر دونوں کی تعداد میں نسبت بتا میں پای جائے تو ہر فریق کے حصہ کو جو بعد تصحیح اونکو پہنچے ہوں کل تعداد ترکہ میں ضرب دیکر حاصل ضرب کو تصحیح پر تقسیم کہ دو خارج قسمت ہر فریق کا حصہ ہوگا یعنی تصحیح ترکہ میں

مثال

[illegible]

مسئله

دادا	دختر	دختر	دای
۱	۳	۳	۱

تیرگی ۱۹ روستایی

دادا کا حصہ	$\frac{1}{2}$ ہائی	$= \frac{3}{4} = 4 \div 19 \times 1$
دادی کا حصہ	$\frac{1}{2}$ ہائی	$= \frac{3}{4} = 4 \div 19 \times 1$
دختران کا حصہ	$\frac{1}{2}$ ہائی	$= \frac{3}{4} = 4 \div 19 \times 1$

۷۴

دفعہ ۸۸ - اگر مال متروکہ اور تصحیح میں توافق ہو تو وارثوں کے ہر فریق کے سہام کو ترکہ کے وفق میں ضرب دیکر حاصل ضرب کو تصحیح کے فقری تقسیم کر دو خارج قسمت اس فریق کا حصہ ہوگا۔
مثال یہ ہے

مسئلہ عول ۸	۵۰ ترکہ
شوہر ۳	ہمشیرہ عینی ۴
۱	ہمشیرہ عینی ۴
۳ × ۲۵ ÷ ۲ = ۱۸ $\frac{۳}{۲}$	شوہر کا حصہ $\frac{۳}{۱۲}$
۱ × ۲۵ ÷ ۲ = ۱۲ $\frac{۱}{۲}$	اما حصہ $\frac{۱}{۴}$
۲ × ۲۵ ÷ ۲ = ۲۵	دو ہمشیرگان کا حصہ $\frac{۵}{۴}$
دوسری مثال	

مسئلہ عول ۹	۳۰ ترکہ
شوہر ۳	۲ خواہران عینی ۲
۴ خواہران عینی ۴	
۳ × ۱۰ ÷ ۳ = ۱۰	حصہ شوہر $\frac{۵}{۳}$
۲ × ۱۰ ÷ ۳ = ۱۳ $\frac{۲}{۳}$	حصہ ۲ خواہران عینی $\frac{۲}{۳}$
۲ × ۱۰ ÷ ۳ = ۱۳ $\frac{۲}{۳}$	حصہ ۲ خواہران عینی $\frac{۲}{۳}$
دفعہ ۸۹ - اگر نسبت تداخل ترکہ اور تصحیح میں پامی جائے تو	
تساعدہ مذکورہ دفعہ ۱۲۸ پر عمل کرنا چاہئے۔	

تداخل کی مثال

مسئلہ عول ۹	۲۴ ترکہ
شوہر ۳	ہمشیرہ عینی ۴
۱	ہمشیرہ عینی ۴
۳ × ۲۴ ÷ ۸ = ۹	حصہ شوہر $\frac{۳}{۴}$
۱ × ۲۴ ÷ ۸ = ۳	حصہ مادر $\frac{۱}{۴}$
۲ × ۲۴ ÷ ۸ = ۱۲	حصہ ہمشیرگان $\frac{۵}{۴}$

۷۵

باب ۱۳ - کس ترکہ کے بیاہن

دفعہ ۹۰ - اگر ترکہ میں عروج مع الکر ہو تو یہ قاعدہ ہے کہ ترکہ کے صحیح عدد کو کس کے مخج میں ضرب دیکر حاصل ضرب کے ساتھ تعداد کس کو جمع کر دو اور حاصل جمع کو تعداد ترکہ جانو پہر تفصیح کو مخج کس میں ضرب دیکر حاصل ضرب کو مخج فروض یا مسئلہ جانو۔

مثال یہ ہے

مسئلہ عدل ۸ ترکہ کے حصہ پای = $\frac{۲۵}{۱۰}$

شوپر ۱ ہاشیر یعنی ہاشیر یعنی
 عدل ۳ تعداد کس = $۱ + ۳ = ۴$ غرض فرما مخج کہ تعداد مخج فروض
 $۲۵ \times ۴ = ۱۰۰$ $۱۰۰ \div ۴ = ۲۵$ حصہ شوپر
 $۲۵ \times ۳ = ۷۵$ $۷۵ \div ۳ = ۲۵$ حصہ پای
 $۲۵ \times ۲ = ۵۰$ $۵۰ \div ۲ = ۲۵$ حصہ ہاشیر
 ۲۵ ۲۵ ۲۵ ۲۵ ۲۵ ۲۵ ۲۵ ۲۵

باب ۱۴

قرض اہان کو ترکہ سے کیونکر دیا جائے

دفعہ ۹۱ - اگر ترکہ قرض اہون میں تقسیم کرنا منظور ہو تو قاعدہ یہ ہے کہ اگر بعد تجنیز و تکفین متوفی کے ترکہ کافی ہو تو ہر ایک قرضخواہ کو کامل روپیہ ادا کرنا چاہئے۔

دفعہ ۹۲ - اگر ترکہ مکتفی نہ ہو تو ہر ایک قرضخواہ کے دین کو بمنزلہ سهام تصور کر کہ مجموعہ دین کو بمنزلہ تفصیح سمجھنا چاہئے بعد ازاں بموجب

قاعدہ گزشتہ ہر ایک قرضخواہ کو اس کا حصہ دینا چاہئے۔

اگر ترکہ اور تصحیح میں توافقی ہو پس قاعدہ یہ ہو کہ اول ہر قرضخواہ کی تعداد روپیہ کو دفعی
 مسئلہ ۹ روپیہ ترکہ میں ضرب دیکر دفعی تصحیح پر
 بکر غیم ۱۰ خالد غیم ۵
 تقسیم کرنا چاہئے خارج قسمت
 اس قرضخواہ کا حصہ ہوگا۔

$$10 \times 3 \div 5 = 3 \text{ سے خالد کو}$$

اور اگر بمابینہ پای جائے پس چاہئے کہ کل حصہ کو ترکہ میں ضرب دیکر کل تصحیح پر تقسیم کرنا
 چاہئے۔ مثلاً مسئلہ ۱۰ بکر خالد ۵
 اور اگر بمابینہ پای جائے پس چاہئے کہ کل حصہ کو ترکہ میں ضرب دیکر کل تصحیح پر تقسیم کرنا

۱۰ × ۱۳ ÷ ۱۵ = ۸ ۲/۳ سے ۸ پای حصہ بکر
 ۵ × ۱۳ ÷ ۱۵ = ۴ ۲/۳ سے ۴ پای حصہ خالد
 اگر تداخل ہو پس قاعدہ مابینہ توافقی پر عمل کرنا چاہئے مثلاً۔
 مسئلہ ۱۰ بکر خالد ۵

۱۰ × ۱ = ۱۰ ÷ ۳ = ۳ ۲/۳ سے ۳ پای حصہ بکر
 ۵ × ۱ = ۵ ÷ ۳ = ۱ ۲/۳ سے ۱ پای حصہ خالد

دفع ہو کہ مابینہ و موافقت اور تداخل میں ایک ہی قاعدہ ہے لیکن نظر آسانی
 توافقی کی حالت میں دفع کا لحاظ رکھتے ہیں۔

باب ۱۵

تخارج درشہ کے بیان میں

دفعہ ۹۳ اگر منجملہ وارثوں کے کوئی وارث کچھ مواضہ لیکر خروارث سے
 + تخارج خروج سے شتقی سے اور اس کے سینے پھٹنے سے ہیں اور صلاحتی معنی اسکے اس من میں

دست بردار ہونا قبول کرے تو یہ امر برصا مندی دیگر ورثا جائز ہے لیکن
اسکے حصہ کو تقسیم میں شمار کرنا چاہئے - +
یہ ہیں کہ کسی شخص نے منجملہ دیگر اشخاص کے کسی شے معین کے عومن میں مال متروکہ
مستوفی سے دست برداری اختیار کی اور یہ کہا کہ فلان شے کو مال متروکہ میں سے محکم
دید و یا میرے واسطے چھوڑ دو اور باقی ترکہ تم سب آپس میں تقسیم کرو پس اس طرح کا مصالحت
بمراعاتی جائز ہے۔ رکن اس مصالحت کا ایجاب و قبول ہے۔

+ تخارج ورثہ کے باب میں یہ قاعدہ ہے کہ اول تقسیم مسئلہ کی بدستور معمولی کر کے
ہر ایک کے سهام ادس سے علیحدہ کرنے چاہیں پھر ادس شخص کا حصہ جس نے کٹے
معینہ پر اپنے حصہ سے دست برداری اختیار کی تقسیم مسئلہ سے سہا کر باقی ورثا کو ترکہ
تقسیم کر دینا چاہئے۔ مثلاً

ہندہ

مسئلہ

عم	۱	شوبہ	۳	مادر	۲	شوبہ	۳	شوبہ	۳	شوبہ	۳	مادر	۲
----	---	------	---	------	---	------	---	------	---	------	---	------	---

شوبہ نے اپنا حصہ یعنی نصف ترکہ سے
بیویوں میرا بیوی زوجہ کے دست برداری چاہی اور دیگر ورثا نے اس امر کو منظور کیا اور
وارثوں سے علیحدہ ہو گیا پس باقی ترکہ یعنی ۳ سهام میں سے جو بعد منہا کرنے
حصہ شوبہ کے باقی رہے ہیں ماکو ۲ سهام اور عم کو ایک سهام دیدینا چاہئے۔
اگر اس مثال میں عم کسی شے پر مصالحت کر کر اپنے حصہ سے دست برداری اختیار کرے
تو ایسی صورت ہر طرح ہوگی۔ مثلاً -

ہندہ

۵

ہندہ

مسئلہ

عم	۱	شوبہ	۳	مادر	۲	شوبہ	۳	شوبہ	۳	شوبہ	۳	مادر	۲
----	---	------	---	------	---	------	---	------	---	------	---	------	---

اگلا مسئلہ بطریق معمولی لکھ کر یہ تقسیم سے اسکا حصہ جو تہرا یعنی باہمی ادس نے ترکہ سے
دست برداری چاہی ہے علیحدہ کر کے باقی ترکہ تقسیم سے دیگر ورثا پر بحسب سابق یعنی حصہ جو

دفعہ ۹۵ - اگر صرف ایک ہی قسم کے حصّہ دار ہوں اور غیر مستحقین رد یعنی شوہر اور زوجہ نہوں پس اس صورت میں قاعدہ یہ ہے کہ جب قدر ان کے روس ہوں اور سقدر ان کا مخج فروض قرار دینا چاہئے۔ فردا فردن کے سہام میں کمی کی جاتی ہے اور ہل سلسلہ میں اینادی اور مردین ذوالفروض کے سہام میں بیشی ہوتی ہے اور ہل سلسلہ میں کمی یا یہ کہو کہ علین سہام مخج پر زیادہ ہو جاتے ہیں اور مردین مخج سہام سے زیادہ ہوتا ہے۔

۴ ایک ہی قسم کے حصّہ داروں سے یہ مراد ہے کہ صرف ایک ہی جنس کے ہوں مثلاً بیٹیاں یا بہنیں یا پوتیاں یا عذرات صحیحہ اور سطح سے۔ پس بیٹیاں ایک ملیجہ جنس ہیں اور ہمیشہ کان ایک علیحدہ یہ نہو کہ بیٹیاں اور بہنیں ایک سلسلہ میں جمع ہوں اور اگر دو قسم کے در شامع ہوں تو اس سے دو سلسلہ متعلق ہے

سلسلہ		سلسلہ	
دختر	دختر	دختر	دختر
۱	۱	۱	۱
سلسلہ		سلسلہ	
بہن	بہن	بہن	بہن
۱	۱	۱	۱
سلسلہ		سلسلہ	
شوہر	شوہر	شوہر	شوہر
۱	۱	۱	۱
سلسلہ		سلسلہ	
شوہر	شوہر	شوہر	شوہر
۱	۱	۱	۱

دفعہ ۹۶ - اگر دو یا متن جنس کے حصّہ دار مستحقین رد موجود ہوں اور اشخاص غیر مستحقین رد ہوں تو قاعدہ یہ ہے کہ مخج فروض کی تعداد بموجب رتعداد ورثا کے سہام کے کرنی چاہئے۔

سلسلہ		سلسلہ	
شوہر	شوہر	شوہر	شوہر
۱	۱	۱	۱
سلسلہ		سلسلہ	
شوہر	شوہر	شوہر	شوہر
۱	۱	۱	۱
سلسلہ		سلسلہ	
شوہر	شوہر	شوہر	شوہر
۱	۱	۱	۱

اگر ورثا ثلث اور سدس کے مستحق ہوں تو سلسلہ میں سے کرنا چاہئے مثلاً -

مسئلہ ۳
برادر اخیانی ہمیشہ اخیانی
مسئلہ ۹
برادر اخیانی ہمیشہ اخیانی

مسئلہ
دادی ہمیشہ اخیانی ہمیشہ اخیانی
مسئلہ
برادر اخیانی برادر اخیانی

اگر وراثت نصف اور سدس کے مستحق ہوں تو منجھ فروض یعنی مسئلہ ۴ سے کرنا چاہئے۔

مسئلہ
دختر دختر
مسئلہ
دختر دختر

مسئلہ ۸
دختر دختر
مسئلہ
دختر دختر

اگر وراثت دو ثلث اور سدس کے حقدار ہوں تو مسئلہ پانچ سے کرنا چاہئے۔

مسئلہ
دختر دختر
مسئلہ
دختر دختر

مسئلہ
ہمیشہ مینی ہمیشہ اخیانی
مسئلہ
ہمیشہ مینی ہمیشہ مینی

دفعہ ۹۷ - اگر وراثت صرف ایک قسم کے بشمول غیر مستحقین رد کے موجود ہوں پس اس صورت میں قاعدہ یہ ہے کہ اول غیر مستحقین رد کو اقل مخارج سے حصہ دینا چاہئے اور باقی کو اس مخارج میں سے مستحقین رد کو جو ایک جنس کے ہیں دینا چاہئے اگر باقی بلاک مستحقین رد پر تقسیم نہ ہو سکتا ہو پس ان کے ردس کو اقل مخارج میں ضرب دیکر انصاف کر کے پورا پورا حصہ ہر ایک کو دینا چاہئے۔

اس دفعہ میں جوقد ایک جنس کی ہے اس سے یہ فرض ہے کہ اگر ایک جنس کے وراثت

دفعہ ۹۸ - اگر ورثا دو قسم کے بشمول غیر مستحقین رد کے موجود ہوں تو قاعدہ یہ ہے کہ اول غیر مستحق رد کو اقل مخارج سے ترک دینا چاہئے اور بالبقیہ اگر مستحقین رو پر بلا کر تقسیم ہو جائے تو فیہا کیونکہ باقی محجب ان کے سہام کے انہی کا حق ہے پس جب کو ایک حصہ پہنچتا ہو اس کو ایک اور جب کو ۲ حصے پہنچتے ہوں اس کو دو حصہ دینے چاہیں ورنہ سلسلہ مستحقین رد کو اقل مخارج میں ضرب دیکر تقسیم کرنی چاہئے *

+ اگر دو جنس کے ورثا بشمول غیر مستحقین رد کے موجود ہوں پس اول حصہ غیر مستحق رد کو اقل مخارج سے دینا چاہئے اور اہل رد کا حصہ جمع کر کے (جب قدر اہل رد کو چاہئے یعنی ثلث یا سدس وغیرہ) پس جو کچھ کہ باقی بعد دینے حصہ غیر مستحق رد کے ہو اس کو اس سلسلہ پر (یعنی اہل حصص مجتمہ پر جو مستحقین نے اہل رد کا حصہ جمع کیا ہو) تقسیم کریں اگر یہ قسمت بقیہ مذکورہ کی سلسلہ مسطورہ پر صحیح اور درست ہو بہتر مثلاً

زوجہ ۱ حصہ ۲ دختران خانی ۱ حصہ ۱ اصل سلسلہ ۱۲ سے کرنا چاہئے تھا لیکن مسئلہ ردیہ ہے اس واسطے اقل مخارج میں ۴ سے کیا

ایک بیغیر سبب زوجہ کو دیا تین باقی رہے اور تین سہام جہدہ و اخوات کے حصص متوافق ہیں پس ضرب کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ سہام جہدہ سبب ہے پس ایک جہدہ کا حصہ ہوا اور اخت اخیانی کا حصہ ثلث ہی پس جب ان دونوں کا حصہ جمع کیا تو تین ہوئے اور یہاں تین ہی باقی ہیں یہ ہی ایک صورت ہو کر اس میں مسئلہ مستقیم ہو جاتا ہے اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں چلے گی بالبقیہ دو جنس کے مذات پر مستقیم ہو۔ اور اگر یہ صورت ہو مثلاً

زوجہ ۱ حصہ ۲ دختران خانی ۱ حصہ ۱ اصل سلسلہ ۱۲ سے کرنا چاہئے تھا لیکن مسئلہ ردیہ ہے اس واسطے اقل مخارج میں ۴ سے کیا

$$۲۱ = ۴ \times ۳ \times ۲$$

حصہ زوجہ روس کی ضرب سے۔

$$۱۲ \times ۱ = ۱۲ \quad \text{حصہ زوجہ}$$

$$۱۲ \times ۱ = ۱۲ \quad \text{حصہ جدات یعنی ہر واحد ۳}$$

$$۱۲ \times ۲ = ۲۴ \quad \text{حصہ ہمشیرگان یعنی ہر واحد ۴}$$

اس مثال میں غیر مستحق زوجہ ہے اور اسکا حصہ ترکہ سے اس صورت میں ایک ربع ہے پس مسئلہ چارہ سے کرنا چاہئے پس زوجہ کو ربع و دیگر تین حصہ جدات اور ہمشیرگان اخیانی کی واسطے باقی رہتے ہیں لیکن جدات کا حصہ سدس اور ہمشیرگان اخیانی کا ایک ثلث ہے تاکہ وہ اپنا اپنا حصہ پاویں یہ ضرور ہے کہ ترکہ بالبقیہ ۶ حصوں میں تقسیم کیا جائے مگر اس عدد کا ثلث اور سدس تین ہوتے ہیں یعنی اس عدد کے مساوی ہے جس سے اوں میں ترکہ کو تقسیم کرنا منظور ہے لہذا بخلہ ان تین حصوں کے ہمشیرگان اخیانی کو ۲ حصہ اور ایک حصہ جدات کو اس صورت میں تحقیق رد کو صرف اپنا حصہ جو بطور فرض ان کے واسطے مقرر تھا دیا گیا لیکن چونکہ ۲- اور ۱ جدات اور ہمشیرگان پر ہر ایک تقسیم نہیں ہو سکتے پس واسطے دریافت کرنے اس امر کے کہ باقی ترکہ کو کتنے حصوں میں تقسیم کرنا چاہئے ہم نے حسب قاعدہ گزشتہ عمل کیا یعنی پہلے حصہ وارون اور سہام کی تعداد میں مناسبت دیکھی۔ چونکہ جدات کی روس اور سہام میں تباین کی نسبت پانچاٹی ہے لہذا اگل تعداد روس کو ہمشیرگان کے دفع میں ضرب دیکر اقل مغایر سے ضرب دیا اور تقسیم مسئلہ کر کر زوجہ کو ۱۲ حصہ دیئے اور جدات کو ۱۲ یعنی ہر واحد کو ۳ حصہ پہنچیں گے اور ۱۲ کو ۴ کے ساتھ وہ ہی نسبت ہے جو ایک کو ۴ کے ساتھ اور ہمشیرگان اخیانی کو ۲۴ اگر اشخاص تحقیق رد کے سہام مطابق اس عدد کے ہوں جو بعدینہای حصہ غیر مستحق رد کے باقی رہے یعنی ان پر تقسیم نہیں ہو سکتی ہوں پس اس صورت میں مسئلہ میں ہر واحد کو

(یعنی مستحقین رد کے سہام جواز رد سے فرض انکو دینے جا نہیں) اقل مخارج میں ضرب

دیکر تقسیم کرنی چاہئے مثلاً $\frac{۱۴۲۰}{۱۸۰} \times ۵ = ۳۹ \times ۵ = ۱۹۵$

مسلکہ $\frac{۱۴۲۰}{۱۸۰} \times ۵ = ۳۹ \times ۵ = ۱۹۵$

۴ زوجہ ۹ دختران ۶ جدات

$\frac{۱}{۱۸۰}$ $\frac{۲}{۴۸}$ $\frac{۳}{۱۲۰}$

$۱۴۲۰ = ۴۰ \times ۳۶ \times ۲۶ = ۳ \times ۹ \times ۲$

$۱۹۵ = ۳۶ \times ۵$ حصہ زوجگان یعنی ہر واحد ۵

$۱۰۸ = ۳۶ \times ۳$ حصہ دختران یعنی ہر واحد ۳

$\frac{۲۰۲}{۱۲۰} = ۳۶ \times ۵$ حصہ جدات یعنی ہر واحد ۵

بجالت ہونے ۹ دختران و ۴ زوجہ اور ۶ جدات کے ترکہ کو اول آٹھ حصوں میں تقسیم کرنا چاہئے کیونکہ آٹھ ایسی رقم ہے بلحاظ جس کے زوجہ اپنا حصہ پاسکتی ہے اور پانچ ایسی رقم ہے بلحاظ جس کے دختران اور جدات کو انکا حصہ مل سکتا ہے (کیونکہ ثلثین اور سدس دوفن کا حصہ ہے پس جب سدس سے ثلثین اور سدس کو لیا تو پانچ ہوئے پس یہ پانچ مستحقین رد کا مسئلہ کہلاتا ہے) پس بعد دینے حصہ زوجگان کے دختران اور جدات کی واسطے حصے باقی رہتے ہیں لیکن جدات کا حصہ سدس اور دختران کا دوثلث ہی اور تاکہ وہ اپنے اپنے حصہ پاسکیں یہ ضرور ہے کہ جاہلاد کا ان میں تقسیم کرنا منظور ہوا اسکے پہلے حصے کئے جائیں لیکن چہ کا سدس اور ثلث مساوی پانچ کے ہے اور عدد پانچ یعنی مسئلہ مستحقین رد کا اس عدد کے مطابق نہیں ہے جس سے جاہلاد مذکور کو تقسیم کرنا منظور ہے پس اس صورت میں مستحقین رد کے سہام کو اقل مخارج میں ضرب دیکر حصص پر ایک کی تقسیم کر دینی چاہئے لہذا $۱۹۵ = ۵ \times ۳۹$ منجملہ ان ۳۹ حصوں کے زوجہ کو حسب قاعدہ ۵ دیئے جائینگے اور دختران کو ۳۹ کیونکہ سہام مستحقین رد کے حوالہ کے مسئلہ سے چھٹیکا باقی حصہ غیر مستحق رد کے ساتھ ضرب دینا چاہئے $\frac{۱۹۵}{۳۹} = ۵$ اس صورت میں دختران کا اور جدات کا

مسئلہ ۵ سے کیا تھا کیونکہ دختروں کو دوثلث یعنی ۴ اور عہدات کو ایک سہ میں پہنچا ہے پس رقم ۷ مسئلہ دختر اور عہدات ہے -

چونکہ رقم ۷ (یا ۵ سہام) اور ۲۰ اور ۷ ہر ایک فریق پر باک تقسیم نہیں ہو سکے اس سبب سے پہلے تصحیح کی ضرورت ہوئی پس ۴ زوجگان کا حصہ پانچ ہے پس سہام اور روس میں بتایا ہے اور عہدات کی سہام اور روس میں بھی بتایا ہے لیکن ان دونوں میں توافق بال نصف ہو لہذا $۴ \times ۳ = ۱۲$ - جب دختروں کے روس اور سہام کا مقابلہ کیا تو معلوم ہوا کہ ان میں بھی بتایا ہے لیکن ۱۲ میں توافق بالثلث ہے اس واسطے $۱۲ \times ۳ = ۳۶$ یہ عدد روس کی ضرب سے حاصل ہوئے اب اسکو مسئلہ میں یعنی ۴۰ میں ضرب دیکر تعمیم کرنا چاہیو $۳۶ \times ۴۰ = ۱۴۴۰$

باب ۱۷

مناسخہ کے بیان میں

دفعہ ۹۹ - اگر کوئی شخص چند وارث چھوڑ کر وفات پائے اور ان میں سے بعض وارث قبل تقسیم ترکہ کے فوت ہو جائیں تو جو حصہ ترکہ سے انخاص زندہ کو پہنچتا ہے اسکو مناسخہ کہتے ہیں :-

* مناسخہ کے لغوی معنی نقل اور تحویل کے ہیں اور تقسیم ترکہ سے پہلے وارثوں کے حصص جو سبب الہی وفات کے دن کے وارثوں پر منتقل ہوتے ہیں اسکو اصطلاحاً علم فرایض مناسخہ کہتے ہیں مثلاً زید چند وارث چھوڑ کر فوت ہو گیا اور ان میں سے ایک وارث قبل تقسیم ترکہ کے فوت ہو گیا پس سبب اسکی وفات کے ہر حصہ اس کے وارثوں پر منتقل ہو گا لیکن ابھی نوبت تقسیم ترکہ کی نہیں پہنچی تھی کہ کوئی شخص متوفی ثانی کے وارثوں میں سے بھی چند وارث چھوڑ کر فوت ہوا اور اسکا ترکہ اسکے

دارثون پر منتقل ہوا اس طرح سے ان دارثون میں سے ہی ایک شخص فوت ہو گیا اس وقت
میں ہر ایک کا حصہ ایک دوسرے پر منتقل ہوتا جاتا ہے پس ایسے انتقال حصہ کو منج
کہتے ہیں۔

دفعہ ۱۰۰۔ اگر دارثون متوفی ثانی بعینہ وہی وارث ہوں جو متوفی اول
کے تھے اور باقی ورثہ کے حصص کے درمیان تغیر و تبدل واقع نہ ہو تو اس
صورت میں ترکہ کو صرف ایک بار تقسیم کرنا چاہئے اور متوفی دوم کو معدوم
سمجھنا چاہئے۔

* مثلاً ہندہ دو بہادر تین دختر چھوڑ کر مر گئی پہر ان میں سے ایک لڑکی گز
گئی لیکن دو بہاوی اور دو بہنوں کے سوا اس کا اور کوئی وارث نہیں ہے پس
کل ترکہ کو اسکے دو بہاوی اور بہنوں میں الذاکر مثل خط الانثین ڈیوینا چاہئے اور
دوبارہ تقسیم کی ضرورت نہیں ہے۔

ہندہ

مسئلہ

بہادر دو دختر دختر دختر دختر
معدوم

اگر باقی دارثون میں تقسیم ترکہ میں اختلاف پیدا ہو مثلاً۔

زید

مسئلہ ۱۵

بہادر پہلی زوجہ سے دختر دختر دختر
بکرہ

یہ تینوں دوسری زوجہ سے ہیں۔

مسئلہ

ہمشیرہ عینی

ہمشیرہ عینی

بہادر علاقہ

زید مر گیا اور ایک لڑکا ایک زوجہ سے اور تین دختر دوسری بیوی سے چھوڑ دیں
ان میں سے ایک لڑکی گز گئی ایک بہاوی علاقہ اور تین عینی چھوڑیں جس صورت
متوفی اول کا مسئلہ پہنچ سے کر کر دو بہادر لڑکے کو ایک ایک بہادر ہر دو دختر

دیئے پہر حمیدہ فوت ہو گئی اسکا ایک سہام اس کے بہائی بہنوں پر بلا کسر تقسیم نہیں ہو سکتا کہ اس واسطے کہ انکا سلسلہ تین سے ہوتا ہے اور تین تین اندر ایک میں تباین ہے اس واسطے $۳ \times ۵ = ۱۵$ سے تصحیح کی گئی

دفعہ ۱۰۱۔ اگر باقی وارثوں میں تقسیم ترکہ میں اختلاف واقع ہو پس جو شخص کہ اول فوت ہوا ہو اسکا ترکہ ادن وارثوں میں تقسیم کرنا چاہئے جو اسکی وفات کے وقت زندہ ہوں اور حسب قواعد بقیمہ اونکو اپنا اپنا حصہ دیدینا چاہئے پہر دوسرے شخص متوفی کی نسبت ہی یہی قاعدہ ملحوظ ہونا چاہئے مگر بہن اسور کا لحاظ ضرور چاہئے اول متوفی دوم کو جو کہ ترکہ پہلے وارث سے از روئے وراثت پہنچا ہے (اور اسکو علی بن مآخا لید کہتے ہیں) اس میں اور تصحیح ثانی میں کوئی نسبت پاجاتی ہے پس اگر نسبت تامل ہو تو کچھ ضرب دینے کی حاجت نہیں اور اگر نسبت توافق پایا جائے تو دفع تصحیح ثانی کو کل مقدار تصحیح اول سے ضرب دیکر ہر ایک وارث کو اسکا حصہ دیدینا چاہئے اور اگر تباین ہو تو کل تصحیح ثانی کو کل مقدار تصحیح اول میں ضرب دینا چاہئے پس حاصل ضرب مخرج فروض ہر دو سائل ہوگا اسبطح متوفی ثالث میں اسی قاعدہ پر عمل کرنا چاہئے

دفعہ ۱۰۲۔ ہر ایک وارث کے سہام کو تصحیح سے دریافت کرنے کے واسطے یہ قاعدہ مقرر ہے کہ متوفی اول کے ورثا کو جو سہام پہنچے ہوں اسکو متوفی دوم کی کل تصحیح میں بشرطیکہ تباین ہو ضرب دینا چاہئے اور اگر نسبت توافق پایا جائے تو تصحیح ثانی کے وفق میں ضرب دینا چاہئے اور جو سہام متوفی ثانی کے ورثا کو اس سلسلہ کی تصحیح سے پہنچے ہوں اونکو کل تصحیح میں بشرطیکہ تباین ہو ورنہ وفق میں ضرب دینا چاہئے اور توافق بحکم

۹۰

۲ مین ضرب دیا تو دو ہی رہے $۲ = ۱ \times ۲$ پس دو کو مکمل چکر اول حصہ کے نیچے لکھ دیا (سطح ۱) پر عمر اور رحیمہ کے سہام کو ۲ مین ضرب دیکر ہر ایک کے سہام اوسکے نیچے لکھ دیئے۔

بطن ثالث کے ورثا کے سہام کو مافی الید کے وفق یعنی ۳ مین ضرب دیکر $۳ \times ۳ = ۹$ دفتر کو دیئے۔ $۳ \times ۲ = ۶$ پسر کو $۳ \times ۲ = ۶$ دوسرے پسر کو $۳ \times ۳ = ۹$ نانی کو۔

عظیمہ کا مافی الید ۹ ہے کیونکہ اوسکو ۶ سہام تو اول بطن مین چھپے تھے اور ۳ سہام تیسرے بطن مین پس مجموعہ سہام ۹ ہوئے اسکے وارث صرف ایک شوہر اور ۲ بہای ہیں پس سہ ۳ سے کیا نصف حصہ اسکے شوہر کو دیا اور ایک ایک سہام ہر ایک بہای کو لیکن مخج تقسیم مافی الید مین تباہین ہے کیونکہ ۹ مین بجز تباہین کے اذکر کو نسبت نہیں ہے اس واسطے کل تقسیم کو مسئلہ اول کی کل تقسیم سے یعنی $(۳۲ \times ۲ = ۱۲۸)$ ضرب دیکر تقسیم سہ کی اور انہیں سے ہر ایک وارث کو سطح سے سہام تقسیم کئے کہ دوسرے بطن مین $۲ \times ۴ = ۸$ حصہ حلیمہ اور $۲ \times ۲ = ۴$ حصہ عمر کا۔ $۴ \times ۲ = ۸$ حصہ رحیمہ کا اوسکو دیا گیا ہے۔

تیسرے بطن مین $۳ \times ۴ = ۱۲$ حصہ رقیبہ کا۔

$۲ \times ۶ = ۱۲$ حصہ خالد کا۔ $۴ \times ۴ = ۱۶$ حصہ عبداللہ کا۔

عظیمہ کا مافی الید ۹ ہے اور سہ اور مافی الید مین تباہین ہے اس واسطے شوہر عبد الرحمن کا حصہ کل مافی الید مین ضرب دیا $۲ \times ۹ = ۱۸$ ہوئے۔ سطح سہ (الکیم) و عبد الرحیم کا حصہ یعنی ہر واحد کا ۹ ہے۔

اب جبکہ انخاص زندہ ہیں اوسکو ایک علیحدہ مقام پر لکھ کر ہر ایک کا نام اور حصص جو اوسکو چھپے تھے لکھ کر جمع کرنے چاہئیں چنانچہ اس مثال مین الاجیاء کا

۵ مافی الید یعنی دو حصہ جو اوسکو ترکہ سے حسب قاعدہ چھپا ہو۔

لفظ جیکے معنی زندہ کے ہیں لکھکر ہر ایک وارث زندہ کا حصہ اس کے بچو کہتا ہے ۱۱
پس مجموعہ سهام ۱۲۸ ہوئے بموجب اسکے ہر ایک وارث کو ترکہ سے حصہ ملیگا۔

باب ۱۸

فرائض لکھنے کا قدیمی طریقہ

شکل مدستوفی

مسئلہ ۱۰۳۔ مدستوفی کی ایک مدسطح کھینچنی چاہئے کہ اس کے وارثوں کے نام اس کے نیچے بترتیب یعنی اول ذوالفروض بعد اس کے عصبات لکھنے چاہئیں اور اس مد کے اول سرے پر سلسلہ کا لفظ لکھکر جس قدر کہ مخرج فروض ہوتا ہو یعنی ۶ و ۱۲ و ۲۴ یا جیسی کہ صورت ہو اس کو سلسلہ کے سین کے اوپر لکھتے اور پھر اگر تفہیم کی ضرورت ہو (مسئلہ ۱۰۴) توسلسلہ کے پاس ایک ٹھہرا خط / جو کہ اصل میں لفظ تسمیہ کہنچکا اسکے اوپر اعداد لکھنے چاہئیں اور دوسرے سرے پر مدستوفی کا نام اور نقد اور ترکہ یا حصہ جو اس نے اپنے مورث سے پایا ہو پھر اگر تفہیم اور سلسلہ میں تباہی ہو تو فیما بین لفظ سلسلہ اور مافی الیہ کے لفظ تباہی لکھنا چاہئے درجہ سی کہ صورت ہو خواہ توافق بالنصف یا بالربع یا بالثلث وغیرہ اور جب ضرب کرنے سے تغیر واقع ہوتا دس صورت میں وارث کے سهام کے نیچے ایک خط کہنچکر جو حصہ کہ حاصل ضرب ہوا دس کو پہنچا ہوا اسکے نیچے لکھ دینا چاہئے اور اگر بطن میں جو وارث مر تا جاوے اسکے سهام کے نیچے ایک خط / قوسی لکھ دینا چاہئے لیکن پھر اس کے سہل کی ضرب نہیں ہوتی اور بعد تمام ہونے بطریق مداحیاء کی کھچکا اس کو پھر

اشخاص زندہ کا نام اور ہر ایک کا حصہ جو کچھ کہ اوں کو جمع بطون سے ملا ہو کہ کل کو جمع کرنا چاہر جمع حصص ہر ایک وارث کو جمع کر کے المبلغ کی لفظ اچھا کے اوپر کھنکراؤں تناد کو المبلغ کی مد پر کھنکراؤں چاہئے اگر یہ مجموعی رقم اور سلمہ مورث علی جو ہر چند در چند ضرب کے حاصل ہو مساوی تو مسلم صحیح ورنہ کسی بطون میں غلطی واقع ہوگی اوں کو ہر درست کر لینا مناسبت کی ایک اور مثال مہل تمام وضاحت درج کتاب کی جاتی ہے ایسا ہے کہ ناظرین کو طریق استخراج سهام میں اوس سے زیادہ آسانی ہوگی۔

مثال ۲

مسی بکر دو فرزند ایک باعث اور دوسرا سبوت اور دو دختر ایک سہارہ اور دو بیٹی شایستہ چھوڑ کر مر گیا اور پہر وہ چاروں ہی اس ترتیب سے مر گئیں کہ پہلے ہندہ بڑی بیٹی ایک ابن الابن مفقود الجفر چھوڑ کر مری اور بعد اوسکے باعث بیٹا لاولد مرا پہر بعد اوسکے سبوت دوسرا بیٹا آٹھ نفرا لاولد چھوڑ کر مر بلانچ بیٹے اور تین بیٹیاں اور پہر شایستہ دختر بکر مذکور کی لاولد مری بعد ازاں اولاد سبوت سے کہ آٹھ نفرا مذکور وراثت تھے چار بیٹے اور دو دختران فوت ہو گئیں اس ترتیب سے کہ اول مسی زید بڑا بیٹا لاولد مرا اور پہر عمر دوسرا بیٹا لاولد مر گیا اور پہر محمود تیسرا بیٹا ایک ابن اور دو دختر چھوڑ کر مر گیا بعد چند سے وہ ابن بھی اسکا مر گیا پہر بعد پسر محمود تیسرے بیٹے کی سماء شریفہ دختر سبوت کی ایک ابن اور ایک دختر چھوڑ کر مری بعد ازاں مسی سومر صف چوتھا بیٹا سبوت کا ایک ابن اور ایک دختر چھوڑ کر مر گیا بعد چند سے وہ ابن بھی اسکا مر گیا پہر بعد پسر چوتھے بیٹے کی سماء کریمہ دختر سبوت کے لاولد مری بعد اوسکے اماں بیٹی عمود ایک دختر چھوڑ کر مری اور بعد اوسکے مسی قاسم بیٹا شریف کا ایک پسر چھوڑ کر مر گیا اب اولاد سبوت سے ایک ابن مسی شکور اور ایک دختر سماء

اور آسان طریقہ حساب انگریزی سے حاصل ہو سکتا تھا۔ انگریزی قواعد کو آسانی اور سادگی میں عوٹ کے قواعد پر بہت کچھ ترجیح ہے۔ الغرض ہم یہ خیال کر سکتے ہیں کہ میگنٹن صاحب نے مسلمانوں کے طریقہ کی پیروی شاید اس وجہ سے کی تھی کہ وہ اپنی کتاب مسلمانوں کے واسطے لکھ رہے تھے جو کہ عادی اور مانوس اسی قدیمی طریقے کے ہیں اور اس زمانہ میں انکو انکے ہی علماء کے طریقہ سے آگاہ اور واقف کرنا مفید سمجھا گیتا انکے علماء کا حساب کے طریقہ سے اس سے ہی زیادہ حیران اور دق ہو جاتے ہیں چوں کہ ہم ان کے قواعد سے تشویش اور حیریدگی میں پڑتے ہیں۔

چونکہ کتاب شرع ہندوستانی مقنون میں زیادہ تر پہلی ہوئی ہے اس واسطے (گر ٹیڈی صاحب کہتے ہیں کہ) ہم ہی انکو انگریزی طریقہ سے حیران کر چکی نسبت جسکو وہ لوگ نیا اور دشوار جانے ہوئے ہیں ان کے ہی قواعد کا بیان کرنا مصلحت جانتے ہیں بدین نظر ہم ہی میگنٹن صاحب کی پیروی کرتے ہیں۔ جو اشخاص کہ انگریزی طریقہ سے عمل کریں گے انکو عرب کے قواعد کی پیروی کرنے کی کچھ حاجت نہیں ہے بیشک ایک زمانہ آئیگا جبکہ تعلیم ہندوستان کے باشندوں میں بخوبی اور کافی طور پر پہیلی ہوئی ہوگی کہ جس سے وہ انگریزی طریقہ سے واقف ہونگے۔ جب وہ زمانہ آئیگا تب ان قواعد کو بدل ڈالنا اور انگریزی طریقہ کو اختیار کرنا ضروری ہوگا۔ گر ٹیڈی جو طبع ہمارے ملک میں آئے۔ پای۔ گنٹے۔ کوڑی۔ کرات ہوتے ہیں اسی طرح عرب میں کرات نہیں ہیں علماء عرب نے صرف ضرب سے کام لیا جس سے ہر ایک وارث کا حصہ بلا کسر دریافت ہو جاتا ہے مثلاً ایک شخص مان۔ ۱۰۰ اور تین بیٹیاں چھوڑ کر مر گیا۔ ان کے چھوٹے بھائی کو اول چھ حصوں میں تقسیم کرنا چاہئے (کیونکہ عربی قواعد مشرور کر رہا ہے کہ جب

۱۷

۱/۲ و ۱/۳ کے حصّہ دار موجود ہوں تو خرچ چہہ قرار دینا چاہئے، مان کو ۱/۲ یا ۱/۳ سپہام باپ کو ایک چہٹا یا ۱ سپہام اور تین بیٹوں کو ۱/۳ یعنی ۲ سپہام دینے چاہئیں۔ چونکہ عرب میں کسرات نہیں ہیں اور ۳ سپہام تین بیٹوں پر بلا کہ تقسیم نہیں ہو سکتے پس بموجب قاعدہ عرب کے خرچ کو اعداد روس سے جمین کسرا واقع ہوتی ہے ضرب دینا چاہئے $۳ \times ۱۸ = ۵۴$ کے ہوئے اب ۱۸ کو خرچ حصص جانکر (عربی میں سطح کے عمل کو تفصیح کہتے ہیں) وہ ہی ایک چہٹا یعنی ۳ سپہام مان کو اور تین سپہام باپ کو اور ۱/۳ یعنی ۲ سپہام بیٹوں کو دینگے۔ مان کا حصّہ ۳۔ باپ کا حصّہ ۳۔ بیٹی کا حصّہ ۳ ہمارے ملک کے قاعدہ کے بموجب جب کہ عدو صحیح پورا تقسیم ہو سکے تو اس کو کسرات میں لانا چاہئے۔ مثلاً فرض کرو کہ متوفی کے پاس صرف ایک روپیہ ہے اور اس روپیہ کے مستحق بحصص جداگانہ مان باپ اور تین بیٹیاں ہیں۔ اس صورت میں ایک روپیہ سادی ۱۶ آنے کے ہے پس ۱۶ آنے کا ۱/۲ یا ۸۔ ۲ مان کو اور ۸۔ ۲ باپ کو اور ۱۰۔ ۸ تین بیٹوں کو پہنچے۔

مان کا حصّہ ۱/۴ یا ۸۔ ۲
 باپ کا حصّہ ۱/۴ یا ۸۔ ۲
 بیٹوں کا حصّہ ۲/۳ یا ۱۰۔ ۸

ہر بیٹی کو ۸۔ ۲ دینے چاہئیں۔ کل ۱۶ آنے یا ایک روپیہ

چونکہ عرب میں خیر قاعدہ نہ اور کوی آسان قاعدہ کسرات کا ہے اس واسطے علماء عرب خرچ کو تعداد ورثا میں جمین کسرا واقع ہو ضرب دیکر عدد سالم ہر ایک وارث کے دریا کر لیتے ہیں لیکن جبکہ اول حاصل ضرب با نذرانہ حصص صحیح ورثا بعد سالم دریافت نہ ہو سکی تو پھر اوسی حاصل ضرب کو ادون ورثا کے روس سے جمین کسرا واقع ہوتی ہے ضرب دیکر صحیح کر لیتے ہیں یہ عمل برابر جاری رہتا ہے تا وقتیکہ ہر ایک وارث کا حصّہ بلا کسرا دریافت ہو جاوے۔ لیکن پیشتر اس سے کہ یہ عمل جاری کیا جاوے۔ فرد من۔ افتا فرد من یا حصص۔ تناسب حصص۔ تناسب روس۔ حصص۔ اعداد تامل۔ متداخل۔ متوافق

متباہن - قواعد مخمخ فرومن - عول وود - جملہ قواعد مخمخ کے - اور ہر ایک قاعدہ کی مختلف صورتیں سمجھنی چاہیں - اور بطور متعددہ کا حصہ دریافت کرنے کے واسطے قواعد مناسبہ پر کامل دستگاہ ہونی چاہئے تاکہ عرب کے طریقہ سے قواعد استخراج سہام سے واقفین ہو - یہ جملہ قواعد سربراہی بشرافی مین موجود ہیں - اور انگریزی واردہ کے مصنفوں نے عرب کے قواعد کو جو تقسیم ترکہ کے باب مین ہن بالاجال بیان کیا ہے اس سبب سے طلباء کو دو وقتیں پیدا ہو گئیں ایک تو خود قواعد عرب کے پیچیدہ تھے دوسرا وہاں اختصار اور بہی پریشانی اور دقت کا باعث ہوا - اسی وجہ سے ہر ایک شخص ان قواعد کا اتک شاک ہے لیکن اس زمانہ کے مصنف میگو ر لاکچر اور صاحب نے ان قواعد کو اور اصول کو حسب طریقہ عرب کے نہایت شرح اور ربط سے بشرافی سے انگریزی مین ترجمہ کیا ہے ان جملہ قواعد کے ترجمہ اور تشریح کرنے مین اس لائق مصنف نے بہت کچھ محنت اور جانفشانی کی ہے - کتاب کا ایک بڑا حصہ ان قواعد کے بیانات سے پُر ہے - اس فصل مصنف کے خیالات بھی میگناٹن : گریڈی صاحب کے موافق ہیں انہوں نے ہر ایک امر کو بحسب عرب کے قواعد کے موافق بیان کیا ہے کسی امر کو گو وہ قانون انگریزی سے منفع ہی ہوا ہے ترمیم نہیں کیا - اسی وجہ سے کتاب کی غماست بہت زیادہ ہو گئی - چونکہ انگریزی حساب کے مقابلہ مین یہ جملہ قواعد بالکل بیکار ہیں اس واسطے مین اپنے ناظرین کو انگریزی حساب کے طریقہ کی طرف متوجہ کرنے مین کوشش کرتا ہوں - پس اب بقول گریڈی صاحبہ دقت آگیا ہے کہ پُرانے قواعد کو بدل کر انگریزی طریقہ اختیار کریں - اس واسطے ہم ان قواعد کو انگریزی طریقہ سے بیان کرتے ہیں اور سہولت کے واسطے مختلف قسم کی چند مثالیں موصول کہتے ہیں -

قاعدہ

دفعہ ۱۰۵۔ ایل برٹنگ صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۶ میں لکھتے ہیں کہ جب مختلف اقسام کے فریق ہوں اور ہر ایک قسم میں بھی کئی کئی وارث ہوں تو تقسیم ترکہ کی واسطے اس قاعدہ پر عمل کرنا چاہئے۔
دفعہ ۱۰۶۔ ایک سطر میں کسرات حصص اور شخاص کے کتبہ جو ملحق ترکہ میں ہوں ان کسرات کو تعداد درشایا باندہ حصص سے علیحدہ علیحدہ تقسیم کر دو تاکہ ہر ایک وارث کا حصہ جداگانہ معلوم ہو جاوے پھر ذواصناف اقل ان کسرات کے نسب ناموں کا اس کل حصص کی تعداد کو ظاہر کر دیگا۔ جنہیں کل جایداو تقسیم کرنی چاہئے۔

مثال ۱

فرض کرو کہ باپ اور ایک جوڑا اور دس لڑکیاں ایک مستوفی کے ترکہ کی وارث ہیں۔ ہر ایک فریق کا حصہ جداگانہ یہ ہے۔ $\frac{1}{16}$ زوجہ کا حصہ $\frac{1}{8}$ بیٹوں کا حصہ ہے اور باپ کا $\frac{1}{4}$ حصہ ہے کیونکہ باپ عصبہ ہے اور عصبہ باقی ماندہ کا سحق ہوتا ہے جب $\frac{1}{16}$ و $\frac{1}{8}$ کو جمع کیا تو $\frac{3}{16}$ باقی رہا۔ ان تینوں فریق میں صرف آخر فریق یعنی بیٹیوں کی تعداد ہے اسلئے $\frac{1}{16}$ کو دس پر تقسیم کیا $\frac{1}{16} \div 10 = \frac{1}{160}$

ہر ایک وارث کا حصہ یہ ہوا۔ $\frac{1}{160}$ و $\frac{1}{80}$ و $\frac{1}{40}$

انکے نسب ناموں کا ذواصناف اقل اٹھ چھ لیا۔

$$\begin{array}{r} ۵۱۰۸۰۲۲-۲ \\ ۳ \overline{) ۱۵۰۸-۵} \\ ۱۰-۱-۵ \end{array}$$

$$۱۲۰ = ۵ \times ۸ \times ۳$$

کل جایداو کو ۲۰ حصص میں تقسیم کر کے درنہ میں اٹھ چھ تقسیم کر دو۔

۲۵	یا	۲۵/۱۲۰	باب کا حصہ ہے	صورت عمل
۱۵	یا	۱۵/۱۲۰	جور و کا حصہ ہے	۱۲۰ کا $\frac{1}{4}$ = ۳۰ حصہ زور
۸۰	یا	۸۰/۱۲۰	دس لڑکیوں کا حصہ اور ہر ایک لڑکے کا حصہ ۸ ہام ہے	۸۰ کا $\frac{2}{3}$ = $\frac{160}{3}$ حصہ دختران ۱۲۰ کا $\frac{1}{3}$ = ۴۰ حصہ پدر
۱۲۰			دوسری مثال	

فرزین کرو کہ دو جو روچہم جدات دس لڑکیاں ۴ اعمام دارش ہیں۔ ہر ایک فریق کے حصص مختلف یہ ہیں۔ زور جدات دختران اعمام (اعاء عقبہ ہیں اور باقیانہ کے مستحق

۱/۸ ۱/۶ ۲/۳ ۱/۲۴

اسی طرح بقاعدہ کسور $\frac{1}{4}$ - $\frac{1}{6}$ کو جمع کیا تو $\frac{5}{12}$ ہوئے پس $\frac{22}{12}$ - $\frac{5}{12}$ کے

ہر ایک فریق کے ریس سے ان کسرات کو تقسیم کیا تو یہ حاصل ہوا۔

زور	جدہ	دختر	عم
۱/۶	۱/۳۶	۱/۱۵	۱/۶۸

کُل نسب غاؤن کا ذواضغاف اقل لیا ۱۶۸ - ۱۵ - ۳۶ - ۱۶ = ۲۲

۲۲	-	۱۵	-	۹	-	۲	-	۲
۱۲	-	۵	-	۳	-	۲	-	۲
۵		۵		۳		۲		۲

ذواضغاف اقل ہے ۵ × ۳ × ۲ × ۲ × ۲ × ۳ × ۵ = ۵۰۴۰

جایداد کے ۵۰۴۰ حصہ کر کے چاہیں اور ہر ایک فریق کے ہر ایک وارث کا حصہ

جور و کا حصہ	جدہ کا حصہ	دختر کا حصہ	عم کا حصہ
۳۱۵	۱۴۰	۳۳۶	۳۰
دو جو رو کا حصہ	چہم جدات کا حصہ	دس لڑکیوں کا حصہ	۴ اعمام کا حصہ
۶۳۰	۸۴۰	۳۳۶۰	۶۳۰
۱۲۰	۱۶۰	۶۶۰	۱۲۰

ذواضغاف اقل کا بیان

جب ایک مرد کئی مددوں پر پورا تقسیم ہو سکے تو اس مدد کو ان مددوں کا فرما

کہتے ہیں جیسے ۱۴ ذواضعاف ۳ و ۹ و ۱۸ و ۲۴ کا ہے ۔
 جو عدد کئی عددوں پر پورا تقسیم ہو سکے اور اس سے چھوٹا کوئی عدد ایسا نہ ہو
 کہ ان عددوں پر پورا تقسیم ہوتا ہو تو اس عدد کو ان عددوں کا ذواضعاف اقل
 کہتے ہیں چنانچہ ۱۲ ذواضعاف اقل ۳-۹-۱۸ و ۲۴ کا ہے ۔
 کئی رقموں کا ذواضعاف اقل دریافت کرنے کا آسان قاعدہ

کسی تعداد کا ذواضعاف اقل نکالنا یعنی ایسی تعداد جس سے کل ورثہ کے حصص
 بلا کسر دریافت ہو جائیں ۔ ایک طریقہ ان کسرت کو لکھو جن کا ذواضعاف اقل
 نمبر دریافت کرنا منظور ہے اور ہر ایک اعداد کے آگے ایک خط فاصلہ کے واسطے کچھ
 بچے نیچے ایک خط عرضی کھینچو دیکھو کہ کچھ اعداد بائیں سے اکثر اعداد کس
 عادت مشترک پر تقسیم ہو سکتے ہیں اسکو سطر مذکور کے بائیں طرف لکھو اور ہر عدد کو عادی
 مذکور پر تقسیم کر کے اس کے خارج قسمت کو نیچے لکھو جو عدد کہ متباین ہوا سے بغیر
 تقسیم کے بچے آتا رہے ۔ بعد اسکے جو سطر حاصل ہووے اس پر ہی عمل کرو ۔ اور اسی
 قاعدہ کو جاری رکھو یہاں تک کہ آخر سطر میں دو عدد متوافق ہی باقی نہ رہیں پھر جو
 عدد کہ عادی بچے ہیں انہیں ادسا آخر کی سطر کے عددوں کو آپس میں ضرب دو حاصل ہو
 ذواضعاف اقل ہوگا مثال - ۱۸ - ۲۸ - ۳۰ - ۲۴ کا ذواضعاف اقل دریافت کرو

۱۲۶۰ = ۳ × ۲ × ۵ × ۱ × ۷ × ۳ × ۲	۲ ۲۲ - ۳۰ - ۲۸ - ۱۸
	۳ ۲۱ ۱۵ ۱۴ ۹
	۷ ۳ ۵ ۱۴ ۳
	۱ ۵ ۲ ۳

عمل کی وجہ

۱۸ = ۳ × ۳ × ۲ اور ۲۸ = ۲ × ۲ × ۷ اور ۳۰ = ۳ × ۲ × ۵
 اور ۲۴ = ۲ × ۳ × ۲ ∴ ذواضعاف اقل ۱۸ و ۲۴ کا = (۳ × ۳ × ۲)
 × (۲ × ۲ × ۷) = ۲ × ۳ × ۳ × ۲ × ۲ × ۷ ∴ ذواضعاف اقل

۱۰۲

$$۱۸ \text{ و } ۲۸ \text{ و } ۳۰ \text{ کا } ۲ \times ۳ \times ۳ \times ۲ \times ۲ \times ۵ =$$

$$\text{اس طرح ذواصناف اقل } ۱۸ - ۲۸ - ۳۰ - ۲۲ \text{ کا } ۲ \times ۳ \times ۳ \times ۲ \times ۲ \times ۵ =$$

$$۵ \times = ۱۲۶۰ -$$

عاد کا بیان

جو عدد دوسرے عدد کو پورا تقسیم کر دے اسے اسکا عاد کہتے ہیں چنانچہ ۲ عاد ہے ۴
جو عدد دوسرے عدد پر پورا تقسیم نہ ہو سکے اسے اسکا ضعف کہتے ہیں جیسا ۳ کا
ضعف ہے۔

عاد مشترک

عاد مشترک وہ عدد ہے کہ کئی عددوں کو پورا تقسیم کر دے جیسے ۱۸ و ۲۴ و ۳۶ کا
عاد مشترک ۹ ہے۔

عاد اعظم

عاد اعظم وہ عدد ہے کہ کئی عددوں کو پورا تقسیم کر دے اور اس سے کوئی اور بڑا عدد
انہیں پورا تقسیم نہ کرے جیسے ۱۸ و ۲۴ و ۳۶ کا عاد اعظم ۹ ہے۔

تیسری مثال

تہ کہ متوفی کے اشخاص ذیل وارث ہیں

تہ			
۱۴ - اعمام	۵ اجبات	۱۸ دختران	۴ زوجہ
$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{3}$	$\frac{1}{8}$

ضرب دیکریہ کرت چل ہوی

۱۸ دختران ۴ زوجہ ۵ اجبات ۱۴ اعمام

$$\frac{1}{2} = ۱۸ \times \frac{1}{3} \quad \frac{1}{4} = ۴ \times \frac{1}{8} \quad \frac{1}{2} = ۱۶ \times \frac{1}{2} \quad \frac{1}{4} = ۱۵ \times \frac{1}{4} \quad \frac{1}{8} = ۱۴ \times \frac{1}{8}$$

فواضل اقل ان کسرات کا یا

	۳۲	۳۱۲	۹۰	۳۲	۲۴
	۲	۱۲۸	۳۰	۳۲	۹
۳۱۲ × ۵ × ۳ × ۸ × ۳ × ۲ × ۲ × ۳	۲	۹۲	۱۵	۱۶	۹
	۳	۳۲	۱۵	۸	۹
- ۱۴۲۸۰ -	۸	۳۲	۵	۸	۳
	۴	۵	۱	۳	

۶۴۰ یا ۱۴۲۸۰ / ۲۴ حصہ دختران کا - ۱۱۵۲۰ یا ہر دختر ۶۴۰
 ۵۴۰ یا ۱۴۲۸۰ / ۳۲ حصہ زوجگان - ۲۱۶۰ یا ہر زوجہ ۵۴۰
 ۱۹۲ یا ۱۴۲۸۰ / ۹۰ حصہ جدات - ۲۸۸۰ یا ہر جدہ ۱۹۲
 ۴۵ یا ۱۴۲۸۰ / ۳۸۲ حصہ اعام نیز نخل ۴۲۰ یا ہر عم ۴۵

یا اس طرح عمل کرو ۱۴۲۸۰ کا $\frac{۲۴}{۱۱۵۲۰} = ۱۸ \div ۱۱۵۲۰ = ۶۴۰$ حصہ ہر دختر

۱۴۲۸۰ کا $\frac{۳۲}{۲۱۶۰} = ۴ \div ۲۱۶۰ = ۵۴۰$ حصہ ہر زوجہ

۱۴۲۸۰ کا $\frac{۱۶}{۲۸۸۰} = ۱۵ \div ۲۸۸۰ = ۱۹۲$ حصہ ہر جدہ

۱۴۲۸۰ کا $\frac{۸}{۴۲۰} = ۱۶ \div ۴۲۰ = ۴۵$ حصہ ہر ایک عم

یہ مثالیں صرف ایک بطن کی تھیں اگر بطن متعدد ہوں یعنی دس پشت کا تو کہہ
 تقسیم کرنا ہو تو اس طرح عمل کرنا چاہئے اور اسی کو نسخہ کہتے ہیں -
 نسخہ کی مثالیں

امام بخش مورث اعلیٰ فوت ہوا اس نے دو بیٹے سمیان فیض بخش و رحمت علی

اور دو دختران سماتان زیبا و حبیبہ چوڑی بچہ رحمت علی پسر مورث اعلیٰ نے

انتقال کیا ایک بیٹا کلن اور ایک بیٹی الد بندہ چوڑی بعد از ان جیبانے و قات

پای شہر ظہور علی دو بیٹے امیر علی و محمد علی اور ایک بیٹی سکینہ چوڑی بچہ از ان بچہ علی

نے رحلت کی یہی وارث مذکورہ بالا عقب میں رہی۔ سن بعد زیبا نے انتقال کیا

فیض بخش بہای اور ایک نوہ عنایت ہی اور دو نواسیان سماتان ہندہ اور

۱۰۴

حمیدہ اس کے بیچے زندہ ہیں مابعد ان کے فیض بخش مرگیا ایک بیٹی کلن اور بیٹی اللہ بندہ
 اور دو بہانچے امیر علی اور محمد علی اور ایک بہانچی سکینہ چوڑی۔ پھر اللہ بندہ نے
 انتقال کیا ایک بیٹا احمد را۔ پھر کلن نے انتقال کیا ایک بیٹی افضل النساء چوڑی
 بعد میں ان کے افضل النساء نے وفات پائی عبداللہ غاوند اور دو باپ کی بیوی
 کے بیٹے امیر علی و محمد علی اور باپ کی بیوی کی ایک بیٹی سکینہ چوڑی پھر ان کے
 بعد محمد علی فوت ہو گیا زوجہ بسم اللہ اور دو بیٹے فیاض الحسن و مظہر الحسن رہے۔
 اب مورث اعلیٰ کا ترکہ ان سب درثا پر بقاعدہ شریعہ طرہ تقسیم ہوگا۔

فیض بخش $\frac{1}{4}$ رحمت علی $\frac{1}{4}$ زیبا $\frac{1}{4}$ حبیبہ $\frac{1}{4}$
 کلن $\frac{1}{4}$ رحمت علی کا حصہ $\frac{1}{4}$ ہے $\frac{1}{4} \times \frac{1}{4} = \frac{1}{16}$

اللہ بندہ $\frac{1}{4}$ ظہور علی $\frac{1}{4}$ حبیبہ مرگئی اور بکاشتہ $\frac{1}{4}$ ہے $\frac{1}{4} \times \frac{1}{4} = \frac{1}{16}$

امیر علی $\frac{1}{4}$ محمد علی $\frac{1}{4}$ سکینہ $\frac{1}{4}$ ظہور علی $\frac{1}{4}$ $\frac{1}{4} \times \frac{1}{4} = \frac{1}{16}$ امیر علی $\frac{1}{4} = \frac{4}{16}$ محمد علی $\frac{1}{4} = \frac{4}{16}$ سکینہ $\frac{1}{4} = \frac{4}{16}$ زیبا $\frac{1}{4}$ فیض بخش $\frac{1}{4}$ فیض بخش $\frac{1}{4} = \frac{1}{4} + \frac{1}{4} = \frac{1}{2}$ کلن $\frac{1}{4}$ اللہ بندہ $\frac{1}{4}$ احمد $\frac{1}{4}$ کلن $\frac{1}{4} + \frac{1}{4} = \frac{1}{2}$ افضل النساء $\frac{1}{4}$ افضل النساء $\frac{1}{4}$ کا $\frac{1}{4} = \frac{1}{16}$ محمد اللہ $\frac{1}{4}$ احمد $\frac{1}{4}$

محمد علی $\frac{1}{10} = \frac{1}{4} + \frac{1}{20}$

بسم اللہ

دبعل $\frac{1}{10} = \frac{1}{4} + \frac{1}{20}$

فیاض الحسن

دبعل $\frac{1}{10} = \frac{1}{4} + \frac{1}{20}$

منظر الحسن

امیر علی سکینہ احمد عبداللہ بسم اللہ فیض الحسن منظر الحسن

$\frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10}$

$\frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10}$

$\frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10}$

$\frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10}$

$\frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10} \cdot \frac{1}{10}$

مثال ۲

مسی بکر دو فرزند ایک باعث اور دوسرا سبوت اور دو دختر ایک ہندہ

اور دوسری شایستہ چھوڑ کر مرگیا اور پردہ چار دن ہی اس تفصیل سے گین

پہلے ہندہ صرف اپنے پوتے نور خان کو چھوڑ کر مر گئی (مگر نور خان مفقود الجبر ہے)

عبداللہ کے باعث لاولد مرا۔ دوسرا بیٹا سبوت آٹھ نفر اولاد لینے ۵ بیٹے ۳

عمر - محمود - موصوف - مشکور - اور تین بیٹیاں - حمیدہ - کریمہ - شریفہ

چھوڑ کر مرگیا - پہر شایستہ بکر کی بیٹی ہی لاولد مری - بعد از ان اولاد سبوت

بین سے چار بیٹے اور دو بیٹیاں اسی ترتیب سے فوت ہو گئے - اول زید لاولد

مرا - پہر عمر ہی دوسرا بیٹا لاولد مرا - پہر تیسرا بیٹا محمود - ایک بیٹا احمد اور دو بیٹیاں

امان و عزمین چھوڑ کر مرگیا بعد چنڈے احمد ہی مرگیا پہر بعد از ان سبوت کی بیٹی سماء

شریفہ اپنا بیٹا قاسم اور ایک بیٹی دزمین چھوڑ کر مر گئی - موصوف جو تھا بیٹا سبوت

کا ایک ہاشم اور ایک بیٹی کریمین چھوڑ کر مرگیا - بعد چنڈے ہاشم ہی مرگیا پہر سبوت

بیٹی کریمہ لاولد مری بعد اسکے اماں محمود کی بیٹی ایک بیٹی ہندہ چھوڑ کر مری بعد
اوسکے قاسم اپنا بیٹا میر حسن نامی چھوڑ کر فوت ہو گیا۔

انخاص زندہ کا حصہ بقاعدہ شرح حسب ذیل ہے

بکہ فوت ہوا دہلڑکے اور دو لڑکیاں چھوڑیں

باعث $\frac{1}{4}$
سبوت $\frac{1}{4}$
ہندہ $\frac{1}{4}$
شایستہ $\frac{1}{4}$

ہندہ $\frac{1}{4}$

پوتا نورخان مفقود الخبر $\frac{1}{4}$

} کیونکہ پوتے کے سلسلے بہائی ساقط ہو جاتے ہیں	مردم	باعث	بہائی
	مردم	سبوت	بہائی
	مردم	شایستہ	بہن

باعث $\frac{1}{4} \times 3 = \frac{3}{4}$

بہائی $\frac{1}{4}$
بہن $\frac{1}{4}$
شایستہ $\frac{1}{4}$
سبوت $\frac{1}{4}$

سبوت $\frac{1}{4} + \frac{1}{4} = \frac{1}{2}$

زید - $\frac{1}{12}$
عمر - $\frac{1}{12}$
محمد - $\frac{1}{12}$
یونس - $\frac{1}{12}$
نکمر - $\frac{1}{12}$

۲۰

صدیقہ - $\frac{1}{12}$
کریمہ - $\frac{1}{12}$
شہرہ - $\frac{1}{12}$

۲۱

بہن [شایستہ - ساقط

$\frac{1809}{8224} = \frac{11}{48} \text{ و } \frac{2}{8} \text{ و } \frac{2}{8} \text{ و } \frac{1}{16} \text{ و } \frac{1}{16}$ $\frac{1809}{8224} = \frac{1}{16} \text{ کا } \frac{1809}{8224}$ $\frac{2}{81} = \frac{1}{3} \text{ کا } \frac{2}{81} = \frac{2}{81}$	<p>موصوف</p> <p>ہمشیکان حیدہ-کریہ ساقط</p>	<p>دختر کریمین</p> <p>بہای منشکوہ</p>	<p>پسر ششم</p>
$\frac{1809}{8224}$	$\frac{1809}{8224}$	<p>بہن حیدہ</p> <p>$\frac{2}{81}$</p>	<p>بہای منشکوہ</p> <p>$\frac{2}{81}$</p>
$\frac{50}{424} = \frac{1}{4} \text{ کا } \frac{50}{424}$	<p>امان</p>	<p>دختر نہدہ</p> <p>$\frac{50}{424}$</p>	<p>پسر پنجمین</p> <p>$\frac{50}{424}$</p>
$\frac{2}{81}$	<p>قاسم</p>	<p>بہن وزیمین</p> <p>ساقط</p>	<p>پسر پنجمین</p> <p>$\frac{2}{81}$</p>

مناسخہ کی تیسری مثال

زید فوت ہوا دولٹ کے عمر و بکر اور دو بیٹیاں رحیم و کریم اور ایک بیوہ ہند چہرٹی

بیوہ	نہندہ	$\frac{1}{x} = y$	$(\frac{1}{y} = \frac{1}{x} \times \frac{x}{y} = \frac{1}{y} - \frac{x}{y})$
پسر	عمر	$\frac{12}{x} = y$	
پسر	بکر	$\frac{12}{x} = y$	
دقتر	رحیم	$\frac{4}{x} = y$	
دقتر	کریم	$\frac{4}{x} = y$	

مان زینب - $\frac{1}{12}$ - 7
 پسر عمر - $\frac{1}{12}$
 دختر بکر - $\frac{1}{12}$
 دختر حسن - $\frac{1}{12}$
 پسر کریم - $\frac{1}{12}$

شمه $\frac{1}{4} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{8}$
 $(\frac{5}{12} = \frac{1}{12} - \frac{1}{8})$
 $\frac{5}{12} = \frac{1}{4}$ کا $\frac{5}{12}$
 $\frac{1}{12} = \frac{1}{4}$ کا $\frac{1}{12}$

$$\frac{1}{10} = \frac{1}{2} \times \frac{1}{5}$$
$$\frac{p}{122} = \frac{2}{4} \checkmark \frac{2}{25}$$

غلیطہ $\frac{3}{14}$ و $\frac{3}{32} = \frac{9}{32}$ کا $\frac{1}{2} = \frac{9}{64}$

عبدالرحمن شوہر $\frac{9}{64}$

عبدالرحیم برادر $\frac{9}{128}$

عبدالکریم برادر $\frac{9}{128}$

حلیہ عمر رحیمہ خالد عبدالد رقیبہ عبدالرحمن عبدالرحیم عبدالکریم

$\frac{1}{16}$ $\frac{1}{8}$ $\frac{1}{16}$ $\frac{3}{32}$ $\frac{3}{16}$ $\frac{3}{32}$ $\frac{9}{64}$ $\frac{9}{128}$ $\frac{9}{128}$

ذو ضفاف ۱۲۸ ہوا۔

حلیہ عمر رحیمہ خالد عبداللہ رقیبہ عبدالرحمن عبدالرحیم عبدالکریم
۸ + ۱۶ + ۸ + ۲۲ + ۲۲ + ۱۲ + ۱۱۸ + ۹ + ۹ + ۱۲۸

۱۲۸

ایل برلنگ صاحب نے صرف قاعدہ مختصر اور دو مثال لکھ کر
اکتفا کی لیکن مناسخ کی مثالوں اور سائل و جواب کو نہیں حل کیا اور نہ کوئی
افنی صورت لکھی جسکی وجہ سے طالب علموں کو اس قسم کے سائل کے حل کرنے
میں دقت واقع ہوتی تھی اس واسطے چند مثال مناسخ کی اور عول درو کا قاعدہ
معہ حل امثلہ بیان کیا جاتا ہے۔

مُصنّف موصوف اپنے قاعدہ میں کہتے ہیں کہ ذو ضفاف اقل اور کسرت
کے نسب ناموں کا اس کل حصص کی تعداد کو ظاہر کر لگا زمین کل جایدا و تقسیم
کرنی چاہئے۔ صرف اس قدر بیان سائل و جواب درو میں کتنی نہیں ہو سکتا کیونکہ
سائل و جواب میں ذو ضفاف اقل سے تعداد حصص وارثوں کا بڑھ جاتی ہے اور
سائل و جواب میں کم ہو جاتی ہے پہر اگر بموجب ذو ضفاف اقل کے جایدا و تقسیم کیا
جیسا کہ فاضل مُصنّف لکھتا ہے۔ تو زیادہ یا کم حصہ کس طرف ہوں آوے اور وارثوں
کو ناحق زیان پہنچے۔ ہم ایک مختصر قاعدہ بیان کرتے ہیں امید ہو کہ تفہیم سائل و جواب

زیادہ سہولت ہو۔

دفعہ ۱۰۷۔ مسائل عول و ردین اول کسرات حصص اون اشخاص کی کہ جو مستحق ترکہ ہیں پھر اون کسرات کو تعداد وراثا یا بندہ حصص سے علیحدہ علیحدہ تقسیم کر دو (بشرطیکہ ایک فریق میں کئی وار ہوں اگر ایک فریق میں صرف ایک ہی وارث ہو تو تقسیم کرنے کی کچھ حاجت نہیں) پھر ان کسرات کو بقاعدہ کسور جمع کر کے ہر ایک فریق کے ہر ایک وارث کا حصہ دریافت کر لو۔ مثلاً ذیل معاینہ کرنی چاہئیں (عول کی شالین *)

۱۔ خاندان کا حصہ $\frac{1}{4}$ مقرری ہے $\frac{1}{4} = \frac{3}{4}$ کے

۲۔ حقیقی بہن کا حصہ $\frac{1}{8}$ مقرری ہے $\frac{1}{8} = \frac{3}{8} = \frac{1}{4}$ مساوی $\frac{1}{4}$ کے پس ۲ سہام ہر بہن کا حصہ ہے۔

۳۔ عوب کا یہ قاعدہ ہے کہ جب مسئلہ میں $\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{8}$ کے حصہ دار ہوں تو مخیر ضرور چھوڑ دیا جائے گا لیکن جب مخیر بن کے منع ہوتی ہو تو اس سے قاعدہ بڑھ جائے گا یعنی اور ایسے قاعدہ کا نام عول ہے مثلاً علمائے دین نے یہ قاعدہ مقرر کیا ہے کہ ۶ کا عول ۷ و ۸ تک کیا جاسکتا ہے جب مخیر نہ ہو اور وارثان کا حصہ زیادہ تو حسب قاعدہ مخیر کو بڑھادیے میں پس انہوں نے تجویز کر کے یہ قاعدہ مقرر کر دیا ہے کہ ۶ کا عول ۷ و ۸ و ۹ تک ہو سکتا ہے اور اسکی مختلف صورتیں لکھ دی ہیں لیکن ہماری انگریزی قاعدہ کے بموجب اس بات کے جاننے کی کچھ ضرورت نہیں کہ حسب مخیر بن کی ہو تو ۶ کا عول ۷ و ۸ وغیرہ سے کہو بلکہ صرف کسرات وارثان کے حصص کی کہہ کر ان کو جمع کر لو وہ ہی ادن کا حصہ ہوگا اور اگر ایک سے زیادہ وارث ہوں جیسے کہ اس مثال میں دو بہن ہیں تو اس وارث کے حصہ کو تعداد وارثوں پر تقسیم کر کے ہر ایک وارث کا حصہ سمجھو۔

۱۱۲ بموجب قاعدہ کے ہر ایک وارث کا حصہ جدا گانہ لکھا خاوند کا حصہ ۱/۲ ہے اور دو بہنوں کا حصہ ۱/۲ ہے پہر بموجب اس قاعدہ کے کسرت کو نقد اور نامی علیحدہ علیحدہ تقسیم کیا اس واسطے (چونکہ خاوند نقد اور بین ایک ہو اگر ۱/۲ کو ۱/۲ تقسیم کر دو تو وہی ۱/۲ رہتا ہے لیکن اگر ۱/۲ کو ۲ پر تقسیم کیا جائے گا ۱/۴ اور ۱/۴ حاصل ہوا پس کسرت کی صورت یہ ہوئی خاوند کا حصہ ۱/۲ یا ۳ سہام اور ہر ایک بہن کا حصہ ۱/۲ یا ۲ سہام - کیونکہ جب ۱/۲ کو ۲ کا ذواصناف اقل لکھا تو ۶ ہوئے چونکہ ۶ کا ۱/۲ تین ہی ہوتا ہے اور ۶ کا ۱/۳ ہے اس واسطے ۳ سہام تو خاوند کو ملنے چاہئیں اور ۲ سہام ہر ایک بہن کو - پس دونوں بہنوں کو ۴ سہام پہنچے گئے اور خاوند کو ۳ سہام مجبر علی ۷ سہام ہوئے جمین جایدا کو تقسیم کرنی چاہئے -

۲۔ عول کی مثال بقاعدہ انگیزی

[illegible]

شوہر ۲ ہمشیر یعنی مادر و ذفعان ۶ ہے ۳ و ۳ و ۱ = ۶ معلوم ہوا
 ۱ ۲ ۶ کہ مخج ۶ ہے اور کرات ۸ ہیں اس واسطے عمل کا ہر
 سب حصص کو جمع کیا تو ۱ و ۳ و ۱ = ۵ اس واسطے ہر کل حصوں کا مجموعہ ہوا۔

بعد ازان عمل کے مضمون کو جمع کیا تو لکھ حاصل ہوا۔ صورت اربعہ یہ ہوئی۔

$$\frac{1}{4} : 1 : 1 : 1 \text{ د ا واسطے د } = \frac{1 \times 1 \times 1 \times 1}{1 \times 1 \times 1 \times 1} = \frac{1}{4} \text{ حصہ شوم}$$

$$\frac{4}{5} : \frac{2}{3} :: 1:1 \text{ و اساطع } = \frac{1 \times 2 \times 3}{1 \times 1 \times 2} = \frac{3}{1} = \text{حقیقه مشیره}$$

کل حصص کو جمع کیا $\frac{1}{4} + \frac{1}{4} = \frac{1}{2}$ - ۱ - $\frac{1}{4} = \frac{1}{4}$ چونکہ شوہر پر ورثہ نہیں ہو سکتا اسلئے دختر اور ماں کا حصہ جمع کیا تو $\frac{1}{4} + \frac{1}{4} = \frac{1}{2}$ صورت اربعہ بیہ ہوئی۔
 $\frac{1}{4} : \frac{1}{4} : \frac{1}{4} : \frac{1}{4}$ د اسواسطے $\frac{1}{4} = \frac{1 \times 1 \times 1 \times 1}{1 \times 1 \times 1 \times 1} = \frac{1}{4}$ حصہ دختر۔
 $\frac{1}{4} : \frac{1}{4} : \frac{1}{4} : \frac{1}{4}$ د اسواسطے $\frac{1}{4} = \frac{1 \times 1 \times 1 \times 1}{1 \times 1 \times 1 \times 1} = \frac{1}{4}$ حصہ مادر۔
 سب کے حصے جمع کئے تو یہ ہوئے $\frac{1}{4} + \frac{1}{4} = \frac{1}{2}$ ($\frac{1}{4} + \frac{1}{4}$) = $\frac{1}{2}$ - ۱ - $\frac{1}{4} = \frac{1}{4}$
 انگریزی و عربی قاعدہ کے پڑھنے سے معلوم ہو گا کہ انگریزی طریقہ استخراج سہام کا کتنے آسان ہے اور ہم نے حتی الوسع ہر ایک مثال کو دونوں طرح سے حل کر کر آسان کر دیا ہے حال ان دونوں طریقوں کا بیان کرنا ہر ایک شخص کے واسطے زیادہ تر مفید ہو گا۔

باب ۲۰

ذوی الارحام

تین قسم کے وارثوں میں سے دو یعنی ۱ ذوی الفروض ۲ عصبات کا بیان تو مفصل ہو چکا اب میں تیسری قسم کے وارثوں کا بیان کرتا ہوں جنکو ذوی الارحام کہتے ہیں۔ ذوی الارحام کے لغوی معنی قرابت واریکے ہیں لیکن شرع میں اُس قرابت کا مراد ہے جو ذوی الفروض اور عصبہ ہو بلکہ وہ اشخاص میں جو ان سب کے بعد وارث ہوتے ہیں چنانچہ جب ذوی الفروض اور عصبات میں سے کوئی شخص بھی ہو جو دہن ہوئے تنہا ذوی الارحام بموجب اپنے دعوں اور استحقاق کے وارث ہوں گے اور جب کہ ان میں سے

تو اعدائے

ذوی الارحام کے استحقاق وراثت کو اکثر صحابہ مجاز رکھتے ہیں مثل عمر - علی - ابن مسعود و ابی عبیدہ بن الجراح - معاذ بن جبل - ابی الدرداء - اور ابن عباس سے پیشہ رو روایت ہے کہ وہ بھی توبہ ذوی الارحام کو مجاز رکھتے ہیں - علقمہ - ابراہیم - شریح - حسن - ابن سیرین - عطاء - اور مجاہد جو کہ تابعین ہیں - اور ابو حنیفہ ابو ثعلبہ و فقہاء و محدثین کے تابعین وراثت ذوی الارحام پر متفق ہیں - اور وراثت ذوی الارحام حدیث قول اور فعل سے ثابت ہے۔
 شریعی ص ۹۳

۵

صرف ایک ہی شخص موجود ہو تو وہ تنہا (خواہ عورت ہو خواہ مرد) کل مال کا اسی طرح وارث ہو گا جی طرح کہ عصبہ وارث ہوتا ہے۔

تو

ذوی الارحام کی چار صنف ہیں۔ پہلی صنف میں بیٹوں اور پوتیوں کی اولاد کو کہتے ہیں فروتر ہو داخل ہے۔ دوسری صنف میں اجداد فاسد (مثلاً نانا اور نانا کا باپ) اور جد فاسدہ (مثلاً نانا کی ماں اور نانا کی نانی) کو کہتے ہیں اعلیٰ ہون داخل میں۔ تیسری صنف میں بہنو کی اولاد کو کہتے ہیں فروتر ہو (اولاد خواہ مذکر ہو خواہ مؤنث اور بہنیں خواہ حقیقی ہوں یا علاقائی یا اخیانی)، اور بھائیوں کی بیٹیاں کو کہتے ہیں فروتر ہوں اور زیر اخیانی بھائیوں کے بیٹے کو کہتے ہیں فروتر ہوں داخل میں اور چوتھی صنف میں سبطات (یعنی خواہ حقیقی ہوں یا علاقائی یا اخیانی) اور عمام اخیانی اور خالو اور خالات داخل ہیں۔

در المختار میں ذوی الارحام کی تعریف اور تقسیم اس طرح پر لکھی ہے

هو كل قريب ليس بذی سهم ولا عصبۃ فهو قسم ثالث حیث ذلک یوثع

ذی سهم ولا عصبۃ سوى الزوجان لعدم النج علیہما فیاخذ المنفرد جمیع

المال بالقرابة والمحجب اقربهم الا بعد کترتیب العصبۃ فہم اربعۃ اصناف المیز

ثم اصلہ ثم جزویہ ثم جزویہ اوجدیۃ و حیث یقدم جزویۃ و ہما اولاد

البنات و اولاد بنات الابن وان سفلو ثم اصلہ و ہما لجد الفاسد و الحلات

الفاسدات وان علو ثم جزویہ و ہما اولاد الاخوات لابن اولاد

اولاد الاخوة و الاخوات لام و بنات الاخوة لابن اولاد وان نزلو و یقدم علیہم

خلافاً لہما ثم جزویہ اوجدیۃ و ہما الاخوال و الخالات و الاعمام لام و لعمام

و بنات الاعمام و اولاد ہولاء ثم عمات الابا و الامهات و اخوالہم و خالاتہم

و اعمام الاباء لام و اعمام الامهات کلہم و اولاد ہولاء وان بعد بالعلو و سفلو

یقدم الاقرب فی کل صنف۔

در المختار عربی ص ۶۸

دوی الارحام کی چار صنف ہیں

پہلی صنف میں وہ اشخاص ہیں جو متوفی کی طرف منسوب ہوتے ہیں اُنہیں بیٹوں کی اولاد کو گنتی ہی فرد تر ہو (خواہ مذکر ہو خواہ مؤنث) اور پوتیوں کی اولاد کو گنتی ہی فرد تر ہو (خواہ مذکر ہو خواہ مؤنث) داخل ہیں۔

تو الابدائی

دوسری صنف میں ایسے اشخاص ہیں جنکی طرف خود متوفی منسوب ہوتا ہے اور اُنہیں جد فاسد کو گنتی ہی اعلیٰ ہوں (مثلاً متوفی کا نانا اور پُر نانا) اور جدات فاسدہ کو گنتی ہی اعلیٰ ہوں (مثلاً نانا کی مان اور نانا کی مان کی مان) داخل ہیں۔

تیسری صنف میں ایسے اشخاص ہیں جو متوفی کے باپ یا مان کی طرف منسوب ہوتے ہیں اُنہیں بہنو کی اولاد کو گنتی ہی فرد تر ہو (خواہ مذکر ہو خواہ مؤنث) یا حقیقی ہو یا علاقائی یا خیانی اور بھائیوں کی بیٹیاں کو گنتی ہی فرد تر ہوں (بھائی حقیقی ہوں خواہ علاقائی خواہ خیانی) اور خیانی بھائیوں کے بیٹے داخل ہیں۔

چوتھی صنف میں ایسے اشخاص ہیں جو متوفی کے جد (دادا یا نانا) یا جدہ کی طرف (دادا یا نانی) منسوب ہوں اُنہیں متوفی کی مطلقاً علات + اور اعمام یا خیانی اور خالو اور خالات داخل ہیں۔ شریفی ص ۹۴ و ۹۵

یہ چاروں صنف کے اشخاص اور وہ اشخاص جو ان کے وسیلہ سے متوفی سے منسوب ہوتے ہیں دوی الارحام میں داخل ہیں۔ شریفی +

+ یعنی حقیقی۔ علاقائی خواہ خیانی۔

+ فقہ کلاک کل من یلہ من ذوی الارحام

عربی میں لفظ من بعض کی اصطلاح ہے پس اس کے یہ معنی نہیں سمجھ جائینگے کہ ہر سب اشخاص بعض دوی الارحام میں سے ہیں۔ کیونکہ دوی الارحام چار صنف میں محدود کئے گئے ہیں اس واسطے مصنف شریفی نے اپنی شرح میں اس شک کے رفع کے واسطے عبارت ذیل زیادہ کر دی ہے

ولکن لا یتناول من ذوی الارحام المذکورۃ والعادات والاحوال والحوالات یعنی اعمام اور خالو اور خالات مذکورہ میں سے جو لوگ اعلیٰ ہیں وہ شمار دوی الارحام سے خارج ہیں گو کہ وہ دوی الارحام میں

پہلا صنف چاروں صنفوں میں مقدم اور مرجح ہے۔ پھر دوسرا صنف پھر تیسرا صنف اور پھر چوتھا صنف بترتیب عصابات - ۵۵
 ذوی الارحام کی ترتیب کا ذکر تو مفصل ہو چکا اب ہر ایک صنف کے ورثہ کی ترتیب بیان کر دیا جاتا ہے۔
 ذوی الارحام کی تواریث ان کے اصناف کی ترتیب کے موافق ہوتی ہے یعنی پہلی صنف اول پھر دوم پھر سوم پھر صنف چہارم کے ورثہ بترتیب وراثت ہوں گے اور ہر ایک صنف کے ورثہ میں ترتیب تواریث کا یہ قاعدہ ہے کہ متوفی سے جو شخص کہ رشتہ میں اقرب ہوگا وہ ہی اول مستحق ہوگا۔ پس صنف اول میں جو وارث کہ زیادہ تر قریب ہو وہ نسبت باقی وارثوں کے مقدم اور مرجح ہے۔

صفحہ ۱۰۷
 ذوی الارحام کی اولاد داخل ہے جو شخص متوفی سے اقرب ہے وہ ہی مقدم اور اولیٰ مستحق میراث ہے۔ مثلاً نواسی بہر سچ پوتی کے بیٹی کے کل ترکہ کی مستحق ہے۔ اہل قرابت اور اہل تنزیل دو بڑے فرقہ ہیں۔ اہل قرابت ان لوگوں کو کہتے ہیں جو سلسلہ الاقرب فلا اقرب پر عمل کرتے ہیں ایسے جیسے اس نام سے موسوم کئے گئے۔ ابو حنیفہ

۵۵ ابوسلمان محمد بن حسن سے یہ روایت لکھتے ہیں کہ ابو حنیفہ نے یہ فرمایا ہے کہ دوسرا صنف چاروں صنفوں میں مقدم اور مرجح ہے۔ پھر پہلا۔ پھر تیسرا۔ پھر چوتھا لیکن ابویوسف اور حسن بن زیاد ابو حنیفہ سے اور ابن ساعۃ محمد بن حسن سے اور محمد بن حسن ابو حنیفہ سے یہ روایت کرتے ہیں کہ چاروں صنفوں میں پہلا صنف ہی مقدم اور مرجح ہے۔ پھر دوسرا۔ تیسرا اور چوتھا بحسب ترتیب عصابات۔ یعنی جس طرح کہ عصابات میں اول بیٹا پھر باپ پھر دادا پھر بھائی پھر اعمام بترتیب وارث ہوتے ہیں اسی طرح ذوی الارحام میں بترتیب مذکورہ وارث ہوں گے اور اس قول پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔
 شریعی ص ۹۵

خواہر زادہ ابو عبد اللہ الفایضی سے یہ روایت بیان کرتا ہے کہ وہ ان دونوں روایتوں کو جائز مانتا ہے اسکا یہ بیان ہے کہ محمد نے جو روایت ابو حنیفہ سے لکھی ہے وہ ابو حنیفہ کا پہلا قول تھا اور جو روایت کہ ابویوسف نے لکھی ہے وہ ابو حنیفہ کا آخری قول تھا پس قول آخری پہلے قول کو فسخ کرتا ہے۔
 شریعی ص ۹۵

ذوی الارحام کی چار صنفیں

پہلی صنف میں وہ اشخاص ہیں جو متوفی کی طرف منسوب ہوتے ہیں انہیں بیٹوں کی اولاد کو کہتی ہیں (خواہ مذکر ہو خواہ مؤنث) اور پوتیوں کی اولاد کو کہتی ہیں (خواہ مذکر ہو خواہ مؤنث) داخل ہیں۔

والدہ بانی

دوسری صنف میں ایسے اشخاص ہیں جن کی طرف جو متوفی منسوب ہوتا ہے اور انہیں چار فاسدہ کہتے ہیں اعلیٰ ہون (مثلاً متوفی کا نانا اور پرنانا) او جدات فاسدہ کو کہتی ہیں اعلیٰ ہون (مثلاً نانا کی ماں اور نانا کی ماں کی ماں) داخل ہیں۔

تیسری صنف میں ایسے اشخاص ہیں جو متوفی کے باپ یا ماں کی طرف منسوب ہوتے ہیں انہیں بہنوں کی اولاد کو کہتی ہیں (خواہ مذکر ہو خواہ مؤنث) یا حقیقی ہو یا عدلی یا خدائی اور بھائیوں کی بیٹیاں کو کہتی ہیں (خواہ مذکر ہو خواہ مؤنث) یا حقیقی ہوں خواہ عدلی خواہ خدائی) اور خدائی بھائیوں کے بیٹے داخل ہیں۔

چوتھی صنف میں ایسے اشخاص ہیں جو متوفی کے جد (دادا یا نانا) یا جدہ کی طرف منسوب ہوتے ہیں انہیں منسوب ہون انہیں متوفی کی مطلقاً علات ہیں اور اعمام خدائی اور خالو اور خالات داخل ہیں۔ شریفی ص ۹۴ و ۹۵

پہم چاروں صنف کے اشخاص اور وہ اشخاص جو ان کے وسیلہ سے متوفی سے منسوب ہوتے ہیں ذوی الارحام میں داخل ہیں۔ شریفی +

یعنی حقیقی۔ علاتی خواہ خدائی۔

فہم لاکل من بدلے میں ذوی الارحام عربی میں لفظ من بعض کے واسطے آتا ہے پہل کے یہ معنی نہیں سمجھ جائینگے کہ یہ سب اشخاص بعض ذوی الارحام میں سے ہیں کیونکہ ذوی الارحام چار صنف میں محدود کئے گئے ہیں اس واسطے مصنف شریفی نے اپنی شرح میں اس شک کے رفع کے واسطے عبارت ذیل زیادہ کر دی ہے

ولکن لا یتناول من صنف الارحام المذکورہ والعلات والخالوات یعنی اعمام اور خالوات وغیرہ میں سے جو لوگ اعلیٰ ہیں وہ شمار ذوی الارحام سے خارج ہیں کیونکہ ذوی الارحام میں

پہلا صنف چاروں صنفوں میں مقدم اور مرجح ہے۔ پھر دوسرا صنف پھر تیسرا صنف اور پھر چوتھا صنف بترتیب عصابات - ۵۵

ذوی الارحام کی ترتیب کا ذکر تو مفصل پہلے کتاب ہر ایک صنف کے ورثہ کی ترتیب بیان کیا جاتا ہے۔ عمدہ ذوی الارحام کی توریث اُن کے اہل قریب کی ترتیب کے موافق ہوتی ہے یعنی پہلی صف اول پھر دوم پھر سوم پھر صنف چہارم کے ورثہ بترتیب وراثت ہوں گے اور ہر ایک صنف کے ورثہ میں ترتیب توریث کا یہ قاعدہ ہے کہ متونی سے جو شخص کہ رشتہ میں اقرب ہوگا وہ ہی اول مستحق ہوگا۔ پس صنف اول میں جو وارث کہ زیادہ تر قریب ہو وہ بہ نسبت باقی وارثوں کے مقدم اور مرجح ہے۔

دفعہ ۱۰۷ صنف اول کے ورثہ میں (جسمین بیٹوں اور پوتوں کی اولاد داخل ہے) جو شخص متونی سے اقرب ہے وہ ہی مقدم اور اولیٰ مستحق تیراث ہے۔ مثلاً اسی تبریح پوتی کے بیٹی کے کل ترکہ کی مستحق ہے۔

۱۔ اہل قرابت اور اہل تنزیل دو بڑے فرقہ ہیں۔ اہل قرابت اُن لوگوں کو کہتے ہیں جو سلسلہ الاقرب والا قرب پر عمل کرتے ہیں ایسے جو سے اس نام سے موسوم کئے گئے۔ ابو حنیفہ

۵۵ ابوسلمان محمد بن حسن سے یہ روایت لکھتے ہیں کہ ابو حنیفہ نے یہ فرمایا ہے کہ دوسرا صنف چاروں صنفوں

میں مقدم اور مرجح ہے۔ پھر پہلا۔ پھر تیسرا۔ پھر چوتھا لیکن ابویوسف اور حسن بن زیاد ابو حنیفہ سے اور ابن ساعدہ محمد بن حسن سے اور محمد بن حسن ابو حنیفہ سے یہ روایت کرتے ہیں کہ چاروں صنفوں میں پہلا صنف ہی مقدم اور مرجح ہے۔ پھر دوسرا۔ تیسرا اور چوتھا بحسب ترتیب عصابات۔ یعنی جب طے ہو کہ عصابات میں اول بیٹا پھر باپ پھر دادا پھر بھائی پھر اعمام بترتیب وارث ہوتے ہیں اسی طرح ذوی الارحام میں بترتیب مذکورہ وارث ہوں گے اور اس قول پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔

شیرازی ص ۹۵

خواہر زادہ ابو عبد اللہ الفاضل سے یہ روایت بیان کرتا ہے کہ وہ ان دونوں روایتوں کو مجاز مانتا ہے اسکا یہ بیان ہے کہ محمد نے جو روایت ابو حنیفہ سے لکھی ہے وہ ابو حنیفہ کا پہلا قول تھا اور جو روایت کہ ابویوسف نے لکھی ہے وہ ابو حنیفہ کا آخری قول تھا پس قول آخری پہلے قول کو نسخ کرتا ہے۔

شیرازی

ابو یوسف - امام محمد - زفر عیسیٰ بن آبان اہل قرابت ہیں - اور علقمہ شعبی - مسروق
ابی صبیہ - قاسم بن سلام - حسن بن زیاد - اہل نزہل میں کیونکہ اہل نزہل ملی کو ملی کا
قائم مقام سمجھا اسکو ملی بہ کا ترکہ دیتے ہیں ایسا سطلے اس نام سے موسوم کئے گئے -
مثلاً نواسی اور پوتی کی بیٹی - بیٹی کا حصہ نصف ہے ایسا سطلے اہل نزہل اسکی بیٹی کو بھی
نصف حصہ دیتے ہیں اور پوتی کا حصہ ۲/۳ ہے ایسا سطلے پوتی کی بیٹی کو پوتی کا قائم مقام سمجھ کر وہ
ہی حصہ اسکی ماں کا اسکو بھی دیتے ہیں اور اہل قرابت مطلقاً پوتی کی بیٹی کو کچھ نہیں دیتے کیونکہ
نواسی کا ستونی سے ایک درجہ کا بعد ہے اور پوتی کی بیٹی کا دو درجہ کا چونکہ نواسی پوتی کی بیٹی
سے زیادہ قریب ہے ایسا سطلے نواسی ستی کل میراث ہے اور پوتی کی بیٹی بالکل ساقط ہے
فتویٰ اہل قرابت کی رائے پر ہے -

دفعہ ۱۰۸ - اگر دعویٰ درجہ میں مساوی ہوں (مثلاً جلد دعویٰ دستوفی سے

دو درجہ یا تین درجہ کے بعد پر ہوں) تو ولد وارث کو ولد ذوی الارحام پر ترجیح
ہے مثلاً پوتی کی بیٹی کو نواسی کے بیٹے پر ترجیح ہے -

سراجی

دفعہ ۱۰۹ - اگر دعویٰ رجہت میں اور نیز درجہ میں یکساں ہوں تو ولد وارث

کو ترجیح ہے - لیکن اگر رجہت میں اختلاف ہو تو جو شخص کہ باپ کی رجہت سے

مصنف و الخزانے لکھا ہے واذا استوفی درجۃ و للقد الجہۃ قدم ولد الوارث

فلو اختلفت لقرابة الاب الثلثان و لقرابة الام الثلث و عند الاستواء فان

اتفقت صفة الاصول في الذکور او الانوثة اعتبار ابدان الفروع

اتفاقاً و اما اذا اختلفت الفروع و لا اصول کنت ابن بنت و ابن بنت بنت

اعتبار ہجھل في ذلك الاصول و قسم عليهم اثلاثاً و اعطى كلا من

الفروع نصيب اصله و هما اعتبار الفروع -

قاعدہ

۱۱۹

قربت دار ہے وہ $\frac{1}{2}$ کا اور جو مال کی جہت سے قربت دار ہے وہ $\frac{1}{4}$ کا مستحق ہوگا۔
در المختار ص ۸۷

دفعہ ۱۱۰۔ لیکن اگر درجہ قرب میں سب مساوی ہوں اور ان میں ولد وارث نہ ہو یا کل اشخاص وارث کے وسیلہ سے منسوب ہوتے ہوں تو اس صورت میں ابو یوسف و حسن بن زیاد ابدان فروع کا اعتبار کرتے ہیں اور فروع پر بقاعدہ ہر مرد مساوی حصہ دوزن عمل کرتے ہیں گو ہنوا میں اختلاف ذکورت و انوثت کا ہو یا نہ ہو لیکن محمد اگر اصول میں صفت ذکورت و انوثت یکساں ہے تو ابو یوسف کے قول پر عمل کرتے ہیں اور اگر صفات میں اختلاف ہو تو فروع کو میراث اصول دیتے ہیں۔

دفعہ ۱۱۱۔ لیکن اگر (در قبضہ میں) کل اشخاص مساوی الدرجہ ہوں اور ان میں کوئی ولد وارث نہ ہو (مثلاً نواسہ کی بیٹی اور نواسی کا بیٹا) یا ان میں کل اشخاص وارث کے وسیلہ سے منسوب ہوتے ہوں تو محمد اشخاص فروع کا اعتبار کرتے ہیں نہ طریقہ صفت ذکورت و انوثت اصول متفق ہو۔ اس باب میں محمد صاحبین سے متفق ہیں لیکن اگر صفت ذکورت و انوثت اصول مختلف ہو تو محمد اشخاص اصول کا اعتبار کرتے ہیں اور فروع کو ان کے اصول کا حصہ دیتے ہیں۔
سراجی

مثلاً اگر متوفی نے ایک نواسہ اور ایک نواسی چھوڑی تو صاحبین کے نزدیک ترکہ بقاعدہ ”ہر مرد مساوی حصہ دوزن“ باعتبار ابدان فروع تقسیم کرنا چاہیئے یعنی $\frac{1}{2}$ نواسہ کو اور $\frac{1}{2}$ نواسی کو دینا چاہیئے۔ محمد بھی اس مسئلہ پر متفق ہیں کیونکہ صفت اصول متفق ہے۔

اگر متوفی نے ایک نواسہ کی لڑکی اور ایک نواسی کا لڑکا چھوڑا ہو تو صاحبین کے نزدیک مال باعتبار ابدان فروع یعنی $\frac{1}{2}$ نواسی کے لڑکے کو اور $\frac{1}{2}$ نواسہ کی لڑکی کو دینا چاہیئے۔ مگر محمد کے

نزدیک اول ترکہ اصول یعنی بطن ثانی میں جہان اول اختلاف و کورت و توسع ہے تفہیم کرنا چاہئے۔ پس نواسی کو پہلے اور نواسہ کو پہلے دیکر نواسہ کی لڑکی کو بیٹہ دیدینا چاہئے کیونکہ اس کے پاس کا حق ہے جو اس پر منتقل ہوا ہے۔ یہ نواسی کے واسطے کہ کیونکہ یہ بیٹہ اس کی بان کا حصہ ہے۔ چونکہ تول محمد محتاج تفصیل مزید ہے اس واسطے مصنف شریف نے اس کی تشریح کمال شرح و بسط سے اس طرح کر رکھی ہے کہ محمد کے نزدیک حبیط کہ اصول کا لحاظ دوسرے بطن میں کیا جاتا ہے اس طرح اصول کا لحاظ بطون متعددہ میں بھی کیا جائیگا۔

اصول کا لحاظ بطون متعددہ میں بھی لیا جاسکتا۔
اگر مساوی الدرجہ بیٹوں کا، اولاد میں بطون مختلفہ پائے جاوین تو جائداد پہلے اُس
بطن میں جہاں کہہ سکتے ہیں اختلاف اصول پایا جاوے باقاعدہ (ہر مرد مساوی حصہ دوزن) تقسیم
ہونی چاہئے۔ پھر ذکور کا ایک علیحدہ اور اناث کا ایک علیحدہ فریق بنا کر جو کچھ کہ ذکور کو پہنچے ہو
جمع کر کے اسکی فروغ پر اگر انہیں اور انکی فروغ میں اختلاف نکورت و انوث کا ہو یعنی کل
اشخاص ذکور ہوں یا کل اناث ہوں تقسیم کرنا چاہئے اور اگر انہیں اختلاف ہو تو جو کچھ کہ ذکور کو دیا تھا
اسکو جمع کر کے انکی اولاد میں جہاں کہہ سکتے ہیں اختلاف واقع ہو باقاعدہ تقسیم کرنا چاہئے اور انہیں
بھی ذکور اور اناث کا علیحدہ فرقہ بنا کر اسی طرح تقسیم کرنا چاہئے اسی طرح جو کچھ کہ اناث کو پہنچا ہے
انکی فروغ کو دینا چاہئے اگر انکی فروغ میں اختلاف ہو تو اسکو جمع کر کے اول اُس بطن پر کہ جہاں
انکی اولاد میں اختلاف واقع ہو تقسیم کرنا چاہئے اور اسی قاعدہ پر آخر تک عمل کرتے جاؤ۔
مثلاً

دوی الارحام کی توثیق میں قول محمد بن قنوی دیا جاتا ہے کہ اگر انہی راس میں طوالت اور عجز کی کا خیال نہ ہو تو اسے اور ایسا واسطے ہر ایک مثال کو جو بچہ عجز کے زیادہ وضاحت کے ساتھ لکھنا پڑا۔

ہر عجز کے ایسی مثالیں شاذ اور عظیم الوقوع ہوئی ہیں اور شائقین قانون کو انکا مطالعہ کرنا ضروری نہیں مگر انکی تفصیل اور وضاحت بھی اس موقع پر خالی از فائدہ نہیں ہے

[illegible]

میں اور ہر ایک درجہ میں بھی مساوی ہے اور نہ کوئی انہیں ولد وارث ہے نہ کیونکہ اگر انہیں سے کوئی بھی ولد وارث ہوتا تو وہ ہی ترکہ کا مستحق ہوتا پس اس صورت میں اصل سلسلہ ۵ اسے کر کے تصحیح ۶۰ سے کرنی چاہیے کیونکہ اول بطن میں جہاں کہ اول اختلاف ذکورت و انوث ہے نہ دختران کے ۹ سهام اور تین لبر کے ۶ سهام مجموعہ ۱۵ ہوئے ذکور کو علیحدہ اور انارک کو علیحدہ فریق بنا کر ہر ایک کے سهام کو جمع کیا پس نہ دختران کو ۹ سهام پہنچے اور تین لڑکوں کو ۶ سهام اب انکی اولاد میں یعنی بطن ثانی میں اختلاف ذکورت و انوث نہیں ہے لیکن بطن سوم میں اختلاف ہے یعنی ۹ لڑکیوں کی اولاد میں تین لڑکے اوچے دختر ہیں اور تین لڑکوں کی اولاد میں دو دختر اور ایک لڑکا ہے پس تیون لڑکوں کے ۷ چھ سهام انکی اولاد میں بقاعدہ ہر مرد مساوی حصہ دو تین تقسیم کر لینے چاہئیں۔ زب التنا ۱ ہندہ کہ ۳ سهام ۳ سهام اور قدرت المد کو تین سهام پہنچے اب دو نون لڑکیوں کا علیحدہ فریق بنا کر اور اس کے کو ایک علیحدہ فریق سمجھ کر قدرت اللہ کا حصہ اسکی فروع میں یعنی بن سادس میں بسبب اس کے کچھ اختلاف بطن رابع و خامس میں نتھنا بعینہ پہنچا دیا۔ لڑکیوں کے فریق میں پانچویں بطن میں اختلاف ہے وہاں ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔ پس لڑکے کو تو ۲ سهام اور لڑکی کو ایک سهام دیا۔ محمد عمر اور سید کی فروع میں بعینہ وہی سهام جو آٹھ پہنچا تھا یعنی چھ بطن میں شرافت النساء و لطافت النساء کو پہنچا دیا۔

نہ لڑکیوں کی فروع میں تیسرے بطن میں اختلاف ذکورت و انوث کا موجود ہے۔ کیونکہ وہاں چھ لڑکی اور ۳ لڑکے ہیں کل روس ۱۲ ہیں ۹ سهام اور ۱۲ روس میں تین بالثلث ہی اس واسطے کہ بارہ کا ثلث ہے اصل سلسلہ یعنی پندرہ میں ضرب دیکر ۳۸۱۰ سے تصحیح کی اور اس تصحیح سے تیون لڑکوں کے سهام ۲۴ ہوئے ۲۴۶۱۰ سے تصحیح ہوئے حسب قاعدہ مذکورہ بالا شرافت النساء کو ۴ سهام اور لطافت النساء کو ۸ اور جمال النساء

کو ۱۲ سہام پہنچے۔

لڑکیوں کے فرقہ کے سہام ۹ تھے $۳۶ = ۴ \times ۹$ پس بطن ثالث میں ۸ سہام
چھ لڑکیوں کو اور ۸ سہام تین لڑکوں کو پہنچے۔ اب ان کے دو فرقے کر کر بطن رابع
میں کہ ذکر کے فرقہ میں اختلاف ہے نہ سہام محمود کو اور نہ سہام دونوں دخترانِ شہید
و خدمت خانم کو دینے محمود کا حصہ یعنی بطن سادس میں دیدیا یعنی کمال النساء کا حصہ ۹ سہام
اور فرست بگم اور خدمت خانم کی فروغ میں اختلاف ہے۔ اس واسطے بقاعدہ ہر زن نصف
حصہ مرد ۶ سہام احمد بگم کو اور ۳ سہام جلال النساء کو پہنچے۔ چھ لڑکیوں کے فرقہ میں
۶ بطن ثالث میں ہیں اور چھ حصہ ۸ سہام ہے اہلی فروغ میں یعنی چھ تھے بطن میں اختلاف
ذکور شدہ وانثت پایا جاتا ہے کہ وہاں تین لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں پس ۱۲ سہام فرقہ
ذکر کو اور ۶ سہام فرقہ انثت کو پہنچے اب تینوں لڑکوں یعنی احمد و موصوف و مشکور کی فروغ
میں بطن خامس میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ وہاں دو لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے چھ سہام
چاند خان کو دیکر یعنی اسکی فروغ میں پہنچا دئے اور ان دونوں لڑکیوں کے فرقہ میں بطن
سادس میں اختلاف ہے پس چھ سہام بے یعنی عمر خان کو اور ۲ سہام نئی جان کو پہنچے
بطن رابع میں ہر مرد و دختران کا فریق جنکو چھ سہام ملے تھے اور ان کے بطن خامس میں
اختلاف ہے کہ اس میں ایک لڑکا اور دو لڑکی ہیں تین سہام احمد بگم کو اور تین سہام
امرا و بگم اور فیر النساء کو پہنچے احمد بگم کا حصہ اسکی فروغ میں یعنی خانم جان کو پہنچا دیئے
اور دونوں دختران کے تین سہام بطن سادس میں بقاعدہ ہر مرد و مساوی حصہ و وزن۔
چھوٹے خان کو ۲ سہام اور بگم جان کو ایک سہام دیا گیا۔ شریفی ص ۱۰۱

دفعہ ۱۱۳۔ تقسیم کے وقت صفت ذکور و انثت کا لحاظ اصل سے ہونا
چاہئے اور تعداد کا لحاظ فروغ سے کرنا چاہئے۔

سراجی

مثلاً ایک شخص نے دو لڑکے نواسی کی بیٹی کے اور ایک لڑکی نواسی کے لڑکے

کی اور دو بیٹیاں نواسہ کی لڑکی کی تحصیل ذیل جوڑین۔

چھوٹے خان

دختر	دختر	دختر
زید پس	دختر ہندہ	دختر سعیدہ
زیبا دختر	پس بکر	دختر جیا
دختر دختر	دختر انجم النسا	پسر پسر
شمس النسا قمر النسا		والد خالہ
۸ ۸	۶	۳ ۳

اس مثال میں محمد کی رائے کے موافق ترکہ اصول کے اعلیٰ الخلاف کے لحاظ سے
یعنی دوسرے بطن میں تعدا و فروع کا اصول میں خیال کر کے ۷ پر تقسیم ہونا چاہئے
اس مثال میں دوسرے بطن میں اختلاف ذکورت والنوت پایا جاتا ہے۔ لیکن صفت
ذکورت والنوت کا حال اصل سے معتبر ہے۔ اور اعتبار عدد کا فروع کی لحاظ سے ہوتا ہے
اور اس مثال میں دوسرے بطن میں اختلاف واقع ہوا ہے کیونکہ دوسرے بطن میں ایک
پسر زید اور دو دختر ہیں۔ پس دوسرے بطن میں زید کو بانضمام عدد فروع اس پس
کہ دو دختر شمس النسا اور قمر النسا ہیں دو پسر یعنی چار روس شمار کرنے چاہئیں۔
اور سندہ کو ایک روس کیونکہ اسکی فروع میں ایک ہی دختر ہے۔

اور سعید کو دو روس گو کہ اسکی فروع میں دو پسر ہیں لیکن صفت ذکورت والنوت
کا حال اصل سے معتبر ہوتا ہے اس واسطے اسکی اصل میں چونکہ عورت (یعنی سعیدہ) ہے
اس واسطے وہ لڑکوں کو بھی صرف روس کے اعتبار میں عورت ماننا چاہئے۔ مجموعہ

+ یعنی اگر اصل میں ذکر ہے اور فروع میں عورت پس فروع کو بھی ذکر سمجھنا چاہئے۔ اور اگر اصل میں عورت ہے
اور فروع میں ذکر پس عورت ہی شمار کرنا چاہئے۔ اور تعدا فروع کو اصل میں شمار کر تقسیم ترکہ محل اعلیٰ الخلاف ترکہ کرنا چاہئے

۱۲۵

سہام ہوے ۴ سہام زید کو اور ایک سہام سیدہ کو اور دو سہام سعیدہ کو پہنچے ذکر وراثت کو علیحدہ علیحدہ فریق کر کر ۴ سہام زید کے اسکی دو دختران کو جو اسکی فروع میں ہیں یعنی ہر احد کو دو سہام دیئے۔ ۱ اور تین سہام سعیدہ اور سیدہ کو دیکر ہر ایک کی فروع کو انکا حصہ دیدیا جائیگا لیکن چونکہ میرے بطن میں جیسا کو دو سہام اور بکر کو دو سہام ملنے چاہئیں اور تین سہام چار روس پہلا تقسیم نہیں ہو سکتے (جیسا کو دو سہام ملنے چاہئیں کیونکہ اسکی فروع میں دو پسر ہیں) پس حسب قاعدہ عدد فروع کا اعتبار اصل میں کرتے ہیں لہذا جیسا کو ۲ روس اور بکر کو کہ وہ ذکر ہے دو روس ان کو مجموعہ چار روس ہوئے۔

اس واسطے کہ $\frac{1}{2} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{4}$ تقیم اس نتیجے سے ۱۶ سہام زید کو اور اسکی دونوں لڑکیوں کو یعنی ہر واحد کو ۸ سہام پہنچے $\frac{1}{2} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{4}$ $\frac{1}{2} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{4}$ ۱۲ سہام سعیدہ اور سیدہ کو پہنچے۔ پھر جیسا کو ۶ سہام اور بکر کو ۶ سہام دیکر ذکر وراثت کو علیحدہ اور اثاث کو علیحدہ طائفہ کر دیا۔ بکر کے ۶ سہام اسکی فروع میں یعنی خیم النساء کو پہنچے۔ ۶

جیسا کی چھ سہام اسکی فروع میں ہر دو پسران کو بالساوی یعنی ۳ سہام والد کو اور ۳ سہام خالد کو ملے۔ شریفی ص ۱۰۳۔

صفحہ ۱۱۱۔ مضاف سراجی لکھتا ہے کہ ”ذوی الارحام کی توریث میں سراجی علماء جہات کا بھی لحاظ کرتے ہیں“ اس مسئلہ میں دو وزن عالم یعنی محمد جہات کا لحاظ اصول میں کرتے ہیں اور ابو یوسف ابدان فروع میں جہات کا لحاظ کرتے ہیں۔ مثلاً

مسئلہ	مسئلہ	خالہ
دختر	دختر	دختر عزیرہ النساء
کریمہ	سلیمہ	دختر ظہیرہ
دختر رحیمہ	پسر زید	پسر بکر
دختران		جہات واحدہ

اس مثال میں ابو یوسف ترکہ کو ۳۰ پر تقسیم کرتے ہیں (کیونکہ دولہا کیان ذو جہنین میں) اور ایک لڑکے کو کیونکہ وہ جہت واحد رکھتا ہے اور محمدی اس کے موافق ۲۸ سهام میں ترکہ تقسیم ہوگا اُسین سے ۲۲ سهام دونوں لڑکیوں کو (۱۶ بوجہ رشتہ پدری اور ۶ بوجہ رشتہ مادری) اور ۶ سهام لڑکے کو اُسکی باکاحۃ ملنا چاہئے۔ سراجی

اس مثال میں خالد مورث اعلیٰ تین لڑکیوں کی اولاد حسب تفصیل شجرہ چھوڑ کر گیا کر بیٹے اپنی دختر حمیدہ کا نکاح سیمہ کے پسرنامی زید سے کر دیا اور ان سے دولہا کیان شریفہ و نصیرہ و گیم پیدا ہوئیں یہ دو دختران ذو جہنین ہیں (کیونکہ مان اور زید باپ کی طرف سے تنہی سے تواتر رکھتی ہیں) اور بکر صرف قرابت واحد رکھتا ہے اس صورت میں سیمہ سے کر کر فیصح ۲۸ سے کرنی چاہئے کیونکہ بطن ثانی محل اختلاف ہے زید کو چار سهام باعتبار عد و نسوع کے علیحدہ فرقہ کر دینے چاہئیں اور حمیدہ اور نصیرہ کو تین سهام کیونکہ حمیدہ کی فروع میں دو دختران ہیں۔ پس حمیدہ کے گویا دو روس ہوں اور نصیرہ کا ایک روس۔ لیکن ان کے تین سهام انکی فروع پر کہ وہ ان دولہا کیان اور ایک پسر مجموعہ چار روس ہیں ہاں کہ تقسیم نہیں ہوتے اسوا سے $۲۸ = ۷ \times ۴$ سے فیصح کی مغلجہ اس کے $۲۸ = ۴ \times ۷$ سے فیصح کی مغلجہ اس کے $۱۶ = ۴ \times ۴$ سے فیصح کی مغلجہ اس کے $۱۶ = ۴ \times ۴$ سے فیصح کی مغلجہ اس کے

فروع میں شریفہ و نصیرہ کو آٹھ سهام دینے چاہئیں۔
 $۱۲ = ۴ \times ۳$ حمیدہ و نصیرہ کی اولاد میں اس طرح تقسیم کرنے چاہئیں کہ بکر کو ۶ سهام اور شریفہ کو ۳ سهام اور نصیرہ کو ۳ سهام۔ پس ہر دو دختران کو ما اور باپ کی طرف سے ۲۲ سهام پہنچے اور بکر کو صرف ۶ سهام۔

صنف دوم

ذوی الارحام

دوسری صنف کے ذوی الارحام کی توریث کا تقریباً وہی قاعدہ ہے جیسا کہ

۲۷

قاعدہ

اول سے وارثوں کا ہے۔ قرب متوفی اصلی وجہ ترجیح کی دونوں صنفوں میں ہے اور وہ شخص جو قریب تر ہے زیادہ بعید پر خواہ وہ کسی جہت سے جو ترجیح رکھتا ہے۔ جب وراثت متوفی سے قرب میں مساوی الدرجہ ہوں تو اس صورت میں جو شخص کہ متوسط وارث کے رشتہ دار ہو گا وہ ہی مستحق ترجیح ہے۔ جب درجہ قرب اور بعد تو سل بوارث وغیر وارث اور صفت ذکورت و انوثت اصل کیساں ہو تو ترکہ بقاعدہ ہر مرد مساوی حصہ و وزن تقسیم ہو گا۔ لیکن اگر درجہ میں مساوی ہوں مگر اختلاف ذکورت و انوثت توسط کا پایا جاوے تو ترکہ اول اس رجحان میں تقسیم کیا جائیگا جہاں سب سے پہلے اختلاف پیدا ہوا ہے۔ مگر جہت قرابت میں اختلاف ہو یعنی ایک باپ کی طرف سے اور دوسرا ماں کی جانب سے رشتہ رکھتا ہو تو ترکہ تین حصوں میں تقسیم ہو گا۔ دو سهام رشتہ دار جانب پدری کو اور ایک سهام رشتہ دار جانب مادری کو دیئے جائیں گے۔

دفعہ ۱۱۴ دوسرے صنف کے ذوی الارحام میں (جو کہ اجداد و اولیات فاسدہ میں اس شخص کو جو متوفی سے زیادہ ترقیب ہو ترجیح حاصل ہے گو وہ کسی جہت سے ہو اور بصورت یکسانیت (درجہ) کے وہ شخص جو توسط وارث متوفی سے منسوب ہوتا ہے اس شخص پر مقدم ہے جو توسط وارث منسوب نہیں ہوتا +

(الغ) یعنی خواہ شخص قریب باپ کے توسط سے رشتہ رکھتا ہو خواہ ماں کی طرف سے۔ پس ایسا وسطے نا ان کو نانی کے باپ پر اور اسی طرح دادی کے باپ کو نانی کے باپ کے باپ پر ترجیح ہے اور نا ان کو دادی کے باپ پر ترجیح حاصل ہے۔

جہات کو بھی اس قاعدہ پر قیاس کرنا چاہیئے۔
دفعہ ۱۱۵ لیکن اگر ان کے درجہ (یعنی درجات قرب و بعد) مساوی ہوں

+ ابی ہریرہؓ اور ابی فضل صنف اور علی ابن عیسیٰ البصری کی یہ رائے ہے۔

اور انہیں ایسا کوئی شخص نہ جو وارث کے وسیلہ سے رشتہ رکھتا ہو (۱) یا وہ جملہ اشخاص وارث کے وسیلہ سے رشتہ رکھتے ہوں (۲) اور صفت اُصول اُن اشخاص کی جنکے واسطے سے یہ لوگ واسطہ رکھتے ہیں ایک ہو یعنی تذکرہ و تانیث میں یکساں ہوں (۳) اور نیز قرابت بھی متحد ہو (۴) تو ترکہ اعتبار صفت اشخاص فروع کے تقسیم ہوگا (۵) اور اگر باوجود مساوی الدرجہ ہونے کے صفت اُن اشخاص کی جنکے واسطے سے یہ رشتہ رکھتے ہیں مختلف ہو تو اول جائداد اُسی لہن میں تقسیم کی جائیگی جہاں سب میں پہلے اختلاف واقع ہوا۔ قاعدہ صنف اول ملحوظ رکھنا چاہیے۔

دفعہ ۱۱۶۔ اور اگر باوجود مساوی الدرجہ ہونیکے (۵) قرابت میں اختلاف ہو تو ۱/۲ قرابت داران پدری کو اور ۱/۳ قرابت داران مادری کو دینا چاہیے پھر جو کچھ کہ ہر فریق کو پہنچے (۶) اُسکو انہیں اس طرح پر تقسیم کر دو جس طرح کہ بصورت اتحاد و قرابت تقسیم کیا جاتا۔

شرح سراجی نے قاعدہ تقسیم صنف ثانی اس طرح پر لکھا ہے کہ اکایا تو درجہ مساوی ہو گایا نہیں۔ اگر درجہ مساوی نہیں ہے تو جو قریب ہے وہ ہی بہتر ہے اور اگر درجہ مساوی ہے تو دیکھنا چاہیے کہ انہیں اتحاد و قرابت ہے یا اختلاف۔ پس اگر اختلاف ہے تو مال بقاعدہ ہر دو مساوی حصہ دو زن تقسیم کرنا چاہیے۔ اور اگر اتحاد ہے تو دیکھنا چاہیے کہ صفت اصول متفق ہے یا

<p>۱) مثلاً دادی کا دادا اور دادی کے باپ کی ماں ۲) مثلاً پڑدادا کی ماں کا باپ اور دادی کی ماں کی ماں کا باپ ۳) یعنی کل اشخاص خواہ تو متوفی کے باپ کی جانب یا کل ماں کی جانب سے رشتہ رکھتے ہوں۔ ۴) یعنی جو جو دان شرعیہ کے مال باعتبار صفت اہل کے تقسیم ہوگا مرد کو دو حصہ عورت سے ملے گا</p>	<p>۵) پس ۱/۲ دادی کے دادا کو اور ۱/۳ دادی کے باپ کی ماں کا باپ ۶) مثلاً دادا کے ان کے باپ کی ماں اور دادا کے دادا کی ماں ۷) مثلاً متوفی کے باپ کے دو حصہ فاسد ہوں کیا پدری دوسرا مادری مثلاً دادی کے ماں کا باپ اور دوسرا دادی کے باپ کا باپ اور اسی طرح متوفی کے ماں کا باپ دو حصہ فاسد ہوں کیا پدری دوسرا مادری مثلاً دادی کے باپ کی ماں اور دادی کی ماں کا باپ</p>
--	---

نہیں اگر متفق ہو تو ابدان فروع پر تقسیم کرنا چاہئے اور اگر متفق نہ ہو تو ترک اقل اس
 بطن میں تقسیم کرنا چاہئے جہاں سب سے پہلے اختلاف واقع ہوا ہے۔ دیکھو قاعدہ
 صنف اول شریعی ص ۱۰۷

صنف سوم

ذوی الارحام

درجہ سوم کے ذوی الارحام کی ترتیب تو ریش کا قاعدہ جب درجہ قرابت اور
 قرابت کے ہے۔ جو شخص فتویٰ سے قریب تر ہے وہی سب پر مقدم ہے۔ مثلاً عمود
 درجہ مساوی میں سے ولد عہدہ ولد ذی رحم پر سب میں مقدم ہے۔ لیکن جب دو عہدہ
 قرابت میں مساوی ہوں اور کوئی ان میں ولد عہدہ اور ذوی الفروض نہ ہو تب جائداد
 (حسب) کے محمد جیسے قول پر ذوی الارحام میں فتویٰ دیا جاتا ہے، لمخاط فروع اور جہاں
 اصول کے تقسیم کی جاتی ہے اور تب جو کچھ کہ ہر فریق کو دیا جاتا ہے وہ ان کی
 فروع میں اسی طرح جطرح کہ صنف اول میں قاعدہ ہے تقسیم کیا جاتا ہے۔ لیکن تاہم
 جب کہ اولاد برادر اور ہمیشہ اخیا فی کی و تب ترکہ ان میں لمخاط اصول تقسیم نہیں کیا جاتا
 بلکہ مساوی۔ کیونکہ برادر اور ہمیشہ اخیا فی کے باہم کچھ منسوق نہیں ہے۔

دفعہ ۱۱۷ قاعدہ تو ریش ذوی الارحام صنف سوم (جسمین
 بہنوں کی اولاد اور بھائیوں کی لڑکیاں اور برادران اخیا فی کے لڑکے
 ہیں) وہی جیسا کہ صنف اول میں بیان ہو چکا ہے۔ یعنی جو شخص کہ
 سب میں قریب ہو گا وہ ہی مستحق ہو گا۔

مثلاً بہن کی لڑکی بھائی کے نواسے پر مقدم ہے۔ کیونکہ بہن کی لڑکی

زیادہ قریب ہے۔ شریعی ص ۱۰۷

صنف سوم
 قاعدہ

دفعہ ۱۱۸- اور اگر درجہ قرب میں مساوی ہوں تو ولد عصبہ کو ولد ذوی الارحام پر ترجیح ہے۔

مثلاً بھائی کے بیٹے کی بیٹی اور بہن کی بیٹی کا بیٹا۔ دونوں خواہ حقیقی ہوں یا علاقائی یا انہیں سے ایک حقیقی ہو اور دوسرا علاقائی۔ اس صورت میں کل مال بھائی کے بیٹے کی بیٹی کو ملیگا۔ کیونکہ وہ لڑکی ولد عصبہ ہے۔ شریفی ص ۱۰۸

دفعہ ۱۱۹- اگر (یعنی بھائی کے بیٹے کی بیٹی اور بہن کی بیٹی کا بیٹا) ان خیانی ہوں تو حسب رائے ابو یوسف ترکہ بلحاظ فروع کے بقاعدہ ہر فرد مساوی حصہ و وزن، تقسیم کیا جائیگا۔ اور حسب رائے محمد بالساوی بلحاظ اصول کے تقسیم ہوگا۔ شریفی ص ۱۰۸

دفعہ ۱۲۰- اگر درجہ قرب میں سب مساوی ہوں اور انہیں کوئی شخص ولد عصبہ ہو (مثلاً بھائی کی بیٹی اور بھائی کی بیٹی کا بیٹا) یا کل اولاد عصبات ہوں (مثلاً ایک حقیقی یا علاقائی بھائی کے دو بیٹوں کی دو بیٹیاں) یا بعض انہیں ولد عصبہ ہوں اور بعض ولد صاحب فرض (مثلاً حقیقی بہن کی بیٹی اور ان خیانی بھائی کی بیٹی) تو حسب رائے محمد اول ترکہ بھائی اور بہنوں پر مع لحاظ تعداد فروع اور جہات اصول کے تقسیم کرنا چاہیے پھر جو کچھ کہ ہر طریق کو پہنچے وہ اُنکے فروع پر اُسی طرح تقسیم کر دینا چاہیے جس طرح کہ صنف اول میں مذکور ہوا۔ شریفی ص ۱۰۹

مثلاً متولی نے تین بیٹیاں تین بھائیوں کی جو حقیقی و علاقائی و ان خیانی ہیں اور

۴- مصنف نے صنف اول میں لفظ ولد وارث (یعنی ولد ذوی الفردص) اور صنف سوم میں ولد عصبہ اسوجہ سے استعمال کیا ہے کہ صنف اول میں یہ امر محال ہے کہ ولد عصبہ ہو اور درجہ ذوی الارحام میں بھی ہو۔ شریفی۔

۱۳۰

قاعدہ

مثال

قاعدہ

مثال

اسی طرح متفرق بہنوں کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں بتفصیل شجرہ ذیل چھوڑیں ۱۳۱

مثال اول

دختر برادر حقیقی	دختر برادر علاقائی	دختر برادر اخیا فی
ہمشیرہ حقیقی	ہمشیرہ علاقائی	ہمشیرہ اخیا فی
دختر پسر	دختر پسر	دختر پسر

اس مثال میں جب رائے محمد $\frac{1}{2}$ ترکہ اخیا فی بھائی اور بہن کی اولاد کو بھائی دینا چاہیے۔ (کیونکہ ان کے اصول کا حصہ مساوی ہے اور مذکورہ منوش میں کچھ فرق نہیں) جب عدہ فروغ کا لحاظ اصول میں کیا گیا تو ہمشیرہ اخیا فی بمنزلہ دو بہنوں کے اور اخیا فی بھائی بمنزلہ ایک کے۔ مجموعہ تین روس ہوئے $\frac{1}{2} = 3 \times \frac{1}{2} = \frac{3}{2}$ حصہ برابر اور اخیا فی کا اسکی لڑکی کو دیکر باقی $\frac{1}{2}$ ہمشیرہ اخیا فی کے بیٹا بیٹی کو بالساوی دیرا ہمشیرہ حقیقی باعتبار فروغ کے دو بہنوں کی برابر ہے اور برادر حقیقی بھی بمنزلہ دو بہنوں کے ہے۔ پس ترکہ باقی یعنی $\frac{1}{2}$ ان دونوں کو دیکر $\frac{1}{2}$ دختر برادر حقیقی کو اس کے باپ کا حصہ دیا اور $\frac{1}{2}$ ہمشیرہ حقیقی کا حصہ اس کے بیٹا بیٹی پر منتقل کیا۔ لیکن $\frac{1}{2}$ ایک بیٹا اور ایک بیٹی پر بلاک تقسیم نہیں ہو سکتا اور ان کے روس تین بہن اس واسطے $\frac{1}{2} \div 3 = \frac{1}{6}$ حصہ دختر و $\frac{1}{6}$ حصہ پسر ہوا۔ اولاد برادر ہمشیرہ علاقائی بوجہ اولاد حقیقی بھائی بہنوں کے محبوب ہے۔ شریفی ص ۱۱۰

اور اگر متوفی نے حقیقی اور علاقائی اور اخیا فی بھائیوں کے بیٹوں کی تین بیٹیاں مفصلہ ذیل چھوڑی ہوں۔ مثلاً

دختر پسر برادر حقیقی	دختر پسر برادر علاقائی	دختر پسر برادر اخیا فی
توکل ترکہ برادر حقیقی کی بیٹی کو پہنچے گا کیونکہ وہ ولد عصبہ ہے۔		

اور اگر ایک شخص پسرختر برادر علاقائی اور دو دختر پسرختر علاقائی جو کہ دختر ہمیشہ حقیقی کی بھی ہوں۔ اور ایک دختر پسرختر اخیانی تفصیل ذیل چھوڑو تو ترکہ حسب قاعدہ صنف اول تقسیم ہوگا۔

برادر علاقائی ہمیشہ علاقائی ہمیشہ حقیقی ہمیشہ اخیانی
پسرختر پسرختر دختر پسرختر
پسرختر دو دختر دختر دختر

مثال سوم

اس صورت میں ہمیشہ اخیانی کا $\frac{1}{4}$ حصہ ہے۔ اور ہمیشہ حقیقی کی فروغ میں چونکہ دو لڑکیاں ہیں اس واسطے وہ بمنزلہ دو بہنوں کے شمار کی جائیں گی۔ اور دو بہنوں کا حصہ $\frac{1}{2}$ ہے۔ اور علاقائی بھائی ہیں چونکہ عصبہ میں اس واسطے باقی ترکہ آنکو بطور عصبہ ملنا چاہیئے۔

پس ہمیشہ علاقائی اور برادر علاقائی کو $\frac{1}{4}$ ترکہ پہنچتا ہے لیکن ہمیشہ علاقائی بلحاظ انبی فروغ کے بمنزلہ دو روس کے سمجھی جائیں گی اور برادر علاقائی بمنزلہ دو بہنوں کے کل روس $\frac{1}{2}$ ہوئے۔ اس واسطے $\frac{1}{4} \times 2 = \frac{1}{2}$ پھر -

صنف چہارم

ذوی الارحام

قاعدہ توریث ذوی الارحام صنف چہارم (جسمین مطلقاً عمت اور اعمام اخیانی اور مطلقاً خالو اور خالہ داخل ہیں) حسب ذیل ہے۔

- ۱۔ جب وہ تنہا ہو تو کل مال کا خواہ مرد ہو خواہ عورت وارث ہے۔
- ۲۔ جب وہ متوفی سے ایک ہی بہت سے رشتہ رکھتے ہوں تو قوہ قرابت کو

تربیع ہے یعنی وہ شخص جو متوفی سے ایک ہی مان اور باپ کے توسط سے رشتہ رکھتا ہو (خواہ مرد ہو خواہ عورت) اُس شخص پر مقدم ہے جو صرف باپ کے ذریعہ سے رشتہ رکھتا ہو اور یہ شخص اُس پر مقدم ہے جو صرف مان کے ذریعہ سے متوفی سے رشتہ رکھتا ہو۔

۳۔ جب عورت اور مرد دعویدار ہوں اور تمام رشتہ قرابت میں مساوی ہوں تب مرد کا حصہ عورت کے حصہ سے دو چند ہوگا۔

۴۔ جب ورثا مختلف جہات کے ہوں تو طے قرابت وار پیری کو اور طے قرابت وار ماوری کو دیا جائیگا۔ اور وہی حصہ ہر فریق کے ورثا میں علی السویم ہو جائیگا۔ شاہچرن سرکار۔

دفعہ ۱۲۱۔ جب اُن میں صرف ایک ہی شخص موجود ہو تو تنہا ہی قاعدہ شخص کل مال کا وارث ہوگا۔

دفعہ ۱۲۲۔ جب کہ چند اشخاص ہوں اور قرابت اُن سب کی متحد ہو (یعنی کل ایک ہی جانب کے ہوں۔ مثلاً عمہ اور اعمام اخیانی بہہ باپ کی طرف سے ہیں) یا خالو اور خالات (بہہ مان کی طرف سے ہیں) پس انہیں جو قرابت میں قوی ہے وہ قرابت میں مقدم ہے۔ یعنی حقیقی علاتی پر اور علاتی اخیانی پر خواہ مذکر ہو خواہ مؤنث مقدم ہے۔

دفعہ ۱۲۳۔ اگر عورت و مرد دونوں ہوں۔ اور قوت قرابت بھی مساوی ہو تو اس صورت میں مرد کو دو چند حصہ عورت سے ملیگا۔ مثلاً عم و عمہ اخیانی۔ یا خال اور خالہ حقیقی یا علاتی یا اخیانی۔

دفعہ ۱۲۴۔ اگر درجہ قرابت مختلف ہو (یعنی بعض قرابت وار

۱۳۴

پدری ہون اور بعضے ماوری) تو اسصورت میں قوت قرابت پر عمل نہوگا (مثلاً عمہ حقیقی اور خالہ اخیانی یا خالہ حقیقی اور عمہ اخیانی) پس یہ قرابت داران پدری کو جو ان کے باپ کا حصہ ہے۔ اور یہ قرابت داران ماوری کو جو انکی ماں کا حصہ ہے دیکر پھر باہم ان کے اُس حصہ کو تقسیم کرنا چاہئے۔

دفعہ ۱۲۴۔ اگر عمہ حقیقی متعدد ہوں تو یہ انہیں برابر تقسیم ہو جائیگا اور یہی قاعدہ بصورت متعدد خالات حقیقی کے ہے۔ اور یہ ان میں علی السوئے تقسیم ہوگا۔ شریفی ص ۱۱۴

چوتھے صنف کی اولاد

دفعہ ۱۲۵۔ ان وارثوں کے واسطے بھی وہی قاعدہ ہے جیسا کہ صنف اوّل کے وارثوں کے واسطے ہے۔ یعنی جو شخص کہ متوفی سے زیادہ تر قریب ہے وہ ہی مقدم ہے۔ گو وہ کسی جہت سے ہو۔

دفعہ ۱۲۶۔ اگر مساوی ہوں اور قرابت بھی متحد ہو (یعنی کل شخا کی قرابت متوفی کے باپ کے توسط سے ہو یا ماں کے) پس جو شخص کہ قوت قرابت رکھتا ہوگا وہ ہی مقدم ہوگا۔

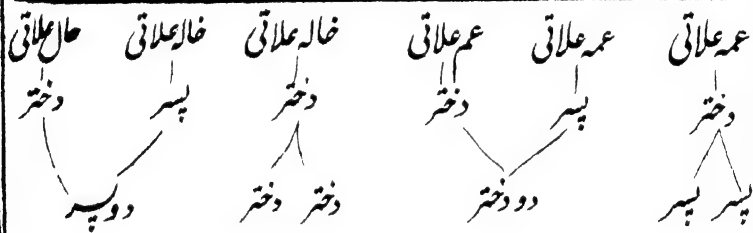
قاعدہ

دفعہ ۱۲۷۔ اگر قرب اور قرابت میں مساوی ہوں تو ولد عصبہ مقدم ہے مثلاً دختر عم حقیقی اور پسر عمہ حقیقی یا دونوں علانی۔ اسصورت میں کل مال دختر عم کو ملے گا۔ کیونکہ وہ ولد عصبہ ہے۔ شریفی ص ۱۱۵

دفعہ ۱۲۸۔ اگر قرب درجہ میں مساوی ہوں۔ مگر انکی قرابت مختلف ہو تو قرابت اور ولد کا لحاظ لکھا جائیگا۔ مثلاً عمہ حقیقی باوجودیکہ جانبین سے

۱۳۵

قربت رکھتی ہے اور جانین سے ولد وارث بھی ہے مگر خالہ علاقائی یا
 اخیانی سے بہتر نہیں ہے (جسطرح کہ صنف چہارم میں مذکور ہوا) مگر
 دو ٹکٹ اُس وارث کو ملیگا۔ جو قربت وارید ری ہے۔ اور پہلے ایک ٹکٹ
 اُسکو جو مادری قربت واریدین اور انہیں قوتہ قربت کا بھی لحاظ ہوگا۔
 دفعہ ۱۲۹۔ تعدد فروع کی صورت میں حسب رائے محمد اوّل ترکہ کو
 اُس بطن میں تقسیم کرنا چاہیے جہاں کہ اوّل اختلاف واقع ہوا ہے اور عدد
 فروع اور جہات کا اسی طرح مہول میں لحاظ کرنا چاہیے۔ جس طرح کہ صنف
 اوّل میں کیا جاتا ہے۔
 مثلاً



اصل سلسلہ میں سے ہونا چاہیے منجملہ اُنکے ۲ سہام قربت داران پدری کا حق ہے
 اور ایک سہام قربت داران مادری کا پس امام محمد کے نزدیک اس سلسلہ کی تعمیم ۲۶ ہونی
 چاہیے۔ کیونکہ اُنکے نزدیک اوّل اُس بطن پر جہاں کہ سب میں پہلے اختلاف ذکر و
 انوث کا پایا جاتا ہے۔ معہ محاط عدد فروع اور جہات کے ترکہ تقسیم کیا جاتا ہے۔ پس اُن
 اشخاص میں جو کہ پدری رشتہ دارین عم علاقائی چار عمہ کی برابر ہے (کیونکہ عم علاقائی کی فروع
 میں دو لڑکیاں ہیں تو وہ بمنزلہ دو عم مساوی چار عورتوں کے ہوا) اور ہر ایک عمہ علاقائی
 بمنزلہ دو عمہ کے خیال کیجا دیگی (کیونکہ دونوں کی فروع میں دو پسر اور دو لڑکیاں ہیں) تو مجموعہ
 آٹھ عمات ہوئیں ۲ حصہ اُن اشخاص کا ہے جو پدری رشتہ دارین اس واسطے

۸ × ۸ = ۶۴ یا ۶۴ کے دو خال عدائی بمنزلہ چار خالات کے ہے اور ہر ایک خال
عدائی بمنزلہ دو خال کے تو مجموعہ آٹھ خالات ہوئیں $\frac{1}{8} \times 8 = ۸$ - باقی بقاعدہ
صنف اول عمل کرتے جاؤ - شریفی ص ۱۱۸

باب ۲۱

منفوق کے بیان میں

دفعہ ۱۳۰ - شخص منفوق النجبہ کی جائداد کی نسبت نوے برس تک انتظار
کرنا چاہیئے اور اس عرصہ میں جو اور اشخاص وفات پائیں اُن کے فوت
ہوئیے ترکہ منفوق النجبہ میں کچھ افزائش ہوگی اور جو شخص کہ اس مدت میں فوت
پائے وہ منفوق النجبہ سے ترکہ پائیگا۔

منفوق اسلم کہتے ہیں جو گھر سے چلا جائے اور اُسکے مرنے جینے کا کچھ حال معلوم نہ ہو
یوم پیدائش سے نوے برس تک منفوق النجبہ کا مال معطل رہے گا۔ یعنی جب تک منفوق کی
پیدائش سے نوے برس کا عرصہ گزر جائیگا تب تک اُسکا مال رکھا جائیگا اور تقسیم نہ ہوگا۔ مثلاً زید علیہ
برس کی عمر میں منفوق ہوا پس ۵۰ برس تک اُسکا مال رکھا جائیگا۔ اور تقسیم نہ کیا جائیگا۔ اور
اسی طرح جب تک نوے برس منفوق کی ولادت سے گزریں جو کچھ حصہ کسی مورث سے ہو اُسکے
اتام حبت میں فوت ہوا ہو پہنچے وہ بھی معطل رہیگا تقسیم نہ کیا جائیگا۔ منفوق نوے برس تک اپنے
مال میں حکم زندہ کا کہتا ہے۔ اور نسبت اپنے حصہ کے جو اُسکو وارثوں سے پہنچے مردہ شہ
کیا جاتا ہے۔

جب نوے برس گزر جائیں اور منفوق کو نہ حکم موت کا لکھا جائے اب اُسکی میراث اُسکے
اُن وارثوں کو ملے گی جو حال میں موجود ہوں اور جو اُس سے پہلے مر گئے انکو میراث ملے گی

۱۳۷

(کیونکہ مفقود پیدائش سے نوے برس تک حکم زندہ کا رکھتا ہے پس جو لوگ کہ اس عرصہ میں مرے گویا اسکی حیات میں مرے) اور جو حصہ کہ مفقود کو کسی وارث سے پہنچا ہو وہ اُس مورث کے وارثوں پر واپس ہو جائیگا اور مفقود کے وارثوں کو اُس میں سے کچھ نہیں پہنچتا۔ (کیونکہ مفقود اُس حصہ کی نسبت حکم مردہ رکھتا ہے)۔

ہر گاہ کہ مفقود کی نسبت حکم موت کا لگایا جاوے پس اسکی ذاتی مال کو مفقود کے وہ وارث لینگے جو اُس وقت زندہ ہوں۔ اور جو مال کہ مفقود کی واسطے اسکے مورث کے ترکہ سے امانت رکھا ہو اُس کو اُسی مورث کے وارثوں پر تقسیم کرنا چاہیئے۔

اُس مسئلہ کی تصحیح حسین بنجلہ درنا کے ایک وارث مفقود الخمر ہوا سطح کرنی چاہیئے کہ اول مفقود کو زندہ فرض کر کر تصحیح مسئلہ کرنی چاہیئے۔

پھر مفقود کو مردہ فرض کر کر تصحیح مسئلہ کرنی چاہیئے۔

پھر دونوں مسلمان میں نسبت کا لحاظ کر کر یعنی بصورت تامل ایک مسئلہ پر اور بصورت تداخل اکثر مسئلہ پر الفاکر کرنی چاہیئے۔

اور تب این اور توافق کی صورت میں کل مسئلہ کو کل تصحیح مسئلہ دوم میں یا وفق کو کل تصحیح ضرب دیکر حاصل ضرب کو تصحیح مسئلہ جاننا چاہیئے۔

پس جو سهام کہ مسدوفات مفقود سے ہر ایک وارث کو پہنچیں اُس کو مسدوفات کے وفق میں یا کل میں ضرب کریں۔

اور جو سهام کہ مسدوفات مفقود سے ہر ایک وارث کو پہنچیں اُس کو مسدوفات میں ضرب کریں۔

دونوں کی حاصل ضرب سے جو کچھ کہ بہرہ وجودہ درنا کو پہنچا ہے۔ یہی ارابی مال کو اہلہ مال مفقود پر منحصر کہیں

مثلاً

مسئلہ ۵۶/۸	ہندہ	شور
ہمیشہ عینی ہمیشہ عینی	برادر عینی مفقود الخیر	
۲	۲	۱
مسئلہ ۵۷		
ہمیشہ عینی ہمیشہ عینی	برادر عینی مفقود الخیر	
۲	۲	۳

نسبت تباین کی $۵۶ = ۸ \times ۷$

$۲۸ = ۷ \times ۴$ حصہ شور از مسئلہ حیات۔

$۲۴ = ۸ \times ۳$ حصہ شور از مسئلہ مات۔ پس ۲۴ سهام شور کو جو کہ کم ہیں دینے چاہئیں۔

$۱۲ = ۷ \times ۲$ یہ حصہ ہر دونوں بہنوں کو دینا چاہئے۔

$۲۲ = ۸ \times ۲$ حصہ ہر دو ہمیشہ از مسئلہ مات۔

باقی ۱۸ سهام کو تصحیح سے مفقود کے انتظار کی واسطے رکھیں پس اگر یہ معلوم ہو جا

کہ مفقود زندہ ہے۔ پس شور کو ۴ سهام جو اسکے باقی ہیں اسکو دیدیں۔ اور ۱۲ سهام باقی کو مفقود کو پہنچانے چاہئیں۔

اور اگر حکم موت کا لگا جاوے تو شور کو کچھ نہیں دینا چاہئے۔ بلکہ ۱۸ سهام باقی کو دو ہمیشہ گان کو پہنچانے چاہئیں۔

باب ۲۲

اُس صورت کے بیان میں جب چند اشخاص از واحدین

مرگ مفاجات سے مرجائیں

دفعہ ۱۳۱۔ اگر دو یا دو سے زیادہ شخص زمانہ واحد میں مرگ
مخارجات سے مر جائیں اور یہ معلوم ہو کہ کون شخص پہلے مر تو بعض
کے قول مطابق یہ تصور کیا جائیگا کہ کم سن شخص پہلے مرا۔ لیکن بموجب
اُس مسئلہ کے جو زیادہ صحیح اور مروج ہے یہ فرض کیا جائیگا کہ کل شخاص
زمانہ واحد میں مر گئے۔ اور ترکہ انکا دارثان حمی القایم میں اُسی طرح تقسیم
ہوگا کہ گویا دارثان متوسطہ اصل مالک کے ساتھ زمانہ واحد میں موجود
ہی تھے۔

اس قاعدہ کی تمثیل صورت ذیل سے بخوبی معلوم ہوتی ہے مثلاً زید و بکر و عمر
بترتیب جد و پدر و پسر بن منجملہ انکے زید اور بکر سندرمین غرق ہو گئے۔ اور انکی ملاکت
کا حال کچھ معلوم نہوا۔ اس صورت میں عمر بحالت موجود ہونے دیگر پسران زید کے ترکہ کا مستحق
ہوگا۔ کیونکہ نہ عاقایم مقامی کی رو سے کچھ حق نہیں پہنچتا۔ اور در صورت موجود ہونے
بیٹوں کے پوتوں کو ورنہ نہیں ملتا۔

باب ۲۳

خشتی کا بیان

دفعہ ۱۳۲۔ اگر خشتی شکل کسی شخص کا وارث ہو پس اس صورت میں قاعدہ
یہ ہے کہ اسکو کبھی مذکر شمار کرنا چاہیئے اور کبھی مؤنث اس طرح پر کہ اگر سب خشتی

یعنی چند اشخاص کہ جو باہم قرابت دار ہوں اور سب اس قرابت کے ایک دوسرے سے وارث ہو سکیں
اور وہ سب ایک ہی درجہ میں ہوں جو حیثیت میں یا کسی مکان میں جگہ مر جائیں یا دبا کے عارضہ میں
مبتلا ہو کر فوت ہو جائیں اولتقہیم اذ اخیر انہیں معلوم ہو پس جو کوئی ان کے اربابوں
سے بعید حیثیات پایا جاسے وہ ہی وارث ان اشخاص کا ہوگا۔ اور یہ اشخاص مردہ ایک دوسرے
کے وارث نہیں ہو سکتے۔

کے اُس موقع پر ایک عورت فرض کر لیں اور اُسی موقع پر اُسکو مذکر قرار دیوں۔ پس اگر عورت قرار دینے سے اُس موقع پر اسکا حصہ بنسبت مذکر کے کم ہوتا ہو تو مونث قرار دینا چاہیئے ورنہ مذکر۔

صفحہ ۱۳۳۔ اگر محبوب ہوتا ہو تو خنثے کو محبوب کرنا چاہیئے۔ یعنی اول یہ امر دیکھنا چاہیئے کہ اگر اُن وارثوں میں بجائے خنثے کے ایک عورت ہوتی اور وہ محبوب ہو جاتی تو وہ ان خنثے کو مونث قرار دیکر محبوب کر دینا چاہیئے۔ اور اگر مذکر بجائے خنثے کے ہوتا اور وہ محبوب ہو جاتا تو بھی مذکر قرار دیکر خنثے کو محبوب کر دینا چاہیئے۔

خنثے خنث سے مشتق ہے اسکے معنی نرمی اور انعطاف کے ہیں خنثے میں بھی یہ وصف موجود ہے۔ پس اس سبب سے اُسکو خنثے کہتے ہیں۔ مُشکل اس سبب سے کہتے ہیں کہ انسان دو نوع پر مخلوق ہوا ہے۔ یا مذکر یا مونث اور خنثے میں دونوں صفت متضادہ موجود ہوتی ہیں۔ پس اُسکے حال میں اشکال اور شبہ پیدا ہوتا ہے۔ اس سبب سے علمائے اسکا نام خنثی شکل رکھا۔

خنثی مشکل سے وہ شخص مراد ہے جو عضوزنی و مردی دونوں رکھتا ہو یا دونوں میں سے ایک بھی نہ رکھتا ہو۔ پس جو کچھ کہ خنثی کی ذکوریت اور انونث کا حال شرعاً اور عقلاً ثابت ہو۔ یعنی اگر عضو مردی مخرج البہل ہو اور عضوزنی سے بول نہ آتا ہو مذکر اور برعکس اسکے مونث قرار دینا چاہیئے۔

یا مردوں کی طرح وطی کرے یا عورتوں کی طرح وطی کرادے یا کسی اور طرح سے۔ جس جانب کا غلبہ پایا جاوے وہی اُسکو ظہرانا چاہیئے۔

اگر دونوں عضو مخرج بول ہوں پس اسصورت میں جس عضو سے اولاً پیشاب آیا ہو اُسی کا اعتبار کرنا چاہیئے۔

۱۴۱ اگر کوئی عضو نہ نکھتا ہو اور پیشاب کا ایک سوراخ ہو کہ اُس سے کسی عضو کی بہت سی مٹی نکلتی ہو۔ اُسی کا نام خفنی مشکل ہے۔

فرد ہے کہ یہ احتمالات بعد بلوغ کے رفع ہو جائینگے۔ اگر مثل مذکور محکم اور لمحتی ہو یا نہایت کا خواہشمند ہو تو مذکر قرار دینا چاہیئے۔

اور اگر مثل نسا کے پستان برآمد نہ ہوں یا حائض ہو یا حاملہ ہو تو فوت قرار دینا چاہیئے۔ الغرض جب تک الوشت و ذکورت کا حال معلوم نہ ہو جاوے۔ جب تک خفنی مشکل نہ ہو جائیگا اور خفنی کے واسطے بدتر حالین ہیں۔ یعنی خفنی کے واسطے اگر خشکی ہو تو وہ صبر و قرار دینے کے واسطے نقصان کی ہو۔ اگر وہ ٹھہرنے سے ترک کر کے لے یا بالکل شے تو مرد ٹھہرانا چاہیئے۔ اور اگر عورت ٹھہرنے سے حد میں نقصان آتا ہو یا نجوب ہوتا ہو تو منہ ٹھہرانا چاہیئے۔

اگر مشکل نہ ہو تو برابر جلد دیگر و نسا کے حصہ کا مستحق ہوگا۔ اگر غلبہ مردی کا زیادہ ہوگا میں دونوں کی برابر اسکو میراث سے ترک نہ پیچیکا۔ اور اگر غلبہ نئی ہو پس جبہ دیگر کی برابر اسکو ترکہ ملیگا۔ اُس مال میں اُس کے واسطے نقصان کی صورت نہوگی۔

مثال

مسئلہ	موت پھرانیسے لکھنا	مسئلہ	موت پھرانیسے لکھنا
پس خفنی مشکل	۱	موت پھرانیسے لکھنا	۱
موت پھرانیسے لکھنا	۲	موت پھرانیسے لکھنا	۲
پس خفنی مشکل	۳	موت پھرانیسے لکھنا	۳
موت پھرانیسے لکھنا	۴	موت پھرانیسے لکھنا	۴
پس خفنی مشکل	۵	موت پھرانیسے لکھنا	۵
موت پھرانیسے لکھنا	۶	موت پھرانیسے لکھنا	۶
پس خفنی مشکل	۷	موت پھرانیسے لکھنا	۷
موت پھرانیسے لکھنا	۸	موت پھرانیسے لکھنا	۸
پس خفنی مشکل	۹	موت پھرانیسے لکھنا	۹
موت پھرانیسے لکھنا	۱۰	موت پھرانیسے لکھنا	۱۰

اول مثال میں خفنی کو موت قرار دیا کیونکہ اگر مذکر قرار دینے تو اسکا حصہ مساوی حصہ پس کے ہوتا اور موت قرار دینے نصف حصہ پس کے یعنی کم مقدار ترکہ کا مستحق ہے پس موت پھرانیسے سے سبکیا دوسری مثال میں خفنی علانی یعنی برابر و علانی میت کو مذکر قرار دینا چاہیئے۔ کیونکہ اگر نفث نکلیا جاوے پس پیشہ علانی اُس صورت میں مستحق نصف ترکہ کی ہو جائیگی اور مسئلہ

میں عمل کرنا پڑیگا یعنی ۸ سہ سہ کر کر ہمیشہ علاقائی کو ۲ سہام دینے پڑینگے اور
 مذکورہ نے میں خفنی کا نقصان ثابت ہے۔ کیونکہ سبب عصوب کے صرف ایک
 سہام اسکو پہنچا۔ اس واسطے حسب قاعدہ ”بدر حالین خفنی کے واسطے ہے“ عمل کیا

مثال محبوب

مسئلہ — اس مثال میں خفنی کو عہ فرض کر لیا باعث
 عم خفنی مشکل
 محبوبیت ہوتا ہے۔ اس واسطے عہ قرار دیکر محبوب کر دیا
 محبوب

شوہر ہمیشہ اخیانی خفنی لاسب یعنی برادر علاقائی۔ ہمیشہ عینی اور شوہر انصافاً
 محبوب
 برادر علاقائی یعنی خفنی لاسب کو مذکور قرار دیکر محبوب کر دیا۔ کیونکہ اگر لاسب یعنی ہمیشہ علاقائی
 قرار دیتے تو وہ مستحق نصف حصہ کی ہو جاتی اور سہ میں عمل کرنا پڑتا۔ لیکن چونکہ خفنی
 کے واسطے حال بدر مقرر ہے۔ پس جو نصف ذکور اور انوث میں نقصان اور خسارہ
 پایا جاتا ہو خفنی کو اسی میں محسوب اور داخل کرنا چاہیے۔

مثال

مسئلہ — بسر عم خفنی ولد عم
 اس مثال میں بنت عم قرار دیکر محرم کر دیا۔
 محبوب

مسئلہ — شوہر ہمیشہ عینی خفنی لاسب اگر اس مثال میں ہمیشہ علاقائی قرار دین
 محرم
 قرار دینے سے بالکل ماقط ہوتا ہے۔ کیونکہ بعد بننے محض ذوالفروض
 کے کچھ باقی نہیں رہتا۔ اس واسطے برادر علاقائی قرار دیکر محبوب کر دیا۔

باب ۲۴ حل کے بیان میں

دفعہ ۱۲۴۔ ابو حنیفہ کے نزدیک زیادہ سے زیادہ مدت حل دو سال ہے اور اقل مدت چھ ماہ۔ حل کیا وسطے حصہ ایک پیر یا ایک دختر کا جو انہیں سے زیادہ ہو رکھا جاتا ہے۔

دفعہ ۱۲۵۔ اگر متوفی کی عورت حاملہ ہو اور بوقت ختم اکثر مدت یعنی دو سال کے یا اکثر مدت سے کم میں (خواہ چھ مہینے یا کم و بیش میں) کچھ اولاد پیدا ہووے تو یہ اولاد متوفی کے ترکہ کی وارث ہوگی۔ بتطبیقہ عورت نے اس عرصہ میں انقضائے عدت کا اقرار کیا ہو۔

علماء کا اس امر میں اتفاق ہے کہ اگر مدت وضع حل ایک ماہ یا ماہ سے کم ہو تو وضع حل کے پہلے ترکہ تقسیم نہیں کرنا چاہیئے۔ اور وضع حل تک انتظار کرنا چاہیئے۔ الا اگر قبل وضع حل تقسیم ترکہ کی ضرورت ہو تو اس صورت میں حصہ ایک لڑکے یا لڑکی کا جو انہیں سے زیادہ ہو حل کے واسطے رکھنا چاہیئے۔ اور باقی وارثوں کو اقل حصہ دینا چاہیئے الا کفیل ضرور ہے۔

۴۔ مدت حل میں صما کا اختلاف ہے۔ ابو حنیفہ مدت حل دو سال قرار دیتے ہیں اور لیث بن سعد الفہمی تین سال اور امام شافعی چار سال اور زہری سات سال مگر ابو حنیفہ کا قول مضبوطی پر ہے۔

※ ابو حنیفہ محل کے واسطے حصہ چار لڑکوں یا لڑکیوں کا جو انہیں زیادہ ہو رکھتے ہیں اور محمد کے نزدیک حصہ تین لڑکوں یا لڑکیوں کا۔ خصاف نے ابو یوسف سے یہ روایت کی ہے کہ ان کے نزدیک حل کے واسطے حصہ ایک لڑکے یا لڑکی کا جو ان میں سے زیادہ ہو رکھا چاہیئے۔ اور اسی رائے پر فتویٰ ہے۔

دفعہ ۱۳۶۔ اگر بعد انقضاے اکثریت یعنی دو سال کے کوئی لڑکا یا لڑکی پیدا ہو یا بعد انقضاے عدت کے توہمہ اولاد متوفی اور اس کے رشتہ داروں کی نہ وارث ہو سکتی ہے نہ مورث۔

دفعہ ۱۳۷۔ اگر متوفی کے اقرباؤں میں سے کسی شخص کی عورت حاملہ ہو اور وقت وفات سے چھ مہینے میں یا چھ مہینے سے کم میں ۵۰ اولاد پیدا ہو توہمہ اولاد بھی وارث ترکہ ہوگی۔

اور اگر چھ مہینے کے اندر اولاد نہ پیدا ہووے بلکہ بعد میں۔ تو اس صورت میں ایسی اولاد وارث نہ ہوگی۔

دفعہ ۱۳۸۔ اگر بچہ کا اقل جسم باہر نکل اوسے اور پہر وہ مرجاوے تو وہ وارث نہیں ہو سکتا۔ اور اگر بچہ کا اکثر جسم باہر نکل اوسے اور وہ بعد میں مرجاوے تو البتہ وارث قرار دیا جائیگا۔ ۵۰

دفعہ ۱۳۹۔ اگر بچہ سر کے بل پیدا ہووے۔ اور سینہ تک زندہ نکلے تو وہ وارث قرار دیا جائیگا۔ اور اگر سروں کے بل پیدا ہووے اور ناف تک زندہ نکلے تو بھی وارث ہوگا۔ اور اگر ناف تک باہر نہ نکلے تو وارث نہیں ہو سکتا۔

دفعہ ۱۴۰۔ تصحیح مسلہ حل کے واسطے او لاء حل کو ذکر اور پہر مومنث

۵۰ مثلاً مان یا وای وغیرہ۔

۵۱ کیونکہ علق نقطہ کا قبل موت کے متعلق ہے۔

۵۲ اگر بچہ کے باہر نکلنے کے بعد علامات ذیل میں سے کوئی علامت پائی جاوے تو زندہ سمجھا جائے ورنہ نہیں۔ یعنی رونا۔ ہنسا۔ حرکت عضو۔ یا چینک کا آنا۔

۵۳ بچہ کے وارث قرار دینے سے یہ اثر پیدا ہوتا ہے کہ جو حصہ اسکے واسطے کہا جاتا ہے وہ بچہ کو پہنچا سکتا ترکہ سمجھا جاتا ہے اور پہر وہ اسکے وارثوں پر تقسیم ہوتا ہے۔ اور اگر وہ پہر وارث قرار دیا جاوے تو وہ حصہ متوفی کے وارثوں پر ترکہ دینا چاہیئے۔

۱۴۵

قرار دیکر دونوں طرف سے مسئلہ کی تصحیح کرنی چاہیے۔ اگر نسبت متماثل ہو تو کسی ایک مسئلہ پر عمل کرنا چاہیے۔ اور اگر نسبت متماثل ہو تو دونوں صورتوں میں سے جس میں کہ رقم کثیر ہو اُس پر عمل کرنا چاہیے۔ اگر نسبت توافق ہو تو اُس صورت میں ایک مسئلہ کا وقتی دوسرے مسئلہ کی کل رقم میں ضرب دیکر حاصل ضرب کو تصحیح مسئلہ سمجھنا چاہیے۔ اور اگر نسبت متباہین ہو تو ایک مسئلہ کی کل رقم کو دوسرے مسئلہ میں ضرب دیکر حاصل ضرب کو تصحیح مسئلہ سمجھنا چاہیے۔ مسئلہ حل کی تصحیح کے واسطے پہلے حل کو مذکور قرار دیکر اور پھر اُسی کو موث قرار دیکر جائز و دونوں مسلوں کی تصحیح کر لینی چاہیے۔ اور پھر دونوں مسلوں کی تصحیح کو دیکھنا چاہیے۔ اگر نسبت توافق پائی جاتے تو ایک مسئلہ کا وقتی دوسرے کل مسئلہ میں ضرب دینا چاہیے۔ اور اگر نسبت متباہین پائی جاوے تو ایک مسئلہ کی کل رقم کو دوسرے کل مسئلہ میں ضرب دیکر حاصل ضرب کو تفہیم مسئلہ سمجھنا چاہیے۔ پھر اُسی حصہ کو جو مسئلہ مذکور سے اُسکو پہنچتا ہو مسئلہ انوث میں بشرطیکہ نسبت متباہین ہو ضرب کرنا چاہیے۔ اور اگر توافق ہو تو وقتی میں۔ اور اسی طرح اسی حصہ کو جو مسئلہ انوث سے اُسکو پہنچتا ہے مسئلہ مذکور میں۔ بشرطیکہ نسبت متباہین ہو ضرب دینا چاہیے۔ اور اگر نسبت توافق ہو تو وقتی میں۔ پھر دونوں کے حاصل ضرب کو دیکھنا چاہیے۔ اُس میں سے جو حصہ کم ہو وہ ہی حصہ اُسکے دونوں حصوں میں سے ہر ایک وارث کو دینا چاہیے اور حصہ فاصل ہر ایک وارث کو امانتاً محفوظ رکھیں پس بعد وضع حل کے جو حصہ وارث اُس حصہ کا مستحق ہو وہ اُسکو اس تفصیل سے دیدیں۔ یعنی اگر حصہ حل اور زر یا حصص و ثما کا مولود مستحق ہو تو کل اُسکو دیدیں۔ اور اگر مولود مستحق کل کا ہو تو جو حصہ اُسکا چاہیے اُسکو دیکر زر یا کو جو ہر ایک وارث کے حصہ سے امانت کھنا ہو وہ ہر ایک وارث کو دیدیں۔ مثلاً ایک شخص نے ماں باپ ایک دختر اور ایک زوجہ عالمہ چھوڑ کر وفات پائی۔

ردجہ دختر حل مذکور باب ۱۳ میں اس مثال میں حل کو مذکور قرار دیا۔

مسئلہ ۲۴ غول ۲۶
زوجہ دختر حل فوت باب مان اس مثال میں حل کو موٹ قرار دیا۔
۲ ۱۶ ۴

حسب قاعدہ اول حل کو مذکور قرار دیکر تصحیح مسئلہ ۲۴ سے کی۔ پھر موٹ قرار دیکر تصحیح مسئلہ ۲۴ سے کی ۱ ذکورت و انوث کے دونوں مسنون میں توافق بالثلث ہے۔ اس صورت میں مسئلہ ذکورت کا وفق ۸ ہے اور انوث کا ۹ پس $۲۴ \times ۹ = ۲۱۶$ یہ حاصل ضرب دونوں کی تصحیح ہے۔

زوجہ کو تین سہام مسئلہ ذکورت سے پہنچے تھے اُسکو ۹ یعنی وفق مسئلہ انوث میں ضرب دیا۔ حاصل ۲۴ سہام منجملہ ۲۱۶ کے ہوئے۔ اور اسی طرح مان باب ہر واحد کے ۴ سہام ضرب ۹ = ۳۶ کے ہوئے۔ ۳۶ سہام باپ کو اور ۲۶ مان کو پہنچے۔ مسئلہ انوث سے زوجہ کو ۴ سہام پہنچے تھے۔ اُسکو ۸ یعنی وفق مسئلہ ذکورت میں ضرب دیا۔ ۳۲ سہام ۲۱۶ میں سے زوجہ کو پہنچے۔ اس طرح ۴ و ۴ سہام مان باپ کے ۸ یعنی وفق مسئلہ ذکورت میں ضرب دیکر ۳۲ سہام مان کو اور ۳۲ سہام باپ کو پہنچے۔ اب ان دونوں صورتوں کو غور کیا۔ معلوم ہوا کہ ۳۲ سہام ۲۴ سہام سے کم ہیں ہوا۔ زوجہ کو ۳۲ سہام دئے گئے۔ اور اسکے ۳ سہام زیادہ امانت رکھ چھوڑے۔ پھر ۳۲ سہام باپ کو اور ۳۲ مان کو دیئے اور چار چار سہام فضل اُنکے امانت رکھ چھوڑے۔

اب اگر ایک لڑکی پیدا ہو دے تو کل مال کو جو حل کے واسطے رکھ چھوڑا تھا وہ ان لڑکیوں کو دینے لگے۔ کیونکہ لڑکیوں کا حق ۱/۲ ہے اور مسئلہ انوث سے اُنکو ۱۶ سہام ملے تھے جب ۱۶ کو ۸ یعنی وفق ذکورت میں ضرب دیا تو $۱۶ \times ۸ = ۱۲۸$ ہوئے۔ انہیں سے ۱۳

ذکورت کی حالت میں بیب اجتماع من و من کے مسئلہ ۲۴ سے ہوا۔ انہیں سے ۱۳ سہام حصہ دختر اور حل کے من۔ اور مسئلہ انوث کی صورت میں بیب اجتماع و وثلت اور من و من کے ۲۴ سے کر کر غول ۲۴ سے ہوا۔ منجملہ اُن کے ۱۶ سہام حصہ دختر اور حل کے من کیونکہ حل کو دختر تصور کیا ہے۔ اور دو لڑکیوں کا و وثلت حصہ مقرر ہے۔

سہام تو پہلے ہی دختر کو مل چکے تھے۔ اب ۱۵ سہام باقی کو ۱۲ کے ساتھ جمع کیا تو ۱۲۸ ہوئے۔ پس ۱۲۸ سہام ان دونوں لڑکیوں میں علی السوۃ تقسیم کرنے چاہئیں۔ اور زوجہ کو ۲۴ سہام اور مان کو ۲۲ اور باپ کو ۳۲ مجموعہ سہام ۲۱۶ ہوئے۔

اگر ایک لڑکا پیدا ہو پس جو حصہ مان باپ کا زاید امانت رکھ چھوڑا ہے وہ اٹکودینا چاہئے اور باقی کو ۳۲ کے ساتھ جمع کر کے لڑکا لڑکی کو بقاعدہ ہر مرد مساوی حصہ دوزن تقسیم کرنا چاہئے۔ اگر بچہ مرد پیدا ہوئے۔ تو زوجہ اور مان باپ کو زرفاضل جو امانت رکھ چھوڑا تھا دیدینا چاہئے۔ یعنی زوجہ کو ۲۴ سہام مان کو ۳۶ باپ کو ۳۶ اور لڑکی کو ۹ سہام۔ (کیونکہ ۱۳ سہام پہلے دئے تھے اور ۲۱۶ کا نصف ۱۰۸ ہوتے ہیں) اور باقی ۹ سہام باپ کو بوجہ عصمت ملنے چاہئیں۔

✽ اس مسئلہ کی زیادہ وضاحت اسطرح ہو سکتی ہے۔

مسئلہ ۲۴ وقفہ ۸
زوجہ دختر حمل باپ مان
۳ ۱۳ ۲ ۲

مسئلہ ۲۴ عول ۲۴ وقفہ ۹
زوجہ دختر حمل باپ مان
۳ ۱۶ ۲ ۲

جو کہ ۲۴ و ۲۴ میں توافق ہے اس واسطے ایک کا وفاق دوسرے کل مسلمین مراب دیا ۸x۸ یا ۶۴x۹ یا ۲۴x۶۴ = ۲۱۶۔ دونوں سلوک کی تصحیح ۱۶ سے ہوئی۔ اب یہ دیکھنا چاہئے کہ دونوں صورتوں میں سے کسی صورت میں حصہ کم ملتا

اس واسطے ۸x۸ = ۲۴ حصہ زوجہ
۸x۲ = ۳۲ حصہ باپ
۸x۲ = ۳۲ حصہ مان
۸x۱۶ = ۱۲۸ حصہ دختر و حمل

یہ حصہ سن سلاہ نوشت سے پاس گئے
 { حصہ فاضل زوجہ ۳
 { حصہ فاضل مان ۲
 { حصہ فاضل باپ ۲
 { حصہ فاضل حمل ۱۱

اب دونوں صورتوں کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ ۲۴ سہام بہ نسبت ۲۴ سہام کہ میں اس واسطے ۲۴ سہام زوجہ کو دئے گئے فاضل ۲ سہام رہے اور ان باپ کے چار سہام فاضل ۱۱ سہام

دختر و حل میں سے ۱۴ سهام دیگر ۱۲ سهام فاضل رہے $\frac{115}{114}$ اب ۱۱۵ سهام فاضل کو تولد کی وقت تک امانت رکھنے چاہئیں۔ اگر حل سے ایک لڑکی پیدا ہو تو مسئلہ کی صورت اس طرح ہوگی۔

مسئلہ

زوجہ دختر و دختر و حل سے ہوئی باب مان

۲۴ ۶۴ ۶۴ ۳۲ ۳۲

اگر دو لڑکیاں پیدا ہوں تو چونکہ ۱۲۸ و تین روس دختران میں بتایں ہے اس واسطے $3 \times 114 = 342$ کو تصحیح مسئلہ سمجھنا چاہیے۔

اگر ایک لڑکا پیدا ہو تو ۱۱۴ سهام فاضل کو ہر ایک وارث کو دیگر ۱۱۴ سهام لڑکا اور لڑکی میں بقاعدہ ہر مرد ساوی حصہ دو زن کے حساب سے تقسیم کرنا چاہیے۔

مسئلہ

زوجہ دختر پسر باب مان

۲۴ ۳۶ ۴۸ ۳۶ ۳۶

اگر دو لڑکے پیدا ہوں تو چونکہ دو لڑکے اور ایک لڑکی کے روس ۵ ہوئے۔ اور ۵ و ۱۱۴ میں بتایں ہے۔ اس واسطے $5 \times 114 = 570$ کو تصحیح مسئلہ سمجھنا چاہیے۔

۵ x ۲۴ = ۱۲۵ حصہ زوجہ

۵ x ۳۶ = ۱۸۰ حصہ مان

۵ x ۳۶ = ۱۸۰ حصہ باپ

۵ x ۱۱۴ = ۵۷۵ حصہ دو پسر و دختر۔

اسی طرح آئندہ قیاس کرتے جاؤ۔

